

دیوبند

سماں

تاریکیوں میں ایک چڑاغ

ایڈیٹر۔ عامِ عثمانی (فاضل دیوبند)

سالانہ آنکھ روزے
ایک پوندری

پاہنچ

حکایت



سے نوں بھی صاف
اور جلد بھی صاف

بھلی - کانپور - پٹھ

GATEWAY OF KNOWLEDGE

تھہب شورہ فور اس شاہکار تھہب میں تو القادر سے تھہب ہے
بھلی کرنے ہوئے دلچسپی کیا کچھ قران و منست کے

امول سے فرماتے کا استنباط کو نکر بہتا ہے سالمی افضل کی بنیادی
تبلیغات پر مشتمل ہوئہ فور کی تفصیر ضرور ملاحظہ رہا ہے مولانا ابوالعلی مودودی

فیان اور حشرت وجدت ناکاہر میں صورتی ہے؟۔ صورت کو
ہمیت کیتے کافی نہیں؟۔ اس نوع کے سوالات کا شافی وکانی جواب
مولانا ابوالعلی مودودی کے کلمے۔ دیواری

عکت کیسے؟ (رسانہ اضافہ شیخ ایڈیشن) بعثت و حصرت کے اعلیٰ
ملکیت کیمپ میں یونیورسٹی بوراؤں و حشرت اور مغل و شیخ کے اعلیٰ
دراللہ کے ذریعے یعنی تین اسلامی عقائد کو ادھر تھی ہے۔ تاہم بعثت
میں یونیورسٹی کے طافون و حشرت و حصرت کی حالت میں

بلاغ ایڈیشن بعثت و حشرت کے طافون و حشرت و حصرت کی حالت میں
دوشالاں نے تین یقینات۔ مولانا شاہ ولی اللہ کی شاندار کتاب کا اردروزبر،
وہ میں ایڈیشن یقینات۔ مولانا شاہ ولی اللہ کی شاندار کتاب کا اردروزبر،

و جہادی سرچورس فولی اور کانکنیل کی شریحیت پر جائز
قیمت کیک روپیہ

بنگریزیں مولانا بن احمد کی مکمل اسنادیں۔ توکیہ الفصل کی
قیمت اور دو کڑی پر محال کی جاسنا ہے۔ علی امدادی

کتبہ بینی

پورے

قابل مطالعہ کتابیں

روح تصوف [صحابہ علماء اور مشائخ و صوفیوں کے ارشادات کی روشنی میں تصوف کے جو ہوا

حقیقت کی نشاندہی دلچسپی فکر ایجمنگ جلد تین روپی چھین ہے۔
ابوالحرث مصر کے شہرہ آفاق مصنف محمد بن یہیکل کی مقولات
 کتاب کا اردو ترجمہ قیمت پانچ روپے (محدثات روپے)
عمفاروق عظام یہی محمد بن یہیکل ہم کی تایف ہے ترجمہ
 کامیاب صفات ۲۵ دس روپے

(مجلد بارہ روپے)

حضرت عثمان غنی آپ کی پوری تیرتھی، حالات، شہادت

تمام اعتراضات و اذایات کے مل جوابات۔ اعلیٰ درجہ کی چیز دو جلدیں میں تک دس روپے
رض مولفہ - ابو زید شمسی

خلالدیف اللہ ترجحہ: شیخ محمد احمد پانچ روپے

بہشتی زیور (مکمل مدلل)

دنیا بھر میں شہور یہ مفید ترین کتاب آپ بھی اتنے گھر میں رکھیئے۔ ضرورت کے وقت ہبڑھ کے شرعی مسائل کا مستند حل اس میں ملتا ہے۔ عورتیں بیچاری بہت سی باتیں از راہ جیا کسی سے دریافت نہیں کر سکتیں ان کے لئے بھی یہ کتاب بڑی نعمت ہے۔ دو جلدیں میں مکمل بارہ روپے (مجلد پندرہ روپے)

بے شوال زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر

لیکن جامع سیرت جدید اسلوب میں حافظ امام الدین رام نجی کے تلفظ اور روان قلم سے۔ ۲۵ پسے

شہدیعت اور طریقت ابولانا اشرف علی گی ایک

مشہور کتاب جو آیات و احادیث کی روشنی میں شہدیعت اور طریقت کے باہمی ربط پر بڑی تفصیل سے بحث کرتی ہے ۲۵ صفحات محدثات روپے۔

مکتبہ تبلی - دیوبند (لیوپلی)

تفسیر حقانی [قرآن کی تفسیریں بہت ہیں لیکن مولانا عبد الحق حقانی کی تفسیر اپنا ایک خاص انداز اور

امتیازی شان رکھتی ہے۔ قرآن کے قاموس معانی کی سیر کے لئے آپ اس مبسوط مفصل مستند اور معلومات سے بہری تفسیر کو ضرور سلطان العین رکھیں۔ کامل کا ہدیہ ساٹھ رہیے۔ بطور نمونہ جس کا جو چاہے کوئی سا ایک یا جلد پارے بھی طلب کر سکتا ہے۔ فی پارہ دور ہے۔

البيان في علوم القرآن [آئی تفسیر حقانی کا مقدمہ سمجھئے۔

و معارف اور سیر حاصل مباحثت کی وجہ سے مستقل کتاب یہ کی جیشیت رکھتا ہے۔ اس کے بطالعہ سے آپ فن تفسیر و علم قرآن کے لطیف و دقیق اسرار اور اصول مبانی سے واقف ہوں گے اگر تفسیر حقانی کے علاوہ کوئی تفسیر آپ کے زیر مطالعہ ہے تب بھی یہ مقدمہ اسکی تفہیم میں مدد بخواہ۔ چھ روپے۔

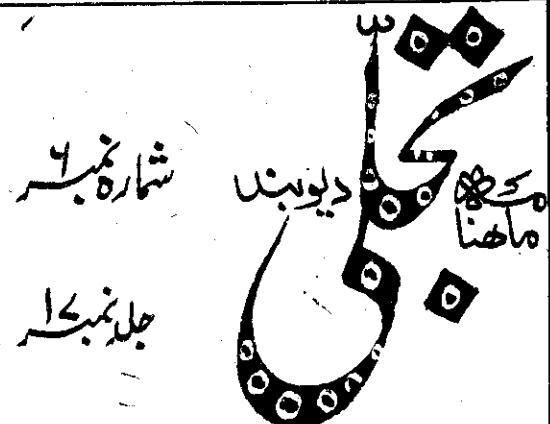
عقائد اسلام (حقانی) اتنا بیس بیس مگر مولانا عبد الحق

حقانی ہم کی کتاب عقائد اسلام صفت اول کی چیز سمجھی گئی ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے ضرور باخبر ہونا چاہیئے کہ عقائد کی وہ نہرست کوئی نہیں ہے جو ضروری عقائد اسلامیہ کی جائیں ہے۔ ایسا نہ ہو تم بے خبری میں سی ایسے عقیدے سے تھی واسن رہ جائیں جس کے بغیر ایمان و اسلام کا اعتبار ہی بارگاہ شریعت میں نہ ہو۔ قیمت چار روپے

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند [دارالعلوم دیوبند کے مستند

تاؤی دارالعلوم دیوبند] تاؤی جو ہبڑھ کے مسائل میں آپکی دینی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایم جو عکھر میں رہے تو ضرورت وقت کسی بھی مسئلے کے متعلق شرعی حکم دہدایت کا علم حاصل کرنا اس ہو جاتا ہے۔ تازہ ایڈیشن مددہ ترتیب اور اچھی طباعت کے ساتھ سکن آموز حصوں کی قیمت اکیس روپے (مجلد) دو جلد پکیس روپے

ہر انگریزی چینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت آٹھ روپے۔ فی پرچہ ستر پیسے
غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤ نڈ لشکل پوشل روڈ
پوشل آرڈر پر پچھنے لکھتے بالکل سادہ لکھتے



فہرست مضماین مطابق ماہ جولائی ۱۹۷۶ء

۵	آغاز سخن	عامر غوثانی
۸	جامعت تسلیعی کا قیمتیہ	عامر غوثانی
۱۱	تجھی کی ڈاک	عامر غوثانی
۳۵	تحریک اسلامی کی آزمائشیں	جاتب عبد المعنی
۴۳	جناب کوثر نیازی کے نام	لالہ صحرائی
۵۹	مسجد سے میخانے تک	ملا ابن العرب مکی

پاکستان کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ میانا بازار اور
پیر الہی بخش کالونی۔ کراچی (پاکستان)

پاکستانی حضورات: مندرجہ بالا پتہ پرمنی آرڈر
بھیج کر وہ رسید ہیں بھیج دیں جو منی آرڈر کرتے وقت لگائی
سے ملتی ہے۔ مندرجہ۔

انشد ضروری

اگر اس اور دراسے دائروے میں شرخ فشان سے تو سمجھ
لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے
سالانہ قیمت بھیجیں یادی پی کی اجازت دیں۔ ابتدہ خریداری
جاری نہ رکھنی ہوتی بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت
میں اکٹا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا
اخلاقی فرض ہو گا دوپے ستر پیسے کا ہو گا ہمی آرڈر
بھیج کر آپ وی پی خرچ سے نجیج جائیں گے۔

پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی تیرہ پرچہ بھیج کر رسیدنی آرڈر اور
اپنا نام اور مکمل پتہ ہمیں بھیج دیں رسالہ جاری ہو جائیگا۔

تروسیل زر اور خطوط و کتابت کا پتہ
دقائقی۔ دیلو بند۔ ضلع سہار پور (دیو۔ پی)

مدیر
عامر غوثانی
ناہفل دیلو بند

عامر غوثانی پر طبیعت نیشنل پرنسٹن
پریس دیلو بند سے چھپوا کر اپنے دفتر بھی
دیلو بند سے شائع کیا

اعتناء سخن

بھی دُور ایوں کی تحمل نہیں رہی ہے۔

تینک اسی کے ساتھ تاریخ یہ بھی گواہی دیتی ہے کہ اسی حکم اور متفق علیہ صدراقت کو جامہ عمل پہنانے کے لئے جب بھی کوئی مصلح اور داعی کھڑا ہوا ہے تو شارودی یا لوگ اس کی مخالفت پر کمرستہ ہو گئے ہیں جنہیں نظر یا قی طبیر پر اس سے کلی اتفاق تھا۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ تباہ صحابہ بھی الگ آج زبان قلم کی حد سے گزرو کر عالم کوئی تحریک اعلان کلمۃ اللہ کی شروع گرس تو کل ہی انھیں اس صبر آزماصیر حال کا سامنا کرنے پڑے گا کہ صدر ہاؤہ مسلمان جو کل تک انھیں داد دے رہے تھے آج بدلتے ہوئے تیوروں سے گھور رہے ہیں۔ الراہ و اعتراض کے کیڑے مکوڑے کلبانے شروع ہو گئے ہیں، سور وطن اور شکوئے سر اچھا رہے۔ پھر عتنا جتنا وہ انی اس تحریک میں آگے بڑھیں گے مخالفتیں بھی طریقی جاتیں گی اور جس قدر زور ان کی تحریک میں ہو گا آتی ہی شدت اور قوت سے الراہ و افتراق کی آندھیاں جلیں گی۔ اپنے کفر کی بات نہیں ملت مسلمہ ہی کے ان گنت افراد اور گروہ دانت پسیں گے۔ انھیں دھاتیں گے۔ زبان و قلم سے آگ بر ساختیں گے فرمادی بخوبی کردوازے ہٹل جاتیں گے۔ بدگمانیوں کی بوجھا رہو گی۔

یہی سب کچھ بھل داعیان حق کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ یہی آج میلانا الالا علی مودودی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ مولانا مودودی کا تمام دعویٰ لڑپر اول سے آخر تک اس کے

شامین الدین احمد ندوی کے ایک تازہ مقابلے سے:-

”مسلمانوں نے نہیں کی ایک اہم بلوغی توہین کے

عوچ روزاں اور موت و حیات کے اصولوں کو

بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ اسلام حسن روزہ، نماز، حج

اور زکوٰۃ کا نام نہیں ہے اور اس کے بھی کتنے مسلمان

پابند ہیں، بلکہ اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اسلام اور

مسلمانوں کی سرطندی اور شوکت و عظمت کیلئے

جد و جہاد ایسا رقبا ہی، اتفاق فی سیل اللہ، قومی

وحدت، اسلامی اخوت اندھا اس قبیل کے درمیے

اصولوں کو بالکل فراموش کر دیا ہے جو عادات ہی

کی طرح ضروری ہیں اور جن پر قوموں کی موت و

حیات کا دار و مدار ہے بلکہ جہاد یعنی اسلام اور

مسلمانوں کی سرطندی کے لئے ہر قسم کی جانی والی

قریانی افضل العادات ہیں۔ اس جد و جہاد میں

سائنسی علوم کی تحریک اس کی ایجادت و اختراعات

مضبوط نظام حکومت، فوجی قوت وہ تمازیزیں

داخل ہیں جو موجودہ دوسریں کسی قوم کی بعثا در

استحکام کے لئے ضروری ہیں۔“

کون سچا مسلمان ہو گا جو ایں سطیور کو پڑھ کر یہ نہ پکار

اسٹھ کا کر کپٹنے والے نے سچ کیا۔ اسلام کی ساڑھتیزیرہ سو

سالہ تاریخ شاہر ہے کہ جنبداری صدراقت ان سطور میں

بیان ہوتی ہے وہ کبھی بھی ہو شمند مسلمان کے نزدیک کبھی

میں حکومت کے زیادہ اہل ہیں۔ پسغیرہ طالوت کے استحقاق حکیمت کی یہ دلیل دیں:-

اَنَّ اللَّهَ اَصْطَفَاهُ اَنْ شَرَفَهُ تِمَّ رَطَالَوْتَ كَوْ عَلَيْكُمْ وَزَا ذَرَهُ بَادْ شَاهَ مَقْرُورَ كَيَا اورَا نَكَوْ بَسْطَةٌ فِي الْعُلُمِ عِلْمٌ اور حِسْمٌ میں زیادہ سُعَّتْ وَالْحُسْمِ عَطَاكِی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکومت واقعہ اور کے نئے علم کی قوت اور جسمانی یا مادی طاقت ضروری ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے حکم دیا گا۔

کیا کوئی بھی آنکھ والا اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دین حق کے احکام و عقائد کی پشت پناہی کرنے والی "علم کی طاقت" جس وسیع پیاسے پر مولانا مودودی نے ہمیا کی ہے وہ اپنا جواب آئیے۔ ہمیا کام اپنے اپنے زمانوں کے مصباح اور مقننیات کا لاحاظہ رکھتے ہوئے اس خالدان ایشیا میں حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شاہ عبد العزیز اور حضرت اسماعیل شہید جی جیل الشان حضرت نے کیا تھا۔ اسی کام کو ہمہ حاضر کے تقاضوں پر نظر رکھتے ہوئے مولانا مودودی نے اخمام دیا ہے۔ مگر وہ دوسری ضروری چیز۔ جسے شاہ صاحب "ماڈی قوت" کے نام سے باد کیا ہے اختیاری نہیں تھی۔ مولانا مودودی ہمیا چاہتے تھے کہ علمی طاقت کے ساتھ مادی قوت بھی ملت مسلمی کو بیسہر ہوا اور

اسلام اپنے برگ وبار لاسکے مگر مادی قوت کی تخلیق جو راستوں سے مکن تھی ان سب پر اپنوں ہی نے رکاوٹوں کے ہاتھ کھڑے کر دئے مسلمانوں ہی تھیں راستے میں ختنیں کھو دیں اور اعلاء تکمیل الحنفی جوزہ دایمان بھجنے والوں ہی نے برصغیر اور تواریں تان لیں کہ مودودی ایک قدم بھی تکے پڑھاتا تو اسکی بوٹی بوٹی کاٹ دیں گے۔ مودودی نے آج بھی ہمت نہیں ہماری۔ پسائی اختیار نہیں کی۔ وہ اپنی مٹھی بھر بڑیوں کو آج بھی اعلاء تکمیل الحنفی کے نصب العین پر قربان کرنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن ظاہری کامیابی

سو اچھے نہیں کہ جس بیانی صداقت کے شاہ صاحب نے مذکورہ سطور میں اجمال و اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اسی کو وہ لکھنگی میں شرح و بسط کے ساتھ میں کیا گیا ہے۔

جس طرح توحید اور ایمان بالرسالت واضح ترین اصطلاحیں ہیں مگر ایں علم نے ان کے معانی و مصداق کی کی وضاحت میں ختم کر دیا ہے اور قرآن و حدیث کا سارا مقدس ذخیرہ ہی اپنی دل واضح ترین اصطلاحوں کی شرح ہے اسی طرح اعلاء تکمیل الحنفی ایک واضح اصطلاح ہے لیکن اس کے معانی و مصداق اور اطلاقات کی وضاحت ہر زمانے میں تقاضا کرنی رہی ہے کہ داعیان حق اسلامی شرح کا فرضہ ادا کرے ہیں۔ یہی فرضیہ مولانا مودودی نے ادا کیا مگر صرف لفظ اور حروف اور خطبہ وعظ کے دائرہ میں رہنے کے عوض انہوں نے یہ بھی ستم ڈھانبا کہ ایک مستقل عملی تحریک لیکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا رد عمل وہی ہوتا تھا جو روزازل سے مقصوم ہے۔ غالی و اعظمون، خطبیوں، اور مبلغوں کو کبھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔ مگر علی دعوت لیکر اٹھنے والے بھی معاف نہیں کئے گئے۔

ہم تو جو صرف اس نکتے پر دلانا چاہتے ہیں کہ فی الحیثیت عقائد و تفہیمات کی سطح پر تمام ہمیشہ مسلمانوں کا اتفاق ہیک اسی نکتے پر ہے جسے مولانا مودودی نے لفظ اور حروف سے بڑھ کر دار کا آئینہ دکھلنے کی حرارت کی ہے اور جس کی عملی تعبیر کا نام "جماعت اسلامی" ہے۔

اسی مقالے میں محترم شاہ صاحب لکھتے ہیں:-

"حکومت اور دنیاوی اقتدار کے لئے خود قرآن مجید نے علم کی طاقت اور ماڈی قوت کو ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل نے اس وقت کے موجود پیغمبر سے کہی کہ بادشاہ بنانے کی درخواست کی تو انہوں نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل نے عذر کیا کہ ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ وہ تم پر کس طرح حکومت کر سکتے ہیں ہم ان کے مقابلے

حضرت امیر معاویہ کی نیسا سی زندگی [صحابی رسولؐ]
امیر معاویہ کے حالات پر ایک محققانہ کتاب جو اپنے شائستہ
لب و لمحے، مستند معلومات اور ضمیروں طلاقیں و شواهد کے
اعتبار سے اپنے موضوع پر بہتال کبھی جا سکتی ہے۔
قیمت مجلد دش روپے

رحمٰن حصین [شب و روز کے تمام معمولات اور زندگی کے
ہر شعبے سے متعلق حدیث سے منقول دعاؤں
کا مشہور جموجمعہ۔ عربی معن اور ترجمہ۔ قیمت دش روپے۔
دش پیغمبر [حضرت فویح۔ حضرت ہواد۔ حضرت ابراہیم
حضرت یوسف۔ حضرت شعیب۔ حضرت علیؑ۔ حضرت
ہویی۔ حضرت سلیمان۔ حضرت یونس۔ حضرت علیؑ۔ حضرت
محمدؐ۔ یہ بھی ملاحظہ رہے کہ یہ "قصص الانبیاء" جیسی کوکس
کتاب نہیں۔ مستند اور محققانہ ہے۔ قیمت ڈھنائی روپے۔
دش بر سے مسلمان [ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔
معاذؓ۔ حسینؓ۔ عمر بن عبد العزیزؓ۔
مجلد چھ روپے۔

دش ولی [حسن بصریؓ۔ جنید بغدادیؓ۔ خدروم علیؓ
بجوریؓ۔ عبد القادر جیلانیؓ۔ معین الدین
چشتیؓ۔ گنج شکرؓ۔ نظام الدین محبوب اہمیؓ۔ زکریا ملتانیؓ۔
میان میسرؓ۔ مجدد الف ثانیؓ۔ دو روپے۔

خطبات مدرس [ندیؓ کے شہرہ آفاق خطبات۔
اپنی نوع کی واحد چیز۔ قیمت مارٹھے تین روپے۔

مکتبہ تجھیل۔ (لیوبنر دیوپی)

جسے میں سڑاکتے تو یہ تصویر اس کا نہیں سدا رہا میں والوں کا ہے
اُن مسلمانوں کا ہے جو علماً و علمتہ الحق کی فرضیت پر ایمان
رکھنے کے باوجود اس احتلالح کی صرف چیخانی تقدیس پر
حکومتاً تو پس کرتے ہیں بلکہ علمی تعبیر کا ادراک کرنا نہیں چاہیے
اگر تصویر ہر حال میں مودودی ہی کا قرار دیتا ہے تو پھر یہ
تصویر اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ایک ناتوان بشر ہے جسے
جدب عزمیت اور دہن رسانا تو مانگرہ جسمانی قوت نہیں
ملی جس کے ذریعہ وہ طاغوت کے قاہر شکروں کو البت کر
رکھدے۔

سینیٹ۔ شاہ صاحب نے مقامے کے اختتام پر کیا کہا ہے
”اس بحث کا محل یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں دینی
صلابت و پختگی نہ ہوگی تو وہ رفتہ رفتہ اکثریت میں
ضم ہو جائیں گے اور اگر وہ ہندوستان میں اجنبی
بن کر رہے۔ اپنے عمل درکار میں دلوں کو ماں نہ کیا
اور ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ نہ لیا تو ملک
کا اعتماد چالنے کریں گے اور احسان کرنے کا شکار
ہو کرپس ماندہ قوم بن کر رہ جائیں گے۔“

یہ صرف اتنا بھی اپنا فکر میں گئے کہ پورے مقالہ
کے سیاق میں ”ہندوستان کی تعمیر و ترقی“ کا مفہوم شاہ صاحب
کے نزدیک وہ چلتا ہوا بازاری ہفوم نہیں ہے جسے بہاں کی
اکثریت اور اس کے فرش بردار قوم پر مت بطور نفسہ
استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کے مدد اور مدد اس میں عدل، جمہوریت،
رواداری، کردار و اخلاق اور روحانیت صاحب کی تمام قدریں
 شامل ہیں۔ شاہ صاحب اگر ان لوگوں میں ہوتے جو مقبول و
مردج اصطلاحوں کا استعمال فقط اپنی تاریک ذہنی اور
خبرت یاطن کا بھرم قائم رکھنے کے لئے کرتے ہیں تو ہم کبھی
ان کے مقامے کا آئندی اہمیت سے ذکر نہ کرتے۔

اگلے سماں میں

”خطبہ جمعہ کے وقت نماز“ پر تفصیلی بحث
مالحظہ فرمائیے

جماعتِ یتی کا قضیہ

اگر آپ یہ کہنا جائیتے ہیں کہ "حالات اور صلحت" کے پیش نظر سیاست کو نہ ہبے دور رکھا جاسکتا ہے تو پھر آپ نئی نئی سے جمعیۃ العلماء اور دینگوشش مسلمانوں کی تردید کر سکتے ہیں۔ ہمارے چھاگلا ہما حب بھی یعنی تاویل کر سکتے ہیں کہ حالات اور صلحت کے پیش نظر ہم نے سیاست کو نہ ہب سے دور رکھا ہے۔

جمعیۃ العلماء والے بھی اسی تاویل کا سہارا لیتے۔ سمجھیں نہیں آتا آخر آپ کس طرح ان لوگوں کی تردید کر سکیں گے۔ بہر حال ہم تجھی کی پالیسی میں نایاب فرق مخصوص کرو۔ ہاں ہیں۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ عامر عثمانی جو اس قسم کی صلحت اور حکمت وغیرہ کے پھنڈوں کا شدید خلاف تھا جو ان پر زلانہ تاویلات کے خلاف سینہ سپرد ہتا تھا اور جو اس سلسلے میں کسی پیک اور رواداری کا قابل نہ تھا، آج ایک بھی افراد ایک کر رہا ہے۔ جس سے مخالفین بہت آسانی سے اسلام کی جڑیں تک کاٹ سکتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ:-

"زمانہ بہترین رج ہے اور زمانہ کی باغ ڈور اللہ
تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ جس فرد یا گروہ کے لئے جو انجام
اور عروج و زوال کے جو مراحل اور کامیابی و ناکامی
کے مراتب اُس نے مقدر فرمادیتے ہیں وہ بہر حال
سامنے آئے ہیں اہذا کیوں ہم یہ ضروری سمجھیں کہ ایک
بھی جماعت کا بزرخ ہناظہ ہو جائے اور دوسروی
جماعت کے تما فلسفہ منکرو نظر کی کمک تردید ہو جاگے۔
محترمی! اگر زمانہ بہترین رج ہے تو آخر گروں سو شرام"

محترمی و مکرمی مولانا عامر عثمانی صاحب
سلام مسنون!

شدید انتہا کے بعد یعنی کاشجی نظر نواز ہوا۔ آپ کے تبصرے کے آخری پیر اگراف نے ہماری آج تک کی تمام عقیدتمندیوں اور خوش فہمیوں کو ختم کر کے روکھ دیا ہے۔ آپ کا یہ کہنا کہ:-

"اس کے بعد ان کا برمعرفت مصنفوں میں اہل اللہ
کہلائے گے بھی بجا طور پر سخت ہیں اور عین ممکن
ہے کہ سیاست و حکومت کی تبلیغی جماعت کے
ارباب حل و عقد نکری سطح پر شجر منوع عزرا
ز دیتے ہوں، بلکہ حالات کے پیش نظر بطور صلحت
اس عنوان کو تہہ کر کے روکھ دیا ہو۔"

ہماری حیرت سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیا آپ ہم یہ سمجھ
لیں کہ "ذہب و میسرت" کے بالے میں تجھی کے معرفت
نظریتے میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔ کیا آپ نے مندرجہ بالا
پیر اگراف میں دبے دبے الفاظ میں "سیاست و حکومت" کو
قطری سطح پر ہی ہی ذہب سے دور رکھنے کی تام نہیں فرمائی ہے
ہمیں نہ صرف حیرت بلکہ شدید درد نہ ہے کہ تجھی کی پالیسی میں یہ
اچانک تبدیلی کیونکرو تما ہوئی۔ یہاں پر ہم یہ بات واضح
کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا اور تجھی کا رشتہ صرف نظر یا قی اور
اصولی ہے۔ اگر تجھی کے نظریات اور اصول میں تبدیلی ہو سکتی
ہے تو پھر یعنی طور پر ہمارے تجھی سے قلت میں بھی فرق پر سکتے ہے

الفاظ میں یوں کہنا چاہیے تھا کہ "جو کوئی فرد یا جماعت سیاست و حکومت کو مذہب سے الگ رکھنا چاہتی ہے وہ بالکل غلط ہے" مگر افسوس کہ آپ جیسا اصول پرست تبلیغی جماعت کے لئے جو اذیداد کرنے کی کوشش کرو رہے ہے کہ اگر حالات اور مصلحت کے پیش نظر سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیا یہی آپ کی اصول پرستی ہے؟ اس سلسلے میں اصول پرستی اور شہادت حق کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں:-

تبلیغی جماعت کے بھوپال کے اجتماع کے بعد یہی ملاقات اتفاق سے جماعت اسلامی کے ایک ذمہ دار اوصیت عالم سے ہو گئی۔ میں نے ان کے سامنے تبلیغی جماعت کا نظریاتی پیلوپیش کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی جماعت سیاست و حکومت کو ختم نزع قدر ارادتی ہے اور اس کو "آخرت پسندی" کے خلاف سمجھتی ہے اس سلسلے میں آپ کا کیا جمال ہے؟ مولانا نے فیصلہ کن آواز میں یہی کسی جھگک بار واداری کے فرایا کہ اگر تبلیغی جماعت ایسا ہتھی ہے تو یہ بالکل بے نیا اور غلط ہے۔ میں مزید تفاصیل کیا کہ پھر آپ لوگ اس نظریاتی پہلو پر گرفت کیوں نہیں کرتے؟ مولانا نے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغی جماعت والوں کی تقاریر اور میانات اخبار و رسائل میں ہیں شائع ہوتیں۔ اس لئے ہم کوئی تنقید ناگرفت نہیں کر سکتے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کا نقطہ نظر واقعی یہ ہے کہ "سیاست حکومت کو مذہب سے دور کا بھی نعلن نہیں ہے اور یہ صرف دنیا پرستی ہے" تو علمائے حق پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس پر گرفت کریں۔

دوسرا ہم پہلو یہ ہے کہ اگر داشتہ طور پر تبلیغی جماعت نے سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے شعور میں سیاست و حکومت کی اہمیت و فرضیت موجود ہے مگر جہاں تک میر امداد علی اور تحریر ہے میں لقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شعر تو کجا تبلیغی جماعت کے لا شعور میں بھی سیاست و حکومت کا یہ نظریہ موجود نہیں ہے وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ سیاست و

کیونکہ اسیکو اسی نام وغیرہ کی تردید کرتے چھریں۔ آخر کیوں ہم ان اذمود کی تردید کے لئے اپنا وقت برداشت کریں۔ زمانہ بہترین حج ہے زمانہ خود ہی فیصلہ کرنے کا کہ کون حق پر ہے اور کون ناجی پر۔ سمجھ میں نہیں آتا آخر "فریضیہ شہادت حق" کس وقت کے لئے ہے اور امر بالمعروف و نہیں عن المثل کا حکم یکوں دیا گیا ہے۔ کیا ان احکامات میں بھی اپنے اور غیروں کا انتیاز موجود ہے۔ کیا اپنوں کو منکرات سے نہ روکا جانا چاہیے کیا حق بات صرف غیروں کے منہ پر ہی کہنا چاہیے اور اپنوں کے لئے حالات اور مصلحت کی آڑ لینا چاہیے۔ اگر آپ تکری سطح پر یا اضطراری طور پر سیاست اور حکومت کو مذہب سے الگ کھینکتے ہیں تو پھر آپ کس طرح اپنی حالات اور مصلحت کی بناء پر منماز، روزہ، حج اور نجات وغیرہ کی فرضیت کو قائم رکھ سکیں گے۔ تو کیا یہ مکن نہیں کہ نماز، روزہ، حج اور نجات وغیرہ انہیں حالات اور مصلحت کے نذر ہو جائیں۔ جس طرح کہ ابھی حال ہی میں الجزاير میں روزہ حالات اور مصلحت پر بھینٹ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اس نظریتے نے کبھی جگہ حج کے خلاف بھی اداز اٹھوائی ہے کہ یہ لیسٹر بہت زیادہ (EXPENSIVE) تھیوں خرچ (نحو باشد) ہے۔ اور ملکی حالات اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ حج کی تمام رقم قوم کی ترقی اور فلاج کے لئے وقت کر دینا چاہیے۔ بالکل اسی طرح ابھی ابھی پاکستان میں بھی ایک اہم فریضیہ "ترابی" کے خلاف آواز اٹھاتی چاہی ہے۔ وہاں بھی یہی مصلحت پیش کی گئی کہ تربیت کی تمام رقم جمع کر کے حکومت کے پنج سال منصوبے میں دیدیا چاہیے تاکہ ملک و قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اگر حالات اور مصلحت سے ذرا سی بھی رواداری برقرار کیا تائج جدائد ہو سکتے ہیں اور حالات و مصلحت کی نگی اور بے رحم تلوار سے اسلام کے کون کون سے اصول و مبادیات بچ سکیں گے اور یہ ماں ذرا یہی تفصیل سے بتائیں کہ آپ کس طرح اس مصلحت کی نگی تلوار سے مقابله کر سکیں گے۔

آپ کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ آپ ہمیشہ اصول و مبادی سے بحث کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کو ظھی اور روک

سیاست و حکومت کو دین کا جزو ہی مانتے کوتیا رہیں تو پھر انھیں حالات و مصلحت سے کیا واسطہ ہے جب وہ اپنے اپنے بیسا رہی مانتے کوتیا رہیں بلکہ ترین صحت مندی کا نمونہ تصور کرتے ہیں تو وہ لوگ آخر کیوں حالات و مصلحت کی دوا پیشیں۔

تاڑہ ترین مثال پاکستان کا "عورت کی امارت" کا مسئلہ ہے، نہ صرف آپنے بلکہ مجلس شوریٰ اسلامی (جماعت اسلامی پاکستان) اور اکثر علمائے کرام نے بھی سب سے پہلے اس نیا دی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ "عورت کی امارت" شرعی نقطہ نظر سے ناپسندیدہ اور ناجائز فعل ہے۔ مگر پاکستان کے مخصوص حالات و مصلحت کے تحت عورت کی امارت کا جواز صرف عارضی طور پر مباح ہے۔ مگر جو ہی حالات مناسب ہوئے چارز کی شرط ختم ہو جائے گی۔

بالکل اسی طرح اگر تبلیغی جماعت بھی اس حقیقت کا اعتراض کر لے کے سیاست و حکومت بھی عادات کی طرح دین کا ایک ہم فرضیہ ہے مگر موجودہ مخصوص حالات و مصلحت کے تحت ہم اپنی عملی جدوجہد - عارضی طور پر صرف عادات کے تھنک ہی خود درکھنا چاہتے ہیں۔ اگر تبلیغی جماعت ان حقائق کا صرف "نظر یا تیسطع" ہی پر اعتراف کر لے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے درمیان اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہیں ہتی مستلزم کا آخری اور اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شوریٰ و دانست طور پر موجودہ حالات و مصلحت کے پیش نظر حیا سرت و حکومت کو اپنی عملی جدوجہد سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ایک زبردست مشایخی خرابی موجود ہے۔ اس موضوع پر مولانا مودودی کی کوئی تحریریں موجود ہیں اور انھوں نے اپنی نقطہ نظر بہت کھوں اور مدلل طریقہ پر پیش کیا ہے۔ مولانا مسلم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"حس میيار کا مقصد اور نصب العین ہو گا اسی معیار کا کمردار اور مزاج بھی بنے گا۔ بلکہ کمردار کے لئے بلکہ مقصد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ مقصد اور نصب العین کا انتقامی سمجھیں ہیں آنکہ جب کہ تبلیغی جماعت کے اکابر

حکومت کے بغیر نہیں تعلق نہ مکمل ہے۔ جو لوگ سمجھ گئی اور مخلصانہ طور پر یہ سمجھتے ہوں کہ دنیا کے تمام مسائل ذکر و درود اور دعا سے حل ہو جائیں گے وہ کب سیاست و حکومت کی نکاحش اور مصیبت مولیں گے۔ جب یہ لوگ دعا کی ایک پھونک ہی سے ایک وہائی طریقہ میں ٹھنڈا کر سکتے ہیں تو آخروہ کیوں میدان عمل کی طور کیں مکھائیں۔ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شوریٰ طور پر سیاست و حکومت کو نہیں بھے دور رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ان کی تقاریر کا لذتِ لباب پھجھیوں ہونا چاہئے تھا کہ:-

"سیاست، معاشرت، معیشت دین کے لازمی اجزاء ہیں۔ دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور زندگی کے تمام سعبوں پر مکمل ہدایات دیتے ہے جس طرح عادات میں خدا اور رسول اللہ کے احکامات کی پروردی ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح معیشت، معاشرت اور سیاست دھکومت وغیرہ میں بھی ہم کے احکامات کی پروردی ضروری ہے۔ مگر ہم موجودہ تاگیری حالات اور مصلحت کی بناء پر اپنی جدوجہد صرف عادات کی حد تک محدود رکھتے ہیں۔ بہر حال ہمارے پیش نظر مکمل دین ہی کی پروردی ہے۔ اگر حالات سازگار ہوں گے تو ہم اتنا ادارہ بنت درج اپنے دائرہ عمل کو دیگر شعبۂ جات تک وسعت دیں گے۔ مگر فی الحال ہم اپنی عملی جدوجہد کو صرف عادات تک ہی محدود رکھنے پر مجبور ہیں۔"

اگر تبلیغی جماعت والوں کا طرزِ لفظی کچھ اس قسم کا ہے تو ہم ضرور مطہن سوچاتے کہ تبلیغی جماعت حالات و مصلحت کے جواز کا بالکل ملجم استعمال کر رہی ہے مگر موجودہ بیانات اور تقاریر کی روشنی میں ہم ہرگز مطہن نہیں ہیں کہ تبلیغی جماعت کے اکابر خلوص نیت اور خلوص دل سے حالات اور مصلحت کا سہارا لے رہے ہیں جبکہ وہ بالآخر اور واضح الفاظ میں بانگ دہل کرتے ہیں کہ "سیاست و حکومت صرف دنیاداری ہے۔ آخرت پسندی کا سیاست و حکومت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔"

سمجھیں ہیں آنکہ جب کہ تبلیغی جماعت کے اکابر

تجھی کی طاہری

گنجی تھی۔ نماز جمعہ ایک بڑی نماز ہے جسیں یہ کشرا جماعت ہوتا ہے۔ اس جماعت میں اچھے بُرے سمجھی طرح کے لوگ آتے ہیں پوستکا ہے باہمی نزاع اور فتنے کی کوئی شکل پسداہ واس لئے بادشاہ یا اس کے نائب کی موجودگی کو اس ممکنہ خطرے کا علاج تھور کیا گیا۔ اب اگر حکومت ہی فریسلم ہے یا حکومت تو مسلم ہے مگر صدر صاحب یا کوئی وزیر صاحب نماز میں تشریف نہیں لاتے تو نماز جمعہ ترک نہیں کی جائے گی۔

بعض فقہارے یہاں تک لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں وہ کافر ہی ہو مگر جس انتظام کے لئے خود آئے یا اپنا کوئی نائب میسجدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا معاملہ صرف احتیاط اور حسن انتظام کا ہے زکرِ عبادت کی بظفیری پہنچت اور حکم کا۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہر شہر میں نماز جمعہ کسی باہمی اور بیرونی اور فتنہ و مشرک بغير ارادت کی وجہ ہی سے لہذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک مکروہ سے بہانے کی آڑے کر نماز جمعہ کو ختم کر دیا جائے۔

مگر آپ کے یہ صاحب صرف جمعہ ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ روزانہ کی پنج قسم سے جماعتوں پر بھی باہمی صاف کر رہے ہیں۔ ان اللہ کے بندے ہے کوئی پوچھئے کہ کس آیت یا حدیث سے ان پر مشکل ہوا ہے کہ نماز کا اسلام نماز آ کرنی شاہی نمائندہ ہی ہو۔ ایسا عوامی صریح جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ نماز جمعہ اور عیدین میں تو بطور احتیاط اشاری نمائندگی کی شرط فقہارے نے پھر بھی کوئی لیکن روزانہ کی صاحب نمائدوں کے لئے اس قسم کی شرط مذکورہ صاحب یا صاحبان کی اپنی ایجاد ہے۔ یہ

ہندوستان میں نماز جمعہ

سوال ۱:- از خواجه حسن الدین

نماز جمعہ کے شرط اٹکیا ہیں؟ اور نماز ما جماعت کے کیا شرط اٹکیا ہیں؟ یہاں ایک صاحب سے دوران گفتگو یہ معلوم ہوئی کہ جماعت ہی کہ بھارت میں نماز جمعہ کی شرط عائد نہیں ہوتا۔ ہوتی اور نماز ما جماعت پنجگانہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ نماز بغير امام کے نہیں ہوتی اور امام مقام ہوتا غلبہ خلیفہ کا یا اس کا نمائندہ یا مقرر نکر دے۔ اس زمانے میں نہ کوئی خلیفہ کا مرکر ہے اور نماز نمائندہ مقرر کرنے کا مجاز اور نہ مقرر کر سکتا۔ ایسی صورت میں نماز پنجگانہ ما جماعت کا سوال پیدا ہوتا ہے یہ ہیں خالات بعض حضرات کے۔ اس سوال پر کہ پھر آپ کیوں جمعہ اور نماز ما جماعت میں مشکلت فرماتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ طوفاً و کر رہا۔

جواب ۱:-

جن صاحب کا قول آپ نے نقل کیا ان کا علم و مطالعہ ثابت ہے۔ نماز جمعہ کے توحیح ہونے کی شرطوں میں ایک شرط بیشک بیان ہوتی ہے کہ نماز جمعہ میں بادشاہ یا اس کا کوئی نائب موجود ہو۔ لیکن ساختہ ہی یہ تصریح بھی نہیں اتنا کہ دی ہے کہ جن ملکوں میں غیر مسلمین کا ادیخ ہو وہاں اس شرط کو کا عالم مجھا جائے اور مسلمانوں کو بغیر شاہی نمائندے کے اپنے طور پر نماز ادا کر سکتی ہو گی۔

در اصل یہ شرط بعض انتظامی مصلحت کے تحت دکھی

اس لئے لا تبریری کو جلد اور زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ اسی درمیان میرے قبیلے میں ایک سرکس آیا تھا۔ سرکس میں مردوں کے علاوہ عورتوں کا بھی تھیں تھا۔ لا تبریری کے حق میں ایک بہترین موقع ملا۔ اب لا تبریری کے ارکان و ممبران کے درمیان دو پارٹی ہو گئیں۔ ایک پارٹی کا کہنا تھا کہ سرکس میں لا تبریری کی طرف سے چیرٹی شوہزادیاں چاہئیں اور اس سے جو رقم حاصل ہو لا تبریری میں لکھی جائے۔ لیکن دوسرا پارٹی اس کے خلاف تھی اور اس پارٹی کا کہنا تھا کہ اس رقم سے لا تبریری کی امداد کرنانا جائز ہے۔ دونوں پارٹی کے درمیان جائز اور ناجائز کا سائل تھا۔ نوبت پارٹی کی آگئی لیکن کسی صورت سے بات دب گئی اور سرکس میں چیرٹی شوہزادیاں ہوا۔

اب آپ ہی بتائیے کہ سرکس کے چیرٹی شوکی رقم جائز تھی یا ناجائز اور اس کا منزعی حکم کیا ہے تاکہ آئندہ اُسی پر عمل کیا جائے؟

جواب: سرکس میں سوائے اس کے کوئی حرمت نہیں ہے کہ اس میں عورتیں نیم عربیان لیپی میں حکم لیتی ہیں۔ لیکن سرکس کے مکمل سے حاصل ہونے والی رقم میں وہ ناپاکی نہیں ہے جو یا سید وغیرہ کی رقم میں ہے۔ جو یا باز ناکی کائناتی یا مشراہب کی آمدی نیچس العین ہے جس کے عین وجود میں حرمت داخل ہے مگر سرکس کی آمدی اپنی روح اور مشرحت کے انتبار سے حرام نہیں کہی جا سکتی۔ عورتوں کی مشارکت نے اسپر ویسا ہی اثر ڈالا ہے جیسے نجاست کی چیزوں پاک پڑے پر ڈالتی ہیں۔

اس بارے کفر کو ملحوظ رکھیں تو اردو لا تبریری کی مدد کے لئے سرکس کی آمدی میں ایسی قیاحت نظر نہیں آتی جس کے تحت اطرافی بھرپور تک نوبت پہنچ جائے۔ اردو لا تبریری کی حیثیت کئی دینی ادارے کی بھی نہیں ہے۔ سوال سجدہ یا دینی مدرسے کا ہوتا الگ سلسلہ ہے۔ اردو لا تبریری کیلئے سرکس کی آمدی صرف کمروں ہے جرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صاحبان نہ صرف علمی حیثیت سے ہی دامن ہیں بلکہ بے ضمیر بھی نظر آتی ہیں۔ اگر صاحب فہمیر ہوتے تو اپنے مسلمان کے مطابق جمعہ اور روزانہ کی جماعتوں میں ہرگز شرکت نہ کرتے آخیر کون ڈنڈائے بھرپور تک آپ خواہی نہ خواہی شرک ہی ہوں۔ طوحاً و کرآً اس موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی مجبوری سامنے ہو۔ یہاں کیا مجبوری ہے۔

حابل جواب یہ ہے کہ روزانہ کی جماعتوں میں تو شاہی نمائش دیگی کی مشرطت ہے ہی نہیں۔ جمعہ کے لئے مشرطت ہے مگر اختیاطی اور انتظامی۔ اگر حکومت مسلمانوں کی ہو تو شاہی نمائش کے لئے کو اس مشرطت کی خاتم پڑی کر کے اپنی ذمہ داری بھانی چاہئی۔ اور حکومت کافر و کوئی کو اس مشرطت کا کوئی بھوان پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک حکومت کافر کی طرف سے جماعت جمعہ کی مانع احتصار نہ ہو مسلمانوں کو لا ازاً نماز جمعہ ادا کرنی چاہئی۔ نماز جمعہ فرض میں ہے۔ اس کی طرف پہنچیں اور اس کے تاریکن کے لئے بڑی دعیدیں احادیث صحیحیں دارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک ایسا آدمی ہرگیا ہے جو جمعہ اور جماعت میں مشرکت نہ کرتا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ حنفی میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک ہمیشہ تک وقتاً فوقتاً یہی سوال کرتا رہا۔ آپ بھی ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر آیا ان رکھتا ہے اس کے لئے نماز جمعہ ضروری ہے۔ ہاں بیمار اور مسافر اور بیجے اور عورتیں اور غلام مسٹنار ہیں۔

سرکس کی آمدی

سوال ۲: اقبال احمد۔ مذکون راجحی
کسی سرکس کے چیرٹی شوکی رقم اردو لا تبریری میں استعمال کرنے کا ہے اور اس کے لئے حکم کیا ہے؟
سوال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے قبیلے میں ایک نئی اردو لا تبریری قائم ہوئی ہے۔ قائم ہوتے ایک تھا۔

مختلف سوالات

(۴) سیندھی کا استعمال:- سیندھی کا استعمال کیسے ہے؟
کیا یہ مشراپ کی طرح حرام ہے یا اس میں کچھ رعایت ہے؟

(۵) الیکشن میں حصہ لینا:- کمی مسلمان حکومت میں اسلام کو غالب کرنے کی نیت سے الکشن کے موجودہ فریگی ضوابط کی تکمیل کرتے ہوئے اس میں بحثت امیدوار شرک ہونا، یعنی دو طوں کی فرمائی کے لئے پروپنڈا کرنا ازروں سے منع کیسے ہے؟

(۶) سینما کی صنعت سے استفادہ:- کیا ایک سلامی حکمت کیسی حرام ہے؟

(۷) کیا حومہ مہینن اور اولیاء اللہ کی ارواح اپنی اپنی مرضی سے کسی مقام کو آنا جانا کر سکتی ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ موت کے قرآن بعد روح کو مقام

سوال:- از معین الدین خاں (آنحضرت پر پیش)
(۱) نماز قصر:- سفر کی حالت میں فرض نماز کو قصر کر کے ادا کرنے کا حکم ہے۔ سنت نمازیں بالکل معاف ہیں یا ان کی دینگ ضروری ہے؟

(۲) نماز جمعہ:- بعد نماز جمعہ ۲۰ رکعت سنت نماز ادا کرنا کیسے ہے؟ کیا ۲۰ رکعت فرض نماز جمعہ ۲۰ رکعت فرض نماز نہ کر بلن ہیں ہے؟ برآہ کرم نماز جمعہ سے متصل تعداد رکعت فرض و سنت معلوم فرمائیے۔

درس کرایہ مکان:- مکان کرایہ پر دینا اور کرایہ حاصل کرنا کیسے ہے؟ کیا یہ کرایہ مکان سود جیسا قہیں؟

تجھی کاشاند اس



انتشار اللہ جلد آرہا ہے — تفصیلی اعلان کا انتظار کیجئے

سالانہ خریداروں کو تیہقہ مفت پیش کیا جائے گا

نیجر تجھی

حکم دیا کر رہتے ہیں پھر دن چاروں کوئتہ نہ پڑھو اور ساتویں روز درجت فرضی جمعہ۔ لیں اسی پر بات تمام ہے۔ جسے جمعہ کی جماعت نہ مل سکے وہ نہ پڑھ لیں گے تو کہ نماز جمعہ بغیر جماعت کے نہیں ہوتی۔

(۳) معلوم نہیں آپ پھر سے اب تک دنیا کے کون سے دیر انسے میں جو استراحت تھے کہ آج تک کہاں کے کرائے کی شرعی حیثیت بھی آپ کو معلوم نہیں۔ ایسے سوالات ذہنی بے راہروی کی ملامت ہیں۔ اپنے دماغ کو مفید کاہوں میں لٹکتی ہے۔

(۴) ہر شہر اور ہر جرام ہے۔ سینہ میں اگر پوش و حواس کو پوری طرح مغلوب کر لیتی ہے تو وہ شراب ہی کی طرح جرام ہے۔ (۵) خوابط فرنگی میون یا امریکی۔ ان پر عمل کرنے سے اگر

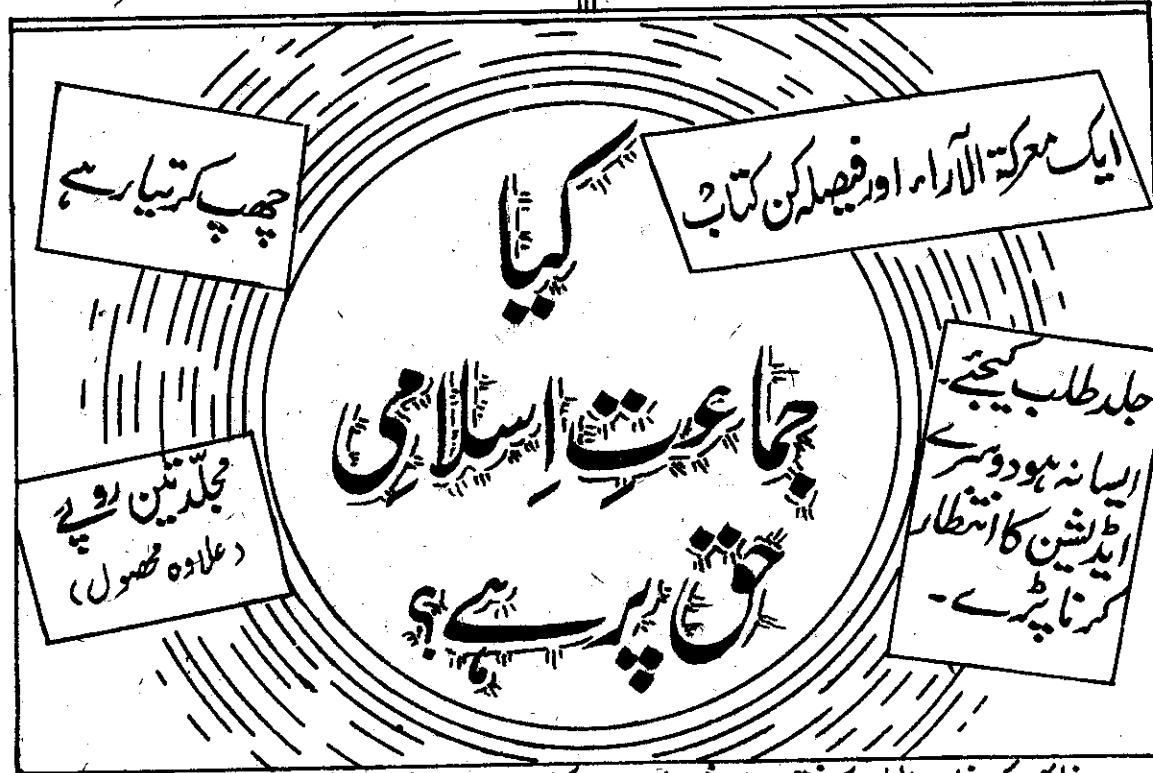
برزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے یا پھر عرصہ بعد؟ اگر پھر عرصہ بعد مقام برزخ میں داخل کر دیا جاتا ہو تو بعد میوت برزخ میں داخل کرنے تک کہاں رکھا جاتا ہے؟

(۶) کیا اللہ تعالیٰ نے خامان خدا کو بعدوفات بھی دنیا میں اپنا صرف میش زندگی کے کرنے کی قوت بخشی ہے؟ کیا شکلات اور حاجات دوائے اُن سے اپنی حاجتیں مطلب کر سکتے اور یا سکتے ہیں؟

بجوات ۴ (۱) :-

سفر میں سنتیں پڑھ لی جائیں تو تو اب بے نہ پڑھ لی جائیں تو عذاب نہیں۔

(۱) نماز جمعہ کے بعد جوہ رکعت مسنون ہیں۔ جمعہ اور نہر کے سلسلہ میں بدلتی منطق نہیں لٹائی چاہیتے۔ اللہ تعالیٰ



دنیا بھر کے مشاہیر علماء کے فتوے اور فیصلے۔ دودھ کادودہ، پانی کا پانی۔ جماعت اسلامی کے ہر مختلف اور ہر حامی کو اس گر اور قدر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیتے۔ اس کی حیثیت صرف علمی کے نہیں دستاویزی اور تاریخی بھی ہے۔ ملنے کا پتہ:- مکتبہ جحلی - دیوبند (بیوپنی)

مورخ ۱۳ مئی ۱۹۷۵ء کے "رہنمائے دکن" مکاتر شہ پیش خدمت ہے۔ خط کشیدہ دو سطون ملا حظہ فرماتے۔ "نائب صدر نے سب سے پہلے اس کوہ مقدس کی زیارت کی جہاں اللہ کے محبوب بنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی لخت جگر حضرت اسحاق علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قریان کرنے کے لئے پیش کیا۔"

جناب امین احسن اسلامی کی ترجمہ کتاب "ذبحِ کوں" میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

جوابات:-

بعن لوگوں نے الگچہ حضرت اسحاق کو "ذبحِ اللہ" قرار دیا ہے لیکن یہ ایک کمزور اور شاذ رائے ہے۔ علمائے تحقیقین میں غالب اکثریت حضرت اسماعیل ہی کو "ذبحِ اللہ" قرار دتی ہے اور بماری ناچیڑائے بھی ہی ہے۔

آپ کے سوال کی جواب کتاب ختم ہوتی لیکن دو اجزاء اس تراشی میں اور مقابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ نائب صدر جناب ذاکر حسین صاحبے قبروں پر پھول چڑھاتے۔ دوسرے یہ کہ محمد علی جوہر ہنرستان کے قوم پرست یونیورسٹی کے قبروں پر پھول چڑھانا چوھائی صدری قبل تک تصرف پر عقیقوں کا طریقہ اختیار تھا۔ اب غیرہ یہ ایک میں الاقوامی رسم بن گئی ہے جس میں مسلم و کافر اور موحد و مشرک سب شریک ہیں۔ حشکہ خدا بیزار کیسی استیلہ یا بھی دھرتی سے پھول چڑھاتے ہیں اور کوئی اللہ کا بنہ اس سخنے پر کوئی حکومت نہیں کرتا مگر جو لوگ حیات بعد الموت کو واہی کئے سوا کچھہ نہیں سمجھتے اور مادیت ہی مادیت ان کا اور حصنا بھونا ہے وہ جب کسی مزار یا سارے ہی پر پھول چڑھاتے ہوں گے تو نہیں غریب کی روح پر کیا کچھ نہ لگ رجاتی ہوگی۔

مولانا محمد علی جوہر کو "قوم پرست" یعنی رکھنا تاریخ دیانت اور سماجی کے ساتھ بڑا بھوپلہ امدادی ہے۔ الحمد للہ واللہ اپنی رومن لکھ گیا، لیکن یہ درصلی بہت بڑی کالی ہے جو مولانا مر جنم کو دی گئی ہے۔ خدا پرستی کے سوا ہر پرستی پر

اسلامی احکام کا خلاف لازم آتے تو ان سے واسطہ رکھنا مسلمان کو رہ سیاہیں، لیکن انکا اسلامی اقدار و احکام پر ثابت قوم رہتے ہوئے ان ضوابط کی پابجا ممکن ہے تو ان کے فریبی یا امریکی ہونے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

ایکشن آج کل القاب حکومت کا ایک جمپوری طریقہ ہے۔ اہم اصلاح حکومت قائم کرنے کی نیت سے ایکشن میں حصہ لینا چاہئے۔ البته جو دنایا زیاد اور ناپاکیاں آج کل کے ایکشنز میں عام طور پر نظر آتی ہیں ان سے اہل اسلام کو پرہیز کرنا چاہیے۔

(۴) اسلامی حکومت سے کہاں جو اس سوال کی ضرورت پیش آتی۔ آج خیر سے جن حکومتوں کو اسلامی کہا جاتا ہے وہ تو اخلاقیات کے معاملے میں عموماً مغرب ہی کی غلام ہیں اہذا جب کہیں ڈھنگ کی اسلامی حکومت قائم ہوگی اور وہ "واقعہ" یہ ارادہ کرے کی کہ سینیما کی صنعت کو اخلاقی قدرتوں کی ترویج و اشاعت کے لئے استعمال کرے تب ہم اس موضوع پر دل حکومی کو محنت کر سکتے ہیں

(۷) ان امور میں وہ دماغ کھکھائے جسے سیڑھے کر کیتے کوئی اور موضوع نہ ملتا ہے۔ ہم ان تخفیات سے کچھ نہیں لیں۔ ہم تو اس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارا زیادہ وقت ان برائیوں کے استعمال میں صرف ہونا چاہیے جو ہمایے اور گرد پھیلی ہوئی ہیں اور ہمیں غیر ضروری معلومات کے چکر میں ٹرنے کے عرض دین کی ضروری معلومات حاصل کرنی چاہیں۔

(۸) یہ سب توهینات ہیں۔ خاصاً ان خدا امریت کے بعد کوئی تصرف نہ کر سکتے ہوں یا ان کو کہہ سکتے ہوں ان جنتیں طلب کرنا مشرک ہے۔ جنتیں پوری کرنے والا "غوث" دشمن سب کچھ اللہ ہی ہے۔ اس پر جسے بھروسہ نہ ہو وہ کسی اور سے نہ ہے۔

غلظی ہائے مصہابین ...!

سوال: - از علام احمد - گرمی نگر۔

قسم کے غلط عقائد بسمتی سے اُس زمانے سے اُمرت ہیں جلسا ہے ہیں اور نہ ہی آج تک مسلمانوں نے کبھی کسی جازے کا بائیکاٹ کیا سو اسے مرزاں کے کہ جن کی عکفیر پر تماً علماء کے سلام متفق ہیں اور اس کی پشت پر ناقابل تردید دلائل ہیں۔

(۳) آئین کو اس معنی میں شرک قرار دیا جائے کہ اُن کے جانے کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے تو ہمارا یہ فعل اپنے اندر یہ شمارا ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دے گا کہ یہ ٹھہرت جو عی طور پر تباہ و برباد اور پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گی۔ مثلاً قرآن ایسے شرکوں کے ساتھ جہاد و قاتل کا حکم دیا ہے جیسا کہ سورہ توبہ کی آیت ۲۹ میں ہے کہ لڑاؤ ان لوگوں سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز آخر پر۔ یا اسی سورہ کی آیت ۳۷ میں ہے کہ لے بنی! جہاد کیجئے کفار اور منافقین سے اور سختی کیجئے اُن پر اور اُن کا طھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ پر کوٹ کر جانے کی وغیرہ وغیرص۔ اور اسی طرح بے شمار مسائل اور اُنہیں پر را ہو جائیں گی۔ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں انہوں نے دوسروں کو منافق کہنا شروع کر دیا ہے۔

برباہ جہر بانی اس سچیدہ اور اہم مسئلہ کا جواب الگ ماه کی تخلی میں فصل طور پر شائع فرمائیں کیونکہ آپ جیسے دور انہیں اور فکر درین کے جواب بغيرہ ساری سلسلہ مشکل ہے۔

جواب:

بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات لگجھے مشرک کا عقیدے رکھتے ہیں اور بعض قرآن عقائد میں نہایت ہی غلوکرستے ہیں لیکن انھیں ان کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا جن کی نماز حنازہ ہی جائز نہ ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے عقائد کی تاویل کرتے ہیں اور توحید و رسالت سے انھیں انکار نہیں۔ ان کو باقاعدہ مشرکین میں شامل علماء نے نہیں کیا لہذا ان کی نمازہ پر بھی جائے گی۔ اپنے قادر انیوں کی نماز حنازہ جائز نہیں کیونکہ وہ ختم رسالت کے منکر میں جو دین کا بنیادی مسئلہ ہے اور علمائے محققین ان پر کھفر کا فتویٰ عائد کر کچے ہیں۔ علماء اذیں وہ خود بھی اپنے

ہزار بار لعنت مر جو تم خیر اور پچھے درجے کے مسلمان تھے معمولی مسلمان بھی ذہنی بیداری کی حالت میں اس شرکا نہ لقب کو اپنے لئے برداشت نہیں کر سکتا۔ رنج کی بات ہے کہ ایک معروف مسلم اخبار الفاظ کا استعمال اس قدر بے اختیار طی تے کرے۔

بریلویوں کی نماز حنازہ

سوال ۱: - ازادیا خاں - سنگوالہ (تلہ لگا)

جذب محترم مولانا صاحب السلام علیکم۔

میری نسبتی کے اردوگر چار پارچے ایسی بیتیاں آباد ہیں کہ جن میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تعداد آٹھ میں ترک کے برابر بھی نہیں۔ بھایا لوگوں کا عقیدہ قریباً بریلوی حضرات کے مشہور عقدے سے ملت احتیاٹ ہے اور ان میں سے بعض کا اختلاف تو شل اور حیات النبی جیسے مسائل پر بینی ہے۔ ان دونوں ان صحیح العقیدہ مسلمانوں میں یہ مشکلہ شدید نزاع کی صورت اختیار کئے ہوتے تھے کہ آیا وہ سرکے مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ہماں نے جائز ہے یا اُن کے جانے کا بائیکاٹ کیا جاتے؟ نماز کا بائیکاٹ قریباً اُپسے ہے۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ سورہ توبہ پارہ گیارہ آیت ۱۱۳ - بنی کو اور ان لوگوں کو جایا کان لائے رکھتا ہے لہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ اُن پر یہ بات کھل جکی ہے کہ وہ جنم کے صحیح ہیں۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں نہیں ہیں اُن کے دلائل یہیں (۱) اُن کو ابھی مزید تبلیغ کی ضرورت ہے اس لئے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے سورہ توبہ آیت ۱۱۳ اور آیت مذکورہ بالا کا یہ حصہ بھی قابل توجہ ہے جبکہ اُن پر یہ بات کھل جکی تھی کہ وہ جنم کے صحیح ہیں۔

(۲) خلفاء کے اشden کے بعد سے یکر آج تک کسی بھروسے دین نے عام مسلمانوں کی تکفیر کا کوئی فتویٰ نہیں دیا، حالانکہ اس

نہیں کرتا۔ اس کا ذریعہ معاش بھی قطعی ختم ہو چکا ہے، مگر معلوم نہیں کہاں سے کھانا پیدا اور اخراجات فرندگی پورا کرتا ہے۔ ٹھوڑے دنوں سے محدثین کو اُن خصوصیات کا حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے خلاف انتہائی گمراہ کن پروپگندا کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو کافر و منافق تک کہنے سے باک نہیں کرتا۔ یوں تو وہ تمام حدیثوں پری کو من گھرست اور عجی ساز شقرار دیتا رہتا ہے۔ مگر درجہ حدیثوں کے خلاف اکثر ویسٹر بہت ہی شروع مدت سے اعتراض کرتا اور ان کو گندہ گھناؤنا، مشرمناک اور جیسا زکہ کر اپنی عاقبت برایا کرتا رہتا ہے۔ معتبر ذراائع سے معلوم ہوا کہ یہی چند حدیثوں میں جن کو وہ بطور متفکنڈہ استعمال کرتا ہے اور انھیں کے ذریعہ لوگوں کو احادیث سے بدظن و بیکشته کرتا رہتا ہے اور بسیوں حنفی اور پھاسوں سادہ لوح اہل حدیثوں کو اپنا ہم زبانیا ہے۔ مقامی علماء اور ذی علم حضرات مذاقاعدہ جواب دیتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا اور روز بروز اس کا حلقة اتردیسیح ہوتا جا رہا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں پورے زور کے ساتھ درخواست کرتا ہیوں کہ از را و کم من در جذیل چند اعتراضوں کے مکمل شفافی جواب شائع فرما کر عند اللہ ما جر و عن الدناس شکور ہیوں۔ شام بالوں کا جواب ایک شمارہ میں تو ممکن نہیں لہذا قسط وار جواب شائع فرمائیں اور ہر شمارہ کی تین چار کاپیاں بذریعہ دی پی روانہ کر دیا کہ سن تاکہ ذی علم حضرات آپ کے جوابات پڑھ پڑھ کر مجمع عام میں مسلمانوں کو سنبھالیں۔ مجھ کو یقین کامل ہے کہ اس تدبیر سے بہت فائدہ ہو گا۔

بہلی حدیث جس کو اس شخص نے اپنی پروپگنڈہ بانی کا تھیا رہنا کہا ہے وہ یہ ہے جو بخاری مشرف باب الحیث میں حضرت عائشہ صدر لیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مردی ہے۔ حدیث مشرف کے الفاظ یہ ہیں:-

کنت اغنسیل انا دا سبی صلی اللہ علیہ وسلم
مِنْ اَنَا عَوْا حِيداً وَ حَلَّا نَاجِيْبٌ وَ كَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَزَّرُ
فِيمَا شَكَرْتُ فِي دَانِي حَلِيْفٌ وَ كَانَ يَخْرُجُ هَرَّا اَسْلَهُ إِلَيْ

آپ کو مسلمانوں سے جدا ایک ملت قرار دیتے ہیں اور ہم مسلمانوں کے بھی نماز نہیں پڑھتے نہ ہم اسے ساختہ اسی بیاہ کے معاملات جائز بھی ہیں۔ اپنی تو حکومت سعودیہ نے بھی کافروں کے ذرے میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ حج کے لئے ان کا داعلہ حرمین شریفین میں منوع ہے۔

کوئی برلوی اگر اپنے واہی عقائد میں اس حدیث کے آگے پڑھ جائے کہ مستند علماء اسے مشرک قرار دیا ہیں تب تو بے شک اس کی نماز جزاہ نہ پڑھی جائے لیکن اس کے بغیر اس سخت یا نیکاٹ درست نہیں کیونکہ نماز جزاہ تو بدست بدتر مسلمان کی بھی ہونی ہی چاہیے۔

چند حدیثوں کی تشریح

سوال ۱: از مشتاق مساجد۔ مادھولیور۔
امید کہ مراجح گرامی بغیر ہو گا۔ ایک بہت ضروری درخواست خدمت مالی میں پیش کر رہا ہیں امید کہ بغوف و تجہ ساعت فرمائیں گے۔

مادھولیور ستحوال پر گنہ کام کری مقام ہے۔ یہاں لانہ قدیم سے خفی اور اہل حدیث ایک دوسرے کے ساتھ مل جائے رہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہاں ایک شخص ڈاکٹر علی الجید ہمیو پیٹھ باشندہ کا نکی نارہ ملکتہ آبسا ہے۔ ہدیہ شخص عقیقہ اپنے حدیث تھا۔ ابتداء میں یہ کوشش میں سی طرح حنفی اور دہابی آپس میں لڑ جاتیں اور یہ شخص ہبے جماعت کا یہ ڈر بن جائے۔ مگر خدا کے فضل سے اس میں کامیاب نہ ہوا اب عرصہ جھوہ سات سال سے یہ اہل حدیث سے اہل قرآن بن گیا ہے۔ معمولی اردو انگریزی کے سوا اور کسی زبان سے واقع نہیں۔ اس کا مطالعہ چند اردو کتابیں ہیں اور اس۔ اس کا مبلغ علم آخرم جبرا ج پوری۔ پر دیز ایڈیٹ پر طبع اسلام کراچی اور ڈاکٹر غلام جیلانی۔ برق ایم۔ لے کی تصنیفات سے آگے ہیں۔ اس نے مکرین حدیث کے باطل نظریات کی اشاعت و ترویج کئی خود کو ذمہ کر دیا ہے شب روز اسی مشغلہ میں صروف رہتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی کام

اگر ہے تو یہ حدیث بھی بظاہر قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے اس کا کیا جواب دیا جاتے؟ سردست انصیح تینوں عرضوں پر اتفاق کرتا ہوں۔ ان کا جواب شائع ہو جانے کے بعد بقیہ اور اعتراضوں کو بھی لکھ کر حاضر خدمت کروں گا۔

ضھوری لگنا ارش ہے۔ ہم اے ان سوالات کو ناقابلِ النقائات بھی کر پہنچنے نہ دیجئے گا۔ جاہل تو جاہل لکھ پڑھے لوگ بدظنی اور شک دریب کا شکار ہوتے جائیں ہیں اس لئے وقت کا اہم اترین فرض ہے کہ پہلی فرصت میں ان سوالات کا شافی و مدلل جواب لکھ کر شائع کر دیا جائے۔ تاکہ تم لوگ اس قابل ہو جائیں کہ مسلمانوں نک آوازہ حق پہنچا سکیں۔ تو اور بھی علماء ہیں لیکن آپ کا جواب بڑا تحققانہ اور فاضلانہ ہوتا ہے۔

آپ کو یاد ہو کر نہ ہو، اسی داکٹر عبد الحید مدهوپوی کا ایک مضمون "قرآن اور فلسفہ شہادت" کے عنوان سے تخلیٰ ماہ باہت ماہ..... میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون پر آپ نے جواب تقدیر لکھی ہے اس کو پڑھ کر اس جاہلِ نصیون نگار کا خصلہ پست ہو گیا اور پھر ہمت نہیں ہوتی کہ اس کے رد میں ایک حرف بھی لکھ سکے۔

اب ہم رخصت ہوتے ہیں اور اسرالاکر بیٹھتے ہیں کہ ماہ کے علیٰ میں جواب شائع ہوتا ہے۔

جواب ۱:

جن داکٹر عبد الحید صاحب کا آپ نے تذکرہ فرمایا ان کے طرز فکر اور علمی قابلیت کا موٹا سا اندازہ تو آج بھاگے مکتب سے بھی ہو ہی جانا تھا لیکن یہ وچھپی الفاق ہے کہ جس دن آپ کے مکتب کا جواب پسند قلم کیا جا رہا ہے اسی دن ہیں داکٹر صاحب کے پچھے اور زمودات کے مطالعہ کی سعادت تعمیر ہوئی ہے جن سے ان کے ذہن اور علمی جغرافیہ کا تفصیلی اندازہ ہو گیا ہے۔ یہ زمودات خطوں کی شکل میں ہیں۔ کچھ روز قبل داکٹر صاحب ہیں لکھا تھا لکھا ایک علمی موصوع پر میری خط و کتابت مولانا سعید احمد اکبر آبادی سے ہوئی تھی اگر آپ جملی میں شائع کر سکیں تو یہ وہ بھی جدوں۔ اس کے جواب میں ہم نے عرض

و ہو م مختلف فاعبسیہ و آنا حاصلن متفق علیہ۔ اس شخص کا سار انور اعتراض لفظ فیباشری و آنا حاصلن پسے یہاں شوری کے معنی جماعت و ہم ہتری بتا کر غوب خوب سچھا اچھا نہ اور جاہلوں کو بہکتا ہے۔

کیا اسما مشرت کے معنی عربی زبان میں جماعت ہی کے پوکارتے ہیں؟ لغت اور کلام عرب میں اس لفظ کا استعمال کن کن معنوں میں ہوا ہے؟ تفصیل کے ساتھ بتائیے اور یہ بھی نکھیہ کر کیا آیت قرآنی فاٹکان باشکو و هن (لقو) دلاد تباش و هن و آنستم عاکفون فی المساجد میں لفظ باشو و هن آیا ہے اس سے شخص مذکور کے دعویٰ کو تقویت پہنچی ہے؟

حدیث ناگر میں جو لفظ فاتیز ہے آیا ہے اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا میاں بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا خلاف تہذیب ہے؟ غرض اس حدیث تشریف پر تفصیل اور سیرِ حمل بحث فرمائیں کہ ہرگوشہ کو آفتاب کی طرح روشن و نمایاں کر دیجئے۔ داکٹر عبد الحید کا مایہ ناز اعتمان ہی ہے۔ امید کا اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

(۲) دوسری اعتراض اس شخص کا اس حدیث پاک پڑے۔ عن عائشہ آن التبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کان یقیناً و ہو معاشرہ و یمض لسانها درواه الاداؤد کیا زبان چسن جیسا کہ اس حدیث میں موجود ہے مصدروم ہیں؟ اگر ہے تو پھر اس حدیث کو گس طرح تعلیم کیا جائے؟ روزہ کی حالت میں یوس و کنار عقلاء و شرعاً ہر طرح معیوب معلوم ہوتا ہے اور زبان چسن اسکی طرح جواز کا پہلو ہیں رکھتا۔ معلوم ہیں یہ حدیث سارے اعتبار سے لکھی ہے؟ اور اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(۳) فالباً بخاری تشریف میں کوئی حدیث اس مضمون کی ہے کوئی نے حضرت عائشہ رضیتے دریافت کیا کہ حضور کے غسل کرنے کا طریقہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ فتنے اس سائل کے در بروخ غسل کر کے دھادا کیہے حضور اس طرح غسل فرمایا کرتے تھے۔ کیا حدیث اس مضمون ہی ہے؟

کیا کہ ضرور بھجوئیجے الگ اس کی اشاعت افادت کی حالت نظر آئی تو شائع گردی جائے گی۔

اس پر موصوف نے مراسلت کی قتل ہیں بھیج دی اور اسے الفاظ ہی کہتے کہ وہ آج ہی ہمایے مطالعہ میں آئی۔ اس کا منوع "باندیوں کا مسئلہ" ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے ہیک دہی باتیں کہیں جنہیں نامہ اہم اہل قرآن کی زبان سے بارہ استاد جا رکھا ہے اور جن کی تعریت پر علماء شرح دسط کے راستہ طبع نکرچکے ہیں۔ خود ہم نے بھی تخلی میں ان کا مدلل رد کیا ہے۔

یہاں اس مراسلت پر بصیرہ مقصود ہیں بلکہ بتانے اصرت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمایے لئے اجنبی ہیں۔ وہ کس انداز میں سوچتے ہیں، کن لوگوں کی کتابوں سے فکری رہنمائی حاصل کرتے ہیں، کتنا علم رکھتے ہیں یہ سب ہم پر مذکوف ہے ہیں اپکے اس بیان میں ذرا بھی شبہ ہیں کہ نہ تو وہ عربی جانتے ہیں، نہ علمائے سلف کی کتابیں ان کی نظر وہی سے لگ رہی ہیں، نہ بھی اس کا احساس ہے کہ جو طرزِ فنکر انہوں نے نامہ اہل قرآن کی تقدیر میں اختیار کیا ہے وہ کس قدر جاہل نہ ہے اور اس سے کس قسم کے المناقشات میں لفظ و صلب

بلکہ ہم دروغے سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کا اردو ترجمہ بھی بھی بالاستیغاب ہیں پڑھا اور کتب حدیث کے قرار دا اقی مطالعہ کا تو سوال ہی پیدا ہیں ہوتا انہوں نے اگر بھی بخاری یا کسی اور کتاب حدیث کا اردو ترجمہ دیکھا ہوگا تو فقط اس مقام سے جس پر اخھیں اعتراض کرایے اور اس مقام کو بھی پوری طرح ہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن اہل قرآن کے ظاہر فریب دلائل اور مخالف الطهار ایگر طرزِ فکر سے متاثر ہیں کی شکل یہ ہے کہ دین انہوں نے تمام تر ایسے ہی سرشناسی سے حاصل کیا ہے جو ہمیں ہی قدم پر علمائے سلف سے نظر ہے کہ نہ فرست سکھاتے ہیں اور اس شیطانی خیال کو دماغ میں جائز کرتے ہیں کہ پچھلے تمام حدیث و مفسرین کم عقل تھے، سادہ لوح تھے، قرآن و حدیث کے فہم سے عاری تھے۔ عقیل و فہم تو ہم ہیں جنہوں نے اگرچہ عربی زبان کی ابج بھی نہ سکھی ہو لیکن قرآنی نکات مطالبہ اور احادیث کے معانی و مقام کو بس ہم ہی نہیں

ٹھیک سمجھا ہے۔

لیسی حالت میں ان پر علمائے حق کی تفصیل و تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ سُرسُشی اور بحکم بحکم برداشتی ہے۔ ہمارا بھی اسی لئے نہیں چاہتا کہ ان حضرات کی ہموفات سے الجھیں۔ لیکن آپ نے جو صورت حال بیان کی ہے اس کے پیش نظر یہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ سادہ لوح اور کم علم خواہ کو ڈاکٹر صاحب کے مگر اکنہ خیالات کا ہوف بننے دیں اور خاموش ہیں اہذا بالترتیب جوابات پیش خودت ہیں۔ ہو سکتا ہے خود ڈاکٹر صاحب بھی ٹھہرے دل و دماغ سے ان پر خور کر سکیں۔ (۱) پہلا اعتراض بخاری کی اس حدیث سے متعلق ہے جس میں حضرت عالیہ صریفہؐ نے فرمایا ہے کہ میں حاصل فہم پر تھی اور میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم جو سے مباشرت کرتے تھے۔ بے شک حدیث میں فیباشرت فی الحال شرمنی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ لیکن جس شخص نے عربی طبھی ہواستے پل بھر کے لئے بھی یہ دھوکا ہیں ہو سکتے۔ کہ مباشرت کے معنی یہاں جماعت (فضل جنسی) کے ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی تجھیے جیسے اردو فارسی میں لفظ "وصل" بارہ جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ "شب وصل" کا معاورہ عام ہے۔ میاں بیوی کی پہلی رات کو شب وصل کہا جاتا ہے لیکن جب بھی کوئی اردو فارسی جانشی والا شریف آدمی یہ مصروف نہ سکتا کہ:-

تپڑائے وصل کردن آمدی

یا وصل سے شاد کیا ہجھ سے ناشاد کیا

تو ایک لمحے کے لئے بھی پر تصور اس کے دماغ میں پیدا نہ ہو گا۔ "وصل" کے معنی یہاں "جماعت" ہیں۔ اسی طرح فیباشرت فی الحال مقام پر، جس سیاق و سیاق میں آیا ہے اس کے پیش نظر کسی بھی شریف عربی داں کو یہ تصور نہیں آ سکتا کہ عام استعمال کے مطابق یہاں بھی "مباشرت" فعل جنسی کے لئے بولا گا ہے۔

عربی داں کو چھوڑ دیئے۔ جو شخص حدیث بخاری پر عرض کر رہے اس سے یہ توقع تو رکھنی ہی چاہیئے کہ بخاری کے

بیویوں سے مجامعت کیا کرتا تھا، لیکن یہ سامنے کی بات انکی سمجھ میں نہ آسکی کہ سی صہابہ علم سے دریافت تو کہ لیں کہ مباشرت کن کن معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ دریافت نہ کرتے تب بھی خدا سی با بیں اشارہ "صراحتہ" اور دلالتہ "بڑھنے" تشریع ہو جو دیہ کہ مباشرت کا لفظ صرف جسم سے جسم لانے اور مغلل کر رہنے کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے نہ کہ فعل جنسی کے معنی میں۔ ذرا دیکھئے، طبیکاً اسی روایت کے متعلق بعد۔ جس پر لے دے کی جا رہی ہے ایک اور روایت حضرت عائشہؓ کی ہو جو دیہ ہے جس میں بالکل ہی صاف ہے کہ مباشرت کے معنی حضرت عائشہؓ کیا لے رہی ہیں۔

کامیں ان میں سے جبکہ فی حلقہ ہوتی تھی اور اللہ کے رسول ﷺ شویر، ارادہ فرماتے تھے کہ اس سے مباشرت کریں تو اسے حکم دیتے تھے کہ شدید حیض میں حالت میں اسراں تقرر فی فور حیض تھا اور میسر یا شرک از ارپن لے۔ اس کے بعد آپ قالت ایکہ یہ ملک اربیہ کماکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یا باشوشہ اس سے فرمایا کہ بھلام میں سے کون ہے جسے اپنی حاجت نفس پر اس درجہ قابل مغلل ہو جتنا بھی صلی اللہ علیہ وسلم کر تھا۔

اس روایت میں دوبار لفظ مباشرت آیا ہے لیکن اندھا بھی دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا آخری جملہ کس براہت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ مباشرت کا معنی یہاں مجامعت نہیں ہے صرف ایسا جسمانی اختلاط ہے جو مجامعت کی نہیں پڑتا۔ اگر مباشرت کرنے کا مطلب مجامعت کرنا ہی ہوتا تو حضرت عائشہؓ میں کیوں فرماتیں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش نصیل نفس پر اس درجہ قابل یافتہ ہو جتنا اللہ کا رسول ﷺ قرآنی حکم کے بر عکس حاصل ہے۔

کسی اُردو ترجیح میں اس نے کم سے کم یہ باب تو پڑھ ہی لیا ہوگا جس میں حدیث نذکورہ آتی ہے۔ اگر یہ ترجیح حق بجانب ہے تو ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ باب کس آیت قرآنی سے متروع ہوتا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْحُجَّةِ
قُلْ هُوَ أَذِي فَاقْتَلُوكُوا
النِّسَاءَ فِي الْمُحْكَمِ فَلَا
يُقْرَبُوا هُنَّ مُحْلَّةٌ لِّلْمُهْرَبِينَ
أَوْ حِلْبَكَ وَهِيَ حِلْبَكَ
جَاءُوكُمْ عَوْرَاتُهُنَّ سَاءَ لِلْمُهْرَبِينَ
دِيْخَا أَپَّ۔ بَابُ أَيْمَى آیَتٍ سے متروع ہو رہا

ہے جس میں صراحت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ حاصلہ عورتوں سے مجامعت مت کرو۔ اب کیا کوئی تجھی محیج الداع انسان اس کے سوا بھی کچھ خیال کر سکتا ہے کہ اس باب میں ایسی روایتیں بیان کی جائیں گی جو اس آیت کی تشریع کریں اور آگاہ کریں کہ حالت حیض میں عورتوں سے دور رہنے کے کیا حدود ہیں۔ یہ الزام تو اسلام کا کوئی بیترین دشمن بھی غائز نہ کر سکا کہ پیغمبر اسلام صنے قرآن کے کسی حکم کی علامیہ خلاف ورزی کی ہو لیکن جو مسلمان بائے آغاز میں اس آیت قرآن کو پڑھنے کے باوجود اس غلط ہی میں بنتلا ہو سکتا ہے کہ زیر باب حدیث میں مباشرت کے معنی مجامعت کے میں اسے جنوں کے علاوہ کیا کہیں گے۔

دیکھیں ہیں۔ اتوڑ المٹھا حانتے تجھی بخاری دیکھی ہی نہیں ہے اور نقطہ منظریں حدیث کی کتابیں پڑھ کر وہ احترازات کا سرمن الاپ رہے ہیں۔ یا پھر دیکھی ہے تو اسلام سے تنفس اور حدیث سے بیزاری کا زبرد ان کے اندر اس درجہ سرایت کر گیا تھے لہ پہاڑی میں حیقتوں بھی انھیں نظر نہیں آتیں۔ حدیث کے محدثین کو تو انھوں نے اس قدر یا محل اور بھی سمجھ لیا کہ بلا جھگب وہ ایسی روایتیں سپرد قلم کرتے چلے جائیں گے جن سے ثابت ہو رہا ہو کہ اللہ کا رسول ﷺ قرآنی حکم کے بر عکس حاصل ہے

درست ہے اور اسلام بھی حافظہ میویوں سے ائمہؑ کی ترک
تعلیم کا حاصل ہے۔

اسی خارجی میں اور دیگر کتب حدیث میں متعدد احادیث
 موجود ہیں جن میں ہمارت آفائی ہی تشریح فرمائی ہے کہ حافظہ
 عورتوں سے صرف جماعت حرام ہے اور کچھ حرام نہیں۔ ان کے
 ساتھ کھانا پینا، گل مل کر رہنا، ساتھ لینا، پس و کنار وغیرہ سب
 درست ہے۔ اہم نعمواکل شیعی اللہ النکاح (حافظہ عورتوں
 کے ساتھ سوائے فعل جنسی کے سب کچھ کر سکتے ہیں)

قول کے مطابق آپؐ نے عمل سے بھی اس کی تائید و تشریح
 کر کے دھانی تارکہ یہودیوں والے اذان کا شامب بھی
 داغوں میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ حالت حیض میں اپنی بیویوں سے
 وہ جسمانی اختلاط جس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ (حفظہما) معاشرت
 سے کرو ہیں ہوش رانی کے تحت نہ تھا بلکہ قلم امت پیٹھے
 تھا۔ حضیر اگھا تھے کہیرے قول و عمل کو روایت درود رایت
 بیان کیا جائے گا اور جب انتیوں کو معلوم ہو گا کہ خود میں اپنی
 حافظہ یہودیوں سے کشم کار ہیں ہم ان رکھتا تھا تو پھر پر گز نہ
 نہیں کہ حافظہ عورتوں کے باسے میں ان کے اندر یہودیوں والے
 مبالغہ آمیز تفرقہ اور استکراہ کا جذبہ باقی رہ جاتے۔

حضرت عائشہؓ یاد یگر ازواج مطہرات نے جو بھی اور
 گھر میلے ایسی امت کو بتائیں انکا مقصود بھی یہی تھا کہ مسلمان
 صرف عبادات اور عام معاشرت کے معاملات ہی میں نہیں بلکہ
 بھی اور خصوصی معاملات میں بھی اللہ کے رسولؐ کا اسوہ پیٹھے
 اور اسی کے ساتھ میں اپنے کردار کو ڈھالے۔ اسلام زندگی کے
 کسی بھی شعبے کو اپنی ہدایت سے خروج نہیں چھوڑتا ہمذہ ایضاً
 نفاس، جماعت، بخت اور بھی سے بھی تم معاملات وسائل کے
 باسے میں بھی وہ کیوں رہنمائی کا استظام نہ کرتا۔ ہزار ہزار اور
 رہتیں ہوں امت کی ان ماڑیوں پر جنمہوں نے صرف دین کی خدمت
 اور امت کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی مقدس خلوتوں تک کے
 احوال و کرائفت امت کے سامنے رکھ دیتے تاکہ کوئی بھی مسلمان
 یہ تصور نہ کر سکے کہ تو ندی کا کوئی حقیقی گوشہ ایسا بھی ہے جہاں
 اسلامی تعلیمات کو ارشدی اسے نہیں پہنچی ہے۔

حاجت (اسرب) سے مراد ظاہر ہے۔ یہاں جماعت
 ہی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان یہ فرمائی ہیں کہ اللہ کے
 رسولؐ اپنی بیویوں سے حالت حیض میں جسمانی اختلاط تو
 فرمایا کرتے تھے لیکن شہوانی جذبات پر آپؐ کو اتنا فاجر
 میں تھا کہ اختلاط کے باوجود جماعت نہیں کرتے تھے
 ایسا بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ اختلاط بالکل عریانی کی حالت
 میں ہو۔ بلکہ حافظہ بیوی اپنی کی ہدایت کے تحت اڑا
 پہنچ ہوئے ہوتی تھی اور اسی پہنچ کی حالت میں آپؐ کے جسم کا
 پچھہ حصہ اس کے جسم سے ملتا تھا۔

النها فیکے۔ اس واضح روایت کو دیکھ لئے کے
 بعد بھی کیا کسی نیک نیت اور توحید الدین اور تکمیل تھا
 کہ ماشرت کو جماعت (فعل عینی) کے معنی میں لیکر واویا
 چاہا اور حدیثیں کو بدنا آکرتا۔

یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اس نوع کی حدیثیں کامفاڈ کیا
 ہے۔ آپؐ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسولؐ پر فتنی آیات
 کی تبیین و تشریح کی ذمہ داری تھی۔ حست کا اکثر اہم امر
 میں آپؐ کو عمل کر کے اس ذمہ داری کو پوز اکرنا ہوتا تھا تاکہ
 امت کے لئے صحیح حکم ذرا بھی سبب نہ رہے۔ مثلاً لے پالک بیٹے
 کو بیٹا ہی سمجھ کا غلط خیال معاشرے میں عام تھا۔ اللہ تعالیٰ
 نے واضح فسرایا کہ یہ خیال غلط ہے۔ مگر خیال جو نکلہ اہل معاشرے
 کے دل و دماغ میں جڑیں پکڑے ہوئے تھا اس لئے اس کی
 بخش کرنی کے لئے اللہ کے رسولؐ نے اپنے منہ بولے بیٹھ زید کی
 مطافر سے نکاح کر کے دکھایا۔ اس عمل کے بعد امت کیلئے
 غلط تصویر پر جے رہنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہی۔

اسی طرح یہودیوں کا چلن یہ خاک جب ان کی بیویاں
 حافظہ ہوتیں تو انہیں گھر میں اپنے ساتھ رکھنا یا پسند نہ
 کرتے۔ نہ ان کے ساتھ کھاتے میتے۔ نہ کسی بھی قسم کا جسمانی
 تعلق باقی رہنے دیتے۔ اب قرآنؐ کی آیت مذکورہ نازل ہوئی
 تو حضورؐ پر ذمہ داری آگئی کہ اس آیت کی تشریح کریں اور
 حافظہ عورتوں سے ترقیت کے حدود اور نوعیت بتائیں۔
 اگر ایسا نہ کریں گے تو بھی سمجھا جائے گا کہ یہودیوں کا طرز عمل

کی کیا مات ہے۔ آپ شاید بھیول گئے کہ حضور کا زید کیسا تھا اور آپ کے گھر میں ساز و سامان کی کیا حالت تھی۔ ہمارے مان باپ آپ پر قربان آپنے اتنا تکمیر و راہ خدا میں صدقہ کیا ہے کہ اسے جمع کرتے تو محل بنایتے لیکن وہاں تو زید کا یہ عالم تھا کہ لیٹنے کے لئے فقط ایک چٹانیٰ اور ٹھنے کے لئے بس ایک چادر اور استعمال کے لئے براۓ نام سے برتن چھوٹا سا گھر جس میں سامان آسائش کا کوئی گذرنہیں۔ ایسے انسان کے پاس فاضل برتن نہ ہوں اور وہ ایک ہی برتن سے بیوی کے ساتھ غسل کر لے تو اس میں مصلحتی لفڑیا ہے اور حیرت کیوں؟ انھوں نے حکم تو نہیں دیا کہ امت بھی ایسا ہی کرے۔ انھوں نے صرف یہ واضح فرمایا کہ ضرورت اگر متضاuchi ہو تو اس میں کوئی لگناہ نہیں ہے۔

— ۳ —

ابوداؤد میں یہ شک حضرت عائشہؓ کی یہ روایت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں میرا بوس لیا ہے اور روزان چسی ہے۔
لیکن اس نیزع کی غسل انجیز روایات پر رائے زنی کرنے سے پہلے کسی بھی سخیدہ آدمی کو یہ حقیقت کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ شارحین حدیث نے کیا کہا ہے اور فتنی حیثیت سے ان کی کیا حیثیت ہے۔

یہ عرض کرتے ہیں کہ جہاں تک روزے کی حالت میں پہلے کا تعلق ہے اس کا ثبوت تو اسی ایک حدیث سے ہنسی متعدد صحیح احادیث سے ملتا ہے۔ بخاری اورسلم میں بھی یہ احادیث موجود ہیں لہذا اس میں شمشیر بر شک کی تجویز نہیں کہ حجر تبر سے روزے کو نہیں توڑتا۔ ریاضی کہ حضرتؐ کے پوسے کی کیا حیثیت تھی اس پر تم ابھی درشنی دالیں گے لیکن اس سے قبل زبان چھسنے والے علماء کی حقیقت سن لیجئے۔

ابوداؤد الچھم صحاح ستہ (صحیح البخاری) میں داخل ہے لیکن ہر صاحب علم جانتا ہے کہ صحت و ثقابت میں اس کا وہ پایہ نہیں جو بخاری دلیل کا ہے۔ بخاری وسلم کی

آپنے پرشانی کا انہار کیا ہے کہ قرآن الفاظ فالات پاشو و هن وغیرہ سے معذوض کے دعے کو تقویت ہے یعنی ہے یہ عرض کریں گے کہ یہ مخفی مخالف طریقہ ہے ورنہ تقویت کا سوال ہی پسند انہیں ہوتا۔ کس نے انکار کیا ہے کہ مباشرت سے معنی جماعت کے نہیں آتے۔ آتے ہیں اور بالکل اُنستھی ہیں۔ لیکن دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ کوئی بھی لفظ سیاق و سماق بدل جانے سے اکثر اپنا عام مفہوم بدل دیتا ہے۔ مثلًاً اسی حدیث کو مجھے جسے بھی انہم نے پروردہ فرم کیا۔ احسنعوا کا شخصی الدانکا ح۔ خالصہ عورتوں سے نکاح کے سوا اس سچے کو سکتے ہو۔ کیا اس میں کسی شک کی تجویز ہے کہ یہاں لفظ نکاح اللہ کے رسولؐ نے جماعت کے مفہوم میں بولا ہے۔ اب دیکھ لیجئے کہ قرآن میں تو جگہ جگہ لفظ نکاح صرف ”عقد“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے جماعت کے معنی میں نہیں۔ اس کے باوجود حضورؐ نے اسے جماعت کے معنی میں بول دیا۔ ٹھیک اسی طرح مباشرۃ کا معاملہ ہے کہ جب نہ کہہ مردوزن کا ہو تو عموماً یہ جماعت ہی کے معنی میں آتا ہے لیکن کوئی احوال نہیں الگ اسے صرف جسمانی انتظام کے معنی میں بول دیا جائے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے بولا ہے۔ ایک آخری بات اس حق کے ذیل میں اور سنتہ چلی کہ مشکوٰۃ میں یہ حدیث موجود ہے:-

من اتی حائضنا اداه مرأۃ
حضرتؐ فرمایا کہ جو شخص عورت
نی دبرها او کا ہنا فقد
عورت سے جماعت کرے یا کسی
لپھر بہما انزل علی مھمید
کرے یا کامن کے پاس پہنچے اس نے
لکھ کیا اس میں کسی تاثر و خمر پر ناریل ہوئے
کیا کوئی بد نجت تصویر بھی کر سکتا ہے کہ حائضہ عورت
سے جماعت کو ہے اسے آقا فخر بھی فرمادیں گے اور نوعہ بال اللہ یہی فعل خود کرتے بھی رہیں گے۔

فائزؐؒ کے معنی ہیں۔ ”پس میں ازار میں لتھی تھی۔“ ازار ایک قسم کا پاجامہ تھا جو ناف سے ٹکڑیوں تک آتا تھا۔ الگ ہمارے حضورؐ اور ان کی کوئی بیوی حالت جماعت میں ایک ہی برتن سے فعل کر لیتے تھے تو اس میں بد تہذیب

بخاری مسلم میں بارہ بار اسکی۔

نیز جن سعیدین دو میں سے اخنوں نے روایت کی ہے وہ بھی متفق علیہ طور پر ثابت نہیں ہیں۔ ابن حییں نے اخنوں ضعیف فراز دیا ہے اور بعض ماہرین کا کہنا یہ ہے کہ وہ ہیں تو سچے آدمی مگر ان کی روایتوں میں فلطیان یا نیجی جاتی ہیں۔ اس صورت حال کی موجودگی میں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ احادیث اور حادیث کے خلاف پروگنگز ٹکیا جائے جب کہ حادیث ہی کے وضع تکہ معاروں پر جاتا چکنے کے بعد زبان چ سے والاخشن آفرن ٹکڑے اناقابل اعتبار نظر نہیں رہتا ہے۔ حادیث نے اچھی بُری غلط صحیح ساری زانی پر حفظ کر دی ہیں اور فن کی کسوٹی ڈینیا کے سامنے رکھ دی ہے کہ اس پر گھسنے کر دیکھ لو جو کھری نکلے اسے قبول کرو اور جو کھوٹی یا مشکوک ہواستے رد کر دو۔

اب الگریہ مان بھی لیا جائے کہ اس ٹکڑے کی روایت کوئی اصلاح ہے تو یہ تاویل ناممکن نہیں کہ صرف پورہ لیئے والے ٹکڑے کا تعلق حالت صوم ہے ہر اور اس ٹکڑے کا تعلق ایسی حالت سے ہو جب کہ حضیراً اور حضرت عالیہ رضوی سے نہ رہے ہوں۔ اس بارہا ہوا ہے اور آج بھی واقعات کی روایت میں ایسا اکثر ہوتا ہے کہ دُدُ الگ الگ باتیں ایک دوسرے میں گلٹ دیکھ جاتی ہیں۔ میوی کی زبان خوس لیتا بجائے خود کوئی ایسا فعل نہیں جو بحیثیت شوہر حضورؐ کی شان کے خلاف ہے۔ آپ بشریت کے اور عربی تھا پر وہ تمام افعال کر سکتے تھے جو جماعت کے مباریات و محکمات میں شامل ہیں۔ الگ افطار کے بعد یا رمضان کے علاوہ بغیر روزے کے آپے اپنی روحی کی زبان چوس میں ہوتا وہ اس میں قباحت کا کوئی پہلو نہیں۔

رہا اوس دنیار کا معاملہ۔ تو اس نفسیاتی پہلو پر ڈھن کوہ رکوز بیجھے کہ بیوی سے بوس و کنار ہشیشہ شہوت ہی کے تحت نہیں ہوتا۔ جذبہ یا گانگٹ اور انہما رحمت کے بیمل جبے سے بھی ہوتا ہے۔ یہ حقیقت مختلف بیان نہیں کہ متقل یعنی اور کامل قبضہ و تصرف کی بناء پر میوی کے مسلسلہ میں مردا کا

روایتیں بہت حفظ ہیں جیب کہ باقی صحاح کی بہتری روایتیں کلیتی یا جزو اس صحت کے اعلیٰ میہار سے گردی ہوئی ہیں۔ پوسیلینے کی روایت تو بخاری اور مسلم میں آئی لیکن

یہ زبان چونے کا ٹکڑہ ادبی معصوم ہے۔ علاوہ ازین چھا بحب شکوہ نے بھی اسے نہیں لیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی اس کی صحت پر مطمئن نہیں۔ ایسی حالت میں قیاساً یہی اس ٹکڑے کے بالے میں یہ اسے قائم کی جا سکتی تھی کہ کسی روایت سے غلطی ہوئی ہے۔ لیکن بات صرف قیاس تک ہی محدود نہیں۔ فن حدیث کے ماہر دنی کسی روایت کو جاتے ہیں اور پر ٹکڑے کے چواصول دیتے ہیں وہی یہی رہنمائی دیتے ہیں کہ روایت کے اس ٹکڑے کو مدد ساج بسجا جائے۔ مدد ارج روایت کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جسے کسی روایت کے حدیث کے آغاز یا وسط یا آخر میں اپنے طور پر پڑھا یا ہر اور دوسرے ثقہ روایوں سے یہ ٹکڑا مردی نہ ہو۔ پڑھانا بھی بینی سے بھی پوسکتا ہے لیکن جن روایوں کو حادیث نے متروک فرار نہیں دیا ان کا یہ فعل عموماً سہی یا غلط ہی کی بناء پر معمول ہے۔ ہر صورت میں اس اضافہ کا پتہ چلا لینا آسان ہے کیونکہ جن دوسرے ثقہ روایوں سے یہ روایت آئی ہے ان کے الفاظ کو اس روایت کے الفاظ سے ملا گری دیکھ لیا جائے گا اور جتنا فقرہ یا جتنے فقرے زائد طبیعی گے انہیں مدرج یعنی اضافہ کر دہ شمار کیا جائے گا۔ مدرج کی دو قسمیں ہیں۔ مدرج الاستاد اور مدرج المتن۔ یہاں ان کی تفصیل میں جائے بغیر اتنا ہی بتانا کافی ہے کہ یہ زبان چونے والاخشن ٹکڑے اغیرہ صحیح ہے یہ ٹکڑے اصرف اسی ایک روایت میں ملتا ہے جو مجهیں بن دینا سے سعد بن اوس العبدی سے کی ہے۔ محمد بن دینار ائمہ رجال دراویوں کے حال سے ماہر ان و قبیت رکھنے والوں کے نزدیک ایسے روایتیں ہیں جن کی ثابت پر اتفاق ہو۔ انہیں بعض ماہرین نے ضعیف فراز دیا ہے بعض متروک بعض نے داغٹے اور اسی لئے انکی یہ روایت

۱۵ اپل علم اس غیر اصطلاحی لفظ پر چکیں ہیں۔ ہم نے تقسیم م

ایک شخص نے حضور سے سوال کیا کہ روزے کی حالت میں مبادرت کرنا کیا ہے۔ حضور نے اسے اجازت دیدی پھر وہ سراغ پر آیا اور بھی سوال کیا تو آپ نے اسے منع فرمادیا۔ جس شخص کو آپ نے اجازت دی تھی وہ پڑھا تھا اور جسے منع کیا تھا وہ جان تھا۔

دی بھی دیکھ لیجئے کہ اس روایت میں بھی لفظ مباشرت استعمال ہوا ہے اگر یہ لفظ لازماً مجامعت ہی کے معنی میں آتا تو کیا کوئی صاحب ایمان تصویر بھی کر سکتا ہے کہ حضور نے کسی شخص کو روزے کی حالت میں مجامعت کی اجازت عطا فرمادی ہو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ روزے میں حمالت صورت جماع ہی کی ہے نہ کہ مباشرت یعنی طلب کر رہے ہیں اور جسم سے جسم میں کرنے کی۔ اسی لئے آپ نے ایک بوڑھے شخص کو مباشرة کی اجازت عطا فرمادی۔ تلقاضائے عمر اس سے اندازہ نہیں تھا کہ مباشرة کے نتیجے میں اس کے شہوانی جذبات اس قدر برانگیختہ ہو جاتیں گے کہ روزے میں جامع کر سکتے گا۔ لیکن جان کے باقی میں اس کا اندازہ تھا اس لئے اسے منع فرمادیا۔ اور اسی ابو داؤد میں زیرِ بحث روایت سے متصل قبل یہ روایت موجود ہے کہ:-

ایک دن حضرت عمر نے حضور سے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول آج مجھ سے بہت طراحتور سرزد ہو گا ہے۔ میں نے تمگی میں اگر بھی کاپوسر لے لیا ہے حالانکہ میں روزے سے تھا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ لے عمر! اگر تم روزے کی حالت میں کلی کرو تو کیلئے ہے حضرت غفرانے جا بیدار اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں اس پر حضور نے فرمایا فرمہ۔

یعنی جب یہ بات ہے تو سوال چھوڑو۔ کلی سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ پانی میں کے مبادیات میں سے ہے تو پورے سے روزہ کیوں فاسد ہو گا جب کہ جامع نہیں بلکہ اس کا صرف مقدمہ ہے۔

اس حدیث سے جہاں ایک فقہی اور انتظامی زاویہ نظر مصالہ ہزاوہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے بھی کاپوسر شہوت

جد بہ شہوت نہیں سرد اور ماند پڑھاتا ہے۔ کسی اور عورت کا جسم ایکسر دے جسم سے مس ہو جاتے تو شہوانی جس طبی تیزی سے جاگ آٹھے گی، لیکن بھی چاہئے تھی ہی جسین ہر کچھ روز بعد مرد کی اشتعال پذیری قدرتاً کم ہو جاتی ہے اور بازہ ایسا ہوتا ہے کہ جسم سے جسم میں ہوا ہے گر ادنیٰ درجہ میں بھی جسی اشتعال پیدا نہیں ہوا۔ کوئی حرد کسی اور عورت کے ساتھ ایک بستر پر ایک ہی چادر یا لمحات شہوانی سے خالی نہیں ہو سکتا۔ لیکن کئی سال کے میان بھی اگر اس حالت میں لیٹے ظراہیں تو بالکل ضروری نہیں کہ ان میں جذبات شہوانیہ بھی موجود ہی ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص غیر عورت سے بوس دکنا و کر رہا ہے تو قیں سے کہا جاسکتا ہے کہ قعل بھی ہیجان پر منی ہو گا۔ لیکن شوہر اپنی بھی سے بوس دکنا بھی ہیجان کے بغیر بھی محض عادہ پابطہ اپنا تعلق کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ یہ وہ حالتی ہیں جو کسی بھی شادی شدہ مرد کے لئے محتاج ثبوت نہیں۔ اب ان کی روشنی میں حدیث کو سمجھئی۔ حضور نے اگر بھی روزے کی حالت میں اپنی زوجہ کا بوس لے لیا تو یہ کس دلیل سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ عمل لازماً شہوانی اشتعال پر منی رہا ہو گا عام الناسوں ہی کی حالت میں جب یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا تو اس سنتی کے باعث میں کیسے کیا جاسکتا ہے جس کا زہرا اور عقوبی اور ضبط نفس اپنی مشاہدہ آپ رہا ہے۔ قیاس صحیح ثابت کرتا ہے کہ یہ عمل وقت کی مناسبت سے اظہار محبت کے سادہ اور غیر متعلق جذبے سے کیا گیا ہو گا اور اس کی کھڑائی میں مت کی مشریعی رہنمائی بھی مقصود ہو گی۔ جیسا کہ ابھی ہم عرض کر چکے حضور کے پہتیرے افعال تعلیم کی عرض سے ہوا کرتے تھے۔ اس عمل سے تعلیم ملی کہ روزہ صرف جامع سے ٹوٹتا ہے ان افعال سے نہیں جو عموماً مبادیات جامع کا درجہ رکھتے ہیں۔ لہذا جو لوگ اپنے نفس پر قابو رکھتے ہوں وہ روزے کی حالت میں بھی بھی کاپوسر نے سکتے ہیں۔

اسی ابو داؤد میں اسی روایت سے متصل بعد ایک اور روایت موجود ہے کہ:-

دوسرے کالا عاب دہن چونسے والے کے طبق میں چلا جائے۔ لیکن فقہاء کہتے ہیں کہ دوسرے کالا عاب دہن حلقوں کی نیچے جانا روزے کا منفرد ہے۔ حتیٰ کہ اگر پر لاعب دہن کسی محبوب سچا کا ہوتا تو روزے دار کو روزے کا کفارہ ادا کرنا ہو گا د د جیسے کے مسلسل روزے یا ساٹھ مسکینوں کا ھانا، کوئی کو محبت کے باعث یہ لاعب دہن ایک رغوب شے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہاں محبوبتی کا معاملہ نہ ہو تو کفارہ لازم نہ آئیکا فقط روزہ ٹوٹ جائے گا اور تضاد کرنا ہو گا۔

اس ہی تفصیل سے ظاہر ہو اک زبان چونسے والے قطعہ حدیث کو جیل اشان فقہاء نے قابل قبول ہیں مانا ہے وہ ظاہر ہے کہ ان کا مسلک کچھ اور ہوتا ہے اما ان اقصی خیال ہے کہ یہ کہا اگر اصلیت بھی رکھتا ہے تو عین ممکن ہے کہ یہ حق صادسے نہ ہو سین سے ہو۔ غیر ممکن ہیں کہ ایک راوی کے دھمکروای سے روایت یعنی میں یا کسی راوی کی تکانیت میں سین صادسے بدلتا ہو۔ یہ مت مان لیا جاتے تو مطلب ہر حرف یہ پڑکا کہ پڑتے کے دوران کی بھی حضرت عائشہؓ کی زبان بھی حضور کے لب ہاتے مبارکتے چھو گئی ہو۔ اس میں تعلاً پھیل گئی ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سین صادسے نہ بدلا ہو، بلکہ سانہا کی مورث ضمیر حقیقت میں مذکور کی ضمیر ہو یعنی سانہا تیغیری بھی اتنا خصیف ہے کہ برآسانی ہو سکتا ہے۔ اگر سانہا در صل سانہ تھات بھی عین صاف ہو گئے کہ حضورؐ بھی روزے میں پاس کی شدت سے اپنی ہی زبان چوستے ہوں گے تو اسی امر واقعہ کو حضرت عائشہؓ نے اس لئے پیان فرمایا کہ خود اپنے لاعب دہن کے نگلنے سے روزے میں حرابی پیدا نہ ہونے کا شرعی مسئلہ یوگوں کو معلوم ہو جائے۔

غرض فن، منطق اور قیاس و درایت کے متعدد رواز کھلے ہوئے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شخص ان دروازوں کی طرف نظر کئے بغیر مارے علم حدیث اور تمام محدثین کو ملامت و نفرت کا ہافت بنانے پر تلا ہے تو اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عقل سیم اور نیک توفیق عطا فرمائے۔

کے تحت نہیں لیا تھا بلکہ ان کے الفاظ میں هششست تقبلت میں ذکی بات پر بیوی سے خوش ہوا تو بے اختیار بوسہ لیا۔ یا ہم سکتا ہے اخیں کسی اور معاملہ میں ذری اور غیر معمومی صرف مغل ہوئی ہو اور اس کے فلب میں بیوی کو چم بیٹھے ہوں بہر حال هششست کامرا دفت فرحت بیسا کوئی لفظ لہو سکتا ہے جس کے مفہوم میں پاکیزہ نوع کی سرخوشی اور فرحت و صرف شامل ہو، لیکن جنسی بیجان اور شہوانی تحریک کا شایستہ نکل سیں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح ہر ہوشمند حضورؐ کے معاملے میں بھی سمجھ سکتا ہے کہ روزے کی حالت میں جب کبھی آپ نے کسی بیوی سے بوس و کنار کیا ہو گا تو اس کی تہیں شہوانی تحریک ہرگز نہ رہی ہو گی۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ کا ارشاد منقول ہے:-
حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقِيقَةُ مَنْ يُبَوِّبُ إِلَيْهِ زَوْجَهُ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا زَوْجُهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقِيقَةُ مَنْ يُبَوِّبُ إِلَيْهِ زَوْجَهُ
وَهُوَ صَاحِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَمُ بَاهِثَتْ بَهِيْ كَرْتَتْ تَهْيَهْ اَوْدَ آَبَ
لَأَرَيْهَ
پَنْتْ فَنْسُ پَرْتْمُ سَرْبَسْ بَرْطَكْرَتْ قَابُ
يَاَنْتَ تَهْ

دیباشرہ کا لفظ یہاں بھی دیکھ لیجئے اور وہ جملہ بھی دیکھ لیجئے جو بتا ہے کہ اس سے مراد مجماعت نہیں صرف جسم سے جسم ملانا ہے)

اس سے تکوں کلد طور پر معلوم ہو اک بوس و کنار اور عالم جسمی اختلط کے باوجود حضورؐ کا نفس زکیہ پوری طبقاً بوس رہتا تھا۔ ان کے کسی بھی طرز و اندان سے پیرتراج نہیں ہوتا تھا کہ یہ افعال جذبہ شہوت کے تحت ہو ہو میں اور ہے ہیں۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ ان کے ضبط نفس کا خصوصی ذکر کرتی ہیں۔ اس ذکر سے اور ذکر وہ بالا تفصیل سے منفع ہو گیا کہ پوس بجاتے خود کوئی برائی نہیں، بلکہ وہ اس وقت برائی ہے جب روزے والوں کے اندر بھی تحریک پائی جائے۔

ان وہنا حتوں کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زبان پہنچے والے مکمل کے بالے میں اعلیٰ درجے کے فقہاء کا نقطہ نظر بھی بیان کر دیا جاتے۔ زبان چونسے کی صورت میں اغلب ہی ہے کہ

سے:-

اس روایت کی حقیقت ہے:-

بخاری کتاب "غسل بالصاع ونحوہ" میں آیا ہے
کہ ابوسلہ نے کہا:-

میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی
علیٰ عائشہؓ کی خدمت میں حضرت
عن غسل سے رسول اللہ ﷺ
علیہ وسلم فدحست
پر ناٹع نخو من صاع غسلت
وافاضت علی اس اسمها
پھر انہوں نے غسل کیا اور اپنے سر
پر پانی بہایا، بایں حالت کہ ہمارے
اور ان کے درمیان پرده تھا۔
اس حدیث کے مضمون میں کبی کبر کے کوئی تجھ بھی کہتا
چھرے بجائے خود اس حدیث میں کوئی بات احتراض کی نہیں
ہے۔ پہلے تو یہ میں لیجھے کہ ابوسلہؓ کون تھے۔ یہ حضرت
عائشہؓ کے دوڑہ نشیر ک بھائی تھے۔ گویا حرم۔ اس طرح
معلوم ہوا کہ خدمت اقد من میں حاضری دینے والے دونوں
بھرپور بھائیوں کے صدقیقہ کے حرم تھے۔

پھر یہ بھائیوں کے معاملہ کیا تھی محنت تھا۔ در
محل تحقیق یہ کہی تھی کہ غسل جذابت کے لئے کم سے کم کتنا
یا نی کافی ہو سکتا ہے۔ چونکہ بعض حضرات کو ایک روایت
سے معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط ایک
صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اور اس پر انہیں حیرانی
اس لئے تھی کہ یہ یا نی اتنا نہیں ہے تو اس سے اچھی طرح
غسل ہو سکے۔ اسی لئے روایت کی تحقیق پر امائل ہوئا پڑا۔
تحقیق کا ذریعہ حضرت عائشہؓ سے بہتر کون ہو سکتا تھا کہ اول
تو حضور کے بعد ان سے بے شمار سوال کی تشفی تجسس تحقیق کا
سلسلہ ہام تھا۔ دوسرا غسل جیسے معاملہ میں ایک بیوی سے
بڑھ کر کون صحیح ترمومات ہم ہیجا سکتا تھا رشتہ بھی گمرا
تھا۔ ابوسلہؓ بھائی تھے اور عبد اللہ بن زید رضاعی بھائی

دوں پنج اور استفسار کیا۔ اب ایک تو شکل یہ تھی کہ
حضرت عائشہؓ فقط زبان سے تصدیق فرمادیں کہ
پانی حضورؓ ایک صاع بھر پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔
لیکن اسے آپنے اس لئے کافی نہیں سمجھا کہ زبانی حمد
تک تو یہ بات ان حضرات کو ردِ دعا یت کے ذریعے معلوم
ہی ہو چکی تھی۔ قلبی اطمینان انھیں اسی وقت حاصل ہو سکتا
تھا جب کہ عملی طور پر تصدیق ہو جاتی کہ اتنے بانی سے
غسل ہو سکتا ہے۔ لہذا بھی اطمینان دلانے کے لئے آپنے
ایک صاع بھر پانی مٹھایا اور درمیان میں پر ۵۰ رکھتے
ہوئے غسل کر کے دھاما۔ پر ۵۰ ایسا تھا کہ آپ کا سرازیر
روئے مبارک تو ان لوگوں کو نظر آتا رہا اور پانی ڈالنے
کا طریقہ بھی سامنے رہا میکن باقی جسم متھور رہا۔ اس طریقہ
ہی سے ان پر یہ واضح ہو اک جسم کو میں کچل سے صاف کرنے
کے لئے جو غسل کیا جاتا ہے اس میں اور غسل جذابت میں فرق
ہے غسل جذابت میں بس اتنا کافی ہے کہ پانے جسم پر بانی
بہہ جائے اور کوئی حصہ جسم خٹک رہنے نہ ہائے۔ بدلت
کر ملنا اور بار بار پانی بہانا غسل جذابت میں ضروری نہیں
ہے۔ وہ لوگ ایک صاع بھر پانی کو اسی لئے کم سمجھ رہے
تھے کہ ان کے ذہن میں عام غسل کا تصویر تھا۔ اب حضرت
عائشہؓ نے غسل کر کے دھاما تو شہزادہ بر بشکر دو تذبذب
سائیں کو نہیں رہا۔

یہ بھی ہر سلام کو معلوم ہے کہ ازواج مطہرات کیلئے
تنا صھاڑنے کے جذبات اولاد جیسے تھے اور قرآنی بہارت کے
مطابق انھیں اپنی ماں سمجھنے کا زندہ حسain ان کی ایک
ایک حرکت جنہیں سے نیا یاں تھا۔ ایسی صورت میں اگر یہ
دونوں سائیں حرم بھی نہ ہوتے تو یہ رکیک اندیشہ نہیں
کیا جا سکتا تھا کہ وہ اُچک کر اپنی ماں کو جھانک لیں گے۔
اگر وہ تو حرم تھے۔ رہائی اور بھائی کیس کی بجائی ہے جو یہ
نیا یاں شوشنہ نکال سکے کہ ان کی طرف سے ایسی کسی حرکت
کا اندیشہ کرتے ہوئے عائشہ صدقیقہؓ کو غسل کر کے دھانے
سے اختناب کرنا چاہئے تھا۔

نابانج تھی اور زید بانج تھا۔ ایک سال تک کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ جب ہندہ بانج ہو گئی اور سرسرال گئی تو پچھلے دون کے بعد زدن و شوہر میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور فرمت طلاق تک پیدا ہو گئی۔ لیکن زید طلاق دینے کو تیار نہیں ہے اس کی شرط ہے کہ ہندہ کا باپ الگم ازکم دوسوچاں روپے سے تو میں طلاق دوں۔ ادھر ہندہ کا باپ اس پوزشن میں نہیں ہے کہ وہ اسے روپیہ دے سکے۔ ایسی محرومیت میں ہندہ کے لئے کو نسار استہنے۔ وجہ اختلاف ہندہ نے یہ بتائی کہ زید کوئی کام اور خدا نہیں کرتا اور مجھ کو ایسے لوگوں کے پاس کام کرنے کو کہتا ہے جیسا قبھے اپنی عزت خطرہ میں جھووس ہوتی ہے چنانچہ دونوں ماہ مجبور تجھے ان لوگوں کا کام کرنا پڑا اور جب میں اپنا کھانا لاتی تھی تو اس میں سے زید خود اور اپنی ناتی کو کھلانا تھا اور مجھے کچھ بھی نہیں دیتا تھا اور یہ اس کا روزمرہ کا دستور بن گیا تھا جس سے مجھے جنمائی و فحاق تکلیف پہنچتی ہے۔

ب) ارشاد:

عزوت اگر شوہر سے جان چھڑانا چاہتی ہو مگر شوہر طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ عورت خلخ خال کر لے۔ خلخ میں یہ بھی ہوتا ہے کہ عورت ہر معاف کر دیتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر معاف کرنے کے علاوہ مرد کوئی مالی مطالیہ بھی پورا کرنی ہے۔ طلاق دینے کے پرے میوی سے روپیہ طلب کرنا ارجح شرعاً ہے اور مرد سے آخرت میں اس کا حسابہ پورا کر لیکن قاعدۃ الشرعیہ کی رو سے مرد بہر حال اس کا جائز قرار دیا گیا ہے کہ خلخ دینے کے عوض ہر معاف کر لے یا اس سے بھی بڑھ کر کچھ نقد لانے۔

اب ہو صورت حال آئے لکھی اس میں کرنا یہ چاکر ہندہ کے سر پرست کسی اچھے و نیل کے ذریعہ ہندہ کی طرف سے عدالت میں یا تو خلخ کی درخواست دیں یا ان نفقہ کا دعویٰ کریں۔ توقع ہے کہ انہیں کامیابی ہو گی۔

د) یہ عدالت کی بجائے اگر پہلے "امارت شرعیہ"

حقیقت یہ ہے کہ صحیح حدیثوں میں تو کوئی غبار نہیں اور ان کو کتابوں میں محفوظاً کر دیتے والے رفع القادر حذین کی دیانت و تقویٰ میں بھی کوئی نہیں مکر طبیر ہے تو ان معتبر صنیع کے ذہن میں ہے جو علم حدیث کی ابتدائی معلومات تک ملے بے بہرہ ہونے کے باوجود اعراض اور داویاً میں سر نہیں چھوڑتے۔ کیسا تم ہے کہ عربی تک سے واقف نہیں اور چلے ہیں اُس فنِ شریعت پر رائے زنی کرنے جس کے لئے صرف عربی دلائی ہی کافی نہیں بلکہ بڑے وسیع مطالعہ اور گہرے تجوہ و تدبیر کی ضرورت ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ داکٹر عبدالحید جسے لاگ اس پہلو سے قابلِ رحم بھی ہیں کہ انہیں انتہام ہی سے صحیح علمی نہیں ملی اور ان کا تمام تر مذہبی نشوونما غلط اخراج پر ہوا۔ پورا حب درخت بن جائے تو اس کے تنہ کی طبیرہ دور نہیں کیا ملتی اسی طرح جس طرزِ فکر کی بنیاد ہی میں بھی اور فرمیں خود رکی ہو تو وہ اپنی روشن سے باسانی نہیں ہرگز سکتا۔

ایک غرائب اور وترجمہ بھی ہیں۔ ہم باہر ہا خال ظاہر کر چکے ہیں کہ کتب احادیث کے وہ اور وترجمے عوام کے لئے ضرور سا ہیں جن میں ترجموں نے صرف ترجمے پر اتفاق کیا ہے اور تشریحی لوط دے کر ان کا تبلیغ کا دفعہ نہیں کیا ہے جو غالباً ترجمے سے عوام کے سپاٹ ذہنوں میں چھیس گے۔ اب ظاہر ہے کہ ان ترجموں کے باعث جن قرائیں کے ذہنوں میں بدگمانی، تشویش، تذبذب اور انہیں جس طریقہ جاتیں ان میں سے ہر ایک سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ صبر و احتیاط اور سعادتمندی کی حدود سے تجاوز نہیں کرے گا بھی منکر میں حدیث کا ڈھیر دن لٹپچر اسے اسلاف و شمی اور حدیث بیزاری کی راہ دکھانے والا موجود ہو تو جو کچھ بھی پورا جائے گم ہے۔

زن و شوہر کے معاملات

سوال ازا: از حمزا زیر۔ در بختگہ۔

ہندہ کی شادی زید سے اس وقت ہوئی جبکہ ہندہ

اطلاق اپنی بیوی کا نفس حرام کیا کہ اب کبھی بھی حرماں کاری نہیں کریں گا۔ پھر زید نے چند افراد کے سامنے یہ انہمار کیا کہ ہر سہ طلاق میں کس قسم کھاتی ہے کہ کبھی بدکاری نہیں کروں گا اور زنا سے باضابطہ باز رہو گا۔ بعد از دو سال زید نے دوبارہ بدکاری کی۔ جن افراد کے سامنے زید نے قسم کھانے کا انہمار کیا تھا وہ جھٹپٹ آئے۔ لیکن آن سے بچھا گیا کہ آپ لوگوں کے سامنے زید نے سہ طلاق قسم کھاتی ہے بعدين انہوں نے زید کا انہمار کیا۔

جوابات:

(۱) معلوم نہیں آپے "بیوہ عورت" لکھا ہے یا "بیوی عورت"۔ جو بھی ہو زید اور اس عورت کا نکاح ثابت ہے درست ہے اور زید کی امانت بھی درست ہے بلکہ

اب وہ مأکباز از نزندگی بس کر رہا ہے۔

(۲) تمباکی پتے پر کرم کی بیوی مطلقة ہو گئی۔ اسے فرما جدا ہو جانا چاہیتے۔ رحیم پتے کا تو اس کی بیوی بھی مطلقة ہو جائی

(۳) زید نے چاہیے دوسروں کے سامنے بات کی ہو یا دل ہی دل میں ایسی قسم کھاتی ہو۔ جب بھی وہ زنا کرنے کا موجودہ بیوی مطلقة ہو جائے گی۔

— ۱ —

(بہار) کو مفصل خط لکھ کر مشورے اور مدد کی درخواست کی جائے تو بہتر ہو گا۔ یہ ادارہ مدت سے اسی نوع کے قضیے طکرنتے کی قابل تدریج خدمات انجام دے رہا ہے۔ پتھری ہے: امارت شرعیہ۔ چلواری مشریف پبلیک پلٹ

نکاح و طلاق

سوال ۱۱: از عبد الکبریت۔ شاہ آباد۔

(۱) زید نے اول ایک بیوی عورت سے بدکاری کی، بعد میں اس کے سامنے نکاح کر لیا اور آج باضابطہ پا بزاں نزندگی بس کر رہے ہیں۔ برادر ہبہ بانی واقف فرازی کی وجہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟ چند ملے اس نکاح کو جائز نہیں کہتے ہیں؟

(۲) کریم اور رحیم نے یہ الفاظ دہراتے تھے ہم یہ اپنی عورتیں بہ سہ طلاق شرعی حرام ہیں کہ ہم کبھی تباہ کو نوشی نہیں کریں گے۔

کریم نے بعد از ایک سال تباہ کو پیا اور رحیم نے ابھی نہیں پیا۔ شرع سے طلح کریں۔ دونوں بالغ عاقل اور باضابطہ خواندہ ہیں۔

(۳) زید نے اول بغیر کسی شہادت کے اپنے ادپر پہ ستر

سبتاً ہلکی خوشبو۔ فرحت

خش اور روح پر وار۔

ایک تول:۔ دس روپے۔

چھ ماش:۔ سارٹھے پانچ روپے

تین ماش:۔ تین روپے۔

ڈیڑھ ماش:۔ ڈیڑھ روپہ۔

معدہ و جگر کے لئے ایک نعمت۔ ریاحی سکالیف کے لئے خاص تخفہ۔ خود اک حرف اک رنی

و مفصل ترکیب استعمال ساختہ بھی جاتی ہے) ۲۱ دن کا کورس تین روپے۔

نوٹ:۔ عطر یا تریاق معدہ سرے کے ساختہ طلب کیا جائے تو علیحدہ داک خرچ نہیں لگتا۔

دار الفیض رحمانی۔ دیوبند (ریٹی)

دنواز اور پر کیف

خوشبو۔ تیڑا اور دیر پا

ایک تول:۔ بارہ روپے۔

چھ ماش:۔ سارٹھے روپے۔

تین ماش:۔ سارٹھے تین روپے۔

ڈیڑھ ماش:۔ دو روپے۔

عطیہ
روح چمن

تریاق معدہ

شاہ ولی اللہ علی چنڈ کتابیں

ردی	پیشہ	ردی	پیشہ
۵	-	غبار خاطر	
۳	۵	مضایین الہلال	۲۲ -
۳	-	طنزیات آزاد	۱ ۵۷
۲	۵۰	قول فیصل	۳ -
۲	-	سلمان حورت	۶ -
۲	۲۵	صدائے حق	۵۰ -
۲	-	مضایین آزاد	۷۵ -
۲	-	مقالات آزاد	"
۱	۵۰	شہید اعظم	"
مولانا ابو الحسن علی ندوی کی کتابیں		۵ -	المعارف الحدیث - اردو و عربی حصہ اول
تاریخ دعوت و عزیمت جلد اول		۵۰ -	مجلد
تاریخ دعوت و عزیمت جلد اول		۸ -	" " " " دوم
تاریخ دعوت و عزیمت جلد اول		۳ -	" " " " سوم
اسلام اور مغربت کی کشمکش		۳ -	" " " تذکرہ جلد والٹ شانی
اسلام اور مغربت کی کشمکش		۳ -	" " " قسم آن آپ سے کیا کہتا ہے؟
اسلام اور مغربت کی کشمکش		۲ -	" " " دین و شریعت
اسلام اور مغربت کی کشمکش		۱ ۷۵	" " " اسلام کیا ہے؟
اسلام اور مغربت کی کشمکش		۱ ۵۰	" " " اسلام کیا ہے؟
عرب قمری اسلامی نقطہ نظر سے غلط ناک کیوں؟		۲ -	" " " (سندی)
قصص النبیین دانگریزی زبان میں حصلہ		۵ -	" " " (انگریزی)
مولانا ایساں اور ان کی دینی دعوت		۲ -	" " " آپ ج کیسے کریں؟
تصانیف جناب سلام اللہ صدیقی		۱ -	" " " مذاکرہ کی حقیقت
تاجدار میراث کی شہزادیاں		۱ ۷۵	" " " استعمال ہیئت اور معاذین اپل بیعت کے اذامات غیر مجدد
حضرت عائشہ صدیقہ رض		۱ ۵۰	" " " برکات رمضان
حضرت معاویہ بن ابی سفیان		۳۷ -	" " " آسان ج (پاکٹ سائز)
حضرت عروین العاص فاتح مصر		۱ ۵۰	" " " کلمہ طیبہ کی حقیقت
ہندستان میں کتابوں کا بڑا مرکز		۶ -	" " " ملفوظات مولانا ایساں
مکتبہ تخلیٰ - دیوبند (بی پی)		۵ ۵۰	" " " مولانا ابو الكلام آزاد کی تابیں
تبرکات آزاد			آزاد کی تقریبیں

فائدہ کا صحیح طریقہ :- ایک مفید کتاب جو آپکو فائدہ کا صحیح طریقہ بتاتے ہوئے بعد عنیت نہیں محفوظ رکھتی ہے۔ صرف ۶ نتے پیسے۔

اور باہمی نزدیک و مکشک کو قائم رکھنا یہ مفت رکھے گا کہ ہم اپنے ہی ہاتھوں اپنی قبر کھو دیتا چاہتے ہیں۔ ہمارا ملی و وجود اس وقت طوفان اور زلزلوں کی زدیں ہے۔ ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ ہم مرگ و زیست کی مکشک میں گرفتار ہیں۔ ہماری سرستے بڑی کشش اس وقت یہ ہوئی چل ہیتے کہ ہمارے مختلف فرقوں اور جماعتیں میں اتحاد و اشتراک اور تعاون کی راہ پر نکلیں۔ ہم اعداء کے مقابل نظم و اتحاد کے ساتھ صفت آرام ہوں۔ ہماری حصیتیں، ہمارے مسائل، ہماری افتادیں و خطرات مشترک ہیں۔ ہم ایک ہی قصور کی پاداش میں جبر و نفرت کا پروفیشن ہاتھ چاہتے ہیں۔ ہمارا سابقہ ایک مفہوم پیشہ حکومت سے ٹھنڈا اور بے ضمیر حکومت، جس کا جو عی ذہن یہ ہے کہ ہمیں ہمارے ہی ملک میں غلاموں کی صفت میں کھڑا کر دے، اور ہمارے ملی و جو دگی انسدادیت اور انتیازی شان کا ہر قشقہ خروج ڈالے۔

تاریخ کے اس نازک میڈ پر ہماری دستیگیری نہ تو اپنے نظریات کر سکتے ہیں نہ خوشنما خیریں۔ نہ مناظرے اور عجیں بلکہ ہمیں اور شدید ضرورت یہ ہے کہ ہماری تمام جماعتیں، تمام فرقے، تمام افراد، ملت اخلاقی نظریات و عقائد پر زور دینے کے بجائے اُن تصورات و خیالات پر تو چھنٹھنٹھ کریں، جو اشتراک و تعاون کی بنیاد بن سکتے ہوں۔ جن کے سہارے ہم سب ایک ایم کی طرح کام کر سکیں۔ جن سے ہمارے اندر جملہ مصائب و آفات کا مقابلہ کرنے کی اپرٹ پیارا ہو۔ جو ہمیں ایک دوسرے کے قریب لا میں اور دلوں کو جڑوں۔

یہ بالکل درست ہے کہ سیاست کو اصولاً ایک غیر دینی، یا خارج از دین شے تصور کر لینا سراہم اگر اسی اور غلط فہمی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ تبلیغی جماعت کے اخلاص نیشن شرکا بظاہر رہبہانیت ہی کے لوگ پلاک سنوارتے نظر آ رہے ہیں، لیکن ہماری نظر سے اس جماعت کے کسی ذمے دار کی ایسی کوئی تحریر نہیں گزری جس میں صاف طور پر یہ کہا گیا ہو کہ سیاست و حکومت کا کوئی بھی جوڑ دین سے نہیں ہے اور اہل اسلام کو حالات کے کسی بھی مرحلے میں سیاست اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں

طور پر فرد کے کہدار اور مراج پر ٹرتا ہے۔ جتنا بلند نصب العین ہو گا دیسا ہی کہدار بھی بنے گا۔ لا شوری طور پر کہدار کا ارتقا نصب العین کے تابع ہوتا ہے۔ اگر بلند کہدار پیدا کرنا ہے تو نصب العین کا بلند تر ہونا نہایت ضروری ہے۔

مولانا مودودی کے اس تجزیے کے بعد یہ بات سمجھیں نہیں آتی کہ تبلیغی جماعت والے کہدار تو بلند ترین پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر نصب العین پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ جس عجت کا نصب العین صرف نماز کا پڑھنا اور پڑھانا ہو وہ کشکش آزمائش اور تکلیف شرعی "کیا جانے اور اس تکلیف شرعی کو انگریز کرنے کے لئے وہ کہدار تھی کیونکہ سیدا ہو۔ یا اپ گولنا مودودی کے اس فلسفیا نہ تجزیے سے متفق ہیں؟ برآہ کرم اس موضع پر ذریفیل سے روشنی ڈالیں۔ تخلی کی روایات کے مطابق ہیرے اس سلسلے کو معاہ آپ کے نقد و تبصرے کے تخلی میں شائع فرمادیں تاکہ زمانے کے سلسلے تھوڑے کو دنوں مُرخ آجائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا تبصرہ بھی کسی قسم کے حالت و مصلحت کی نذر ہو گیا اور نہ تبلیغی جماعت کا نظریاتی پہلو اور خاص طور پر مولا ناظور نعمانی کا انٹرویو اب بھی آپ کے قلم کو دعویٰ نقد و نظر دے رہا ہے۔

تجھی

ہم پہلے ہی احساس تھا کہ آپ کے مرا سلے پر ہمارا تبصرہ ہتھیسے قارئین کے لئے ہیرت کا ہو جب بنے گا۔ یہ نہ اس کا انداز ہماں کے ٹام انداز سے ہٹا ہوا ہے۔ ہم نے اس نوع کا تبصرہ نہیں کیا جس کی آپ کو موقع تھی۔ لیکن اس کی وجہ نہ تو نظریاتی تدبیلی ہے نہ پالیسی کا تغیر ملکہ جو بھی انداز ہم نے اختیار کیا ہے وہ حالات کی مناسبت اور مصلحت و قوت کے انتضام پر کیا ہے۔ حالات جو کچھ ہیں سب کے سامنے ہیں۔ بلند و برتر نصب العین کے لئے برآہ راست جد و جہد کرنے کے عرصہ اس وقت ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اپنے زہب اپنے کچھ اپنے ملی و رشتے اور اپنی باعزت زندگی کے تحفظ ہم شاہ اتنی شدت سا بھرا ہوا ہے کہ دوسری نظریاتی بحثوں میں اُبھتتا

اور بھی چونکہ قرآن و سنت ہیں اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ زمانہ اور حالات ہمیں بھی بھی اپنے موقع سے ٹھاکیں گے — مگر حالات کے تقاضوں اور مصلحتوں کو ظریفی رکھ کر اتحاد میں کی کوشش کرنا اور بحث کا رُخ حسنطن، نرمی، مو اخاة اور رواداری کی طرف موڑ دینا نظریات کی تبلیغیں آرزوئے مو اخاة کا ایک مظہر ہے۔ آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے ہزار ابصرہ پھر پڑھیں۔

حق کے معلطے میں بزرگی دھلانا، گول مول بات کرنا، تاریخات بارہہ کی آڑ لینا۔ آج بھی ہمیں اتنا ہی ناپسند ہے جتنا کل تھا۔ ہم اصول و نظریات کے میدان میں اشارہ اللہ آخری دم تک دہن، مروع بیت اور کامی دھلانے والوں میں نہیں ہیں۔ مگر حالات جب اس درجہ ناڑک ہو جائیں کہ ملی اتحاد کی زبردست وقت کے بغیر ان سے مبتلا جمال نظر آرہا ہو تو آپ ہی بتائیں کہ تلاش لفاظ اتحاد کی کرنی چاہئے یا وجوہ اختلاف کی! اپنی جیز تو زندگی ہے۔ جس وقت تکشی بھنو رہیں ہو تو کسی اعلیٰ درجے کے چاہ کا ذہنی نقشہ تیار کرنے کے عوض تمام اہل کشتی کو اپنی کشتی چاہے جانے پر ساری تو نامیان صرف کردی چاہیں میول اللہ مودودی نے بجا فرمایا ہے کہ کردار کی بلندی نصب العین کی بلندی سے مر بوط ہے، لیکن کیا آپ نہیں دیکھتے کہ دین و ملت ہی کے مصالح کو لمحظہ رکھتے ہوئے انہوں نے پاکستان کے صدارتی الیکشن میں اُن پارٹیوں سے تعاون کیا جن کا نسب العین سواتے خود پروری اور دنیا طلبی کے پھر بھی نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ مس قاطمہ جماح کی صدارت کے حامیوں میں مولانا مودودی سر نہ رست رہے ہیں اور زمانہ اتحاد کی تقریر دہیں انہوں نے صرف ان لفظوں کو اُبھارا جو بنیاد اتحاد میں سکتے تھے اور ایسے ہر پہلو کو ظریفانداز کیا جو اتحاد و تعاون کی راہ میں حاصل ہوئے کی صلاحیت رکھتا تھا خلاصہ فتنگ یہ ہے کہ آج مدتِ مسلمہ کو اتحاد و انتظام کی شدید ضرورت ہے۔ کسی بھی سلم جماعت کے نظریاً پر بحث

رکھنا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سیاست سے مکمل پرہیز اور کمارہ کشی کی رکھی بیانات حاضرہ پر ہو گی تذکرے اصول قطبی پر ایسی صورت میں یہ کہنا تو ممکن ہے کہ حالات سے عہدہ برآ ہوئے اور وال آمادہ قوم کی اصلاح کیلئے تبلیغی جماعت کا طریق عمل درست نہیں ہے لیکن یہ کہنے مشکل ہو گا کہ یہ جست اعتمادی سطح پر بھی رہنا نیت جاہلیہ کا شکار ہو گئی ہے۔ بے شک بعض افراد کی ایسی تقریریں ضرور سننے میں آتی ہیں جن میں صاف طور پر سیاست اور دین کو ایک دوسرے کی خدماء و ترقیوں کہا گیا ہے۔ لیکن یہ افراد اس قابل نہیں کہ ان کی گل افسانوں کو تبلیغی جماعت کی تذکری ترجیحی کی حیثیت دیکھی جائے۔ یہ تو عموماً ہمارا ہیں یا سفارم۔ ان کے ماس نہ بھیج سے نہ قوت مدد کے۔ جو چاہے ہے جائیں ان کا پچھہ اعتبار نہیں۔

چھر ہمنے یہ بھی سوچا کہ ایک غلط اور ہملاک نظریے کو جماعت تبلیغی کی طرف جسم و لفظیں کے ساتھ منسوب کرنے کے عومن حسنطن کا انہار زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس جماعت کے اربابِ حل و عقد بھی ملی اتحاد کی ضرورت تجویس فرمائیں اور اس کی طرف قدم ٹھانے کی صورت میں کسی اصولی اور بنیادی اختلاف کا ہوا درہ میان میں گھر اظہر نہ آئے۔ جب وصل اور قربت پیش نظر ہوئی ہے تو آدمی ہر خوش آئند خیال کا سہارا لیتا ہے اور زیادہ سے زیاد حسنطن کو کام میں لاتا ہے۔ یہی ہمارا بھی حال رہا۔ ناگزیر تبصرہ لکھتے وقت ہم بحث کے مود میں نہیں تھے۔ آج بھی بحث کا مود نہیں ہے۔ فتنہ ثانی کے خیالات و افکار کی دل تردید کر کے ہوا وہ وہ ہمایت سے حصہ میں آتی ہے اس سے کہیں یادہ آج ہمیں وہ ارتباط و وصل اور اشتراک و متعاون تجویب ہے جو لمحہ سلسلہ کو نئی زندگی عطا کرے اور جس کے ذریعے یہ ملت وقت کے پولنک طوفانوں کا مقابله کر سکے۔ نظریاتی سطح پر ہم دنکے کی چوتھی جماعت اسلامی کے ساتھ ہیں۔ علمی و فکری اعتبار سے ہم تبلیغی جماعت کے طرز فکر اور طریق کارکو اعراض سے بالاتر نہیں سمجھتے۔ ہمارا معیار

فیوض نیردالی شاہ عبدالقدار جیلانیؒ کی عربی تصنیف۔
بہم اس سلسلے میں "مجلس مشاورت" کے طریق ن کارکو انساب
دیکھ رہے ہیں۔ اہذا مولا نام منظور زمانی کی تحریک بیریا
انظر و پر قلم چلنا بیکار ہو گا۔ آپ ہم سے مایوس ہیوں
الگرسی بھی وقت اسلامی اصول و اقدار کو کسی حما ذپر
دلائل و شواہد کی ضرورت پڑی تو آپ انشاء اللہ عزیز
اسی طرح پیش پیش پائیں گے جو طرح آج تک پاتے رہے ہیں۔

تحقیق سید و سادات مصنف محمود عباسی کی ایک
تازہ معرکۃ الاراء کتاب۔ جلد ساڑھے دس روپے۔

قصص القرآن اکتاب ابواللہ حافظ الرحمنؒ کی تقدیم و معروف
باشد۔ مذکور این قصوں کی تحقیق و تفصیل پر

پہنچا جواب آپ مانی گئی ہے۔ مستند اور ضخم۔ جلد اول جلدہ
بارہ روپے۔ دوسری جلد پانچ روپے۔ سوم جلد ساڑھے روپے
چہارم جلد نور روپے۔

ترجمان الشستہ احادیث نبویؐ کی دلپذیر تشریح۔ سلیمان
دلتاشیں اور مفید ترین۔

جلد اول جلد چودہ روپے۔ دوسری جلد بارہ روپے۔
سوم جلد ساڑھے بارہ روپے۔

اخلاق و فلسفہ اخلاق اپنے موضوع کی نادی کتاب
علمی و فکری جواہر کا جھینہ

قیمت جلد نور روپے۔
اسلام کا اقتصادی نظام آج اقتصادی نظام کو جعلیم
ایمیت ہال ہے اس کے پیش
نظر اس حقفائز کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔ اسلام
"اقتصادیات" کا بھی بہترین رہنمائی ہے۔ جلد شان رونے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی چند کتابیں

۱۔ اسلامی بریاست۔ بارہ روپے۔ رسائل و مسائل۔ نوع
یہ نوع مسائل کے مدلل اور سیر ہاصل جوابات۔ حصہ اول
(ہندوستانی) پانچ روپے۔ حصہ دوم (پاکستان) سوال پانچ روپے
نفسی سورہ نور۔ چار روپے۔ سود۔ (آخری اضافہ شدہ
ادیشیں۔ مطبوعہ پاکستان) ساڑھے پانچ روپے۔

مکتبہ سچائی۔ دیوبند (بیوپی)

کرنے کے عومن اس وقت نفاط اتحادگی تلاش کرنی چاہئے
بہم اس سلسلے میں "مجلس مشاورت" کے طریق ن کارکو انساب
دیکھ رہے ہیں۔ اہذا مولا نام منظور زمانی کی تحریک بیریا
انظر و پر قلم چلنا بیکار ہو گا۔ آپ ہم سے مایوس ہیوں
الگرسی بھی وقت اسلامی اصول و اقدار کو کسی حما ذپر
دلائل و شواہد کی ضرورت پڑی تو آپ انشاء اللہ عزیز
اسی طرح پیش پیش پائیں گے جو طرح آج تک پاتے رہے ہیں۔
نقطہ الاسلام عامر غمامی

فتاویٰ عالمگیری (اردو)۔ سلیمان اور دو ترجمے کی
شكل میں قسطوار چھپ رہی ہے۔ دو ماہ بعد ایک قسط۔
اب تک پانچ قسطیں چھپ چکی ہیں۔ فی قسط دو روپے ۲۵ پیسے
(ڈاک خرچ ایک روپیہ)

شرح ہدایہ۔ ہدایہ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہے۔
اس کا بھی اور دو ترجمے مع شرح
دو ماہی قسطوں میں چھپ رہا ہے۔ فی قسط دو روپے۔ اب تک
آٹھ قسطیں چھپ چکی ہیں۔ (ڈاک خرچ ۹۔۹ پیسے)

مجموعہ علیہ رحمۃ الرحمان ایک روپیہ ہیکل فتاویٰ
محمدروں کیلئے سر عایت ایمیت روپیہ ہیکل فتاویٰ
عالیگیری یا بدایہ کے ممبرینے تو ہم ہمیشہ ڈاک خرچ اپنے
ذرے لیکر قسط آپ کو بھیجنیں گے۔ الگروں کے ممبرینے تو
دور پے بھیجئے۔

تنے ممبر چھلی تاً قسطیں طلب کریں تب بھی ان کا
ڈاک خرچ ہائی ذرے ہو گا۔

مجموعہ علیہ رحمۃ الرحمان حضورؐ کی حیات بیارگ کے
تفصیلی حالات عام ہم زبان
میں۔ بچے، بیکاں اور غرباً بھی فائدہ اٹھا سکیں اس لئے
کتاب ۲۵ حصوں میں بانٹ دی گئی ہے۔ فی حصہ ۳۰ پیسے
(سب حصے بھی منگلنے پر نور پے)

کیا ہم مسلمان ہیں؟ شخص پر یہ عتمانی کے پر سوز مضمایں
کا جمود۔ دو روپے ۲۵ پیسے۔

دریجہ

تحصیل داک
ڈیٹریوڑ پیئے

چھ ماشہ
تین روپے

ایک تولہ
پانچ روپے

کوئی سی بھی تین شیشی ایک ساٹھ طلب کرنے پر داک خرچ معاف

روزانہ موصول ہونے والے پیشہ خطوط میں چند لطور نمود

پورے پتے بھی درج ہیں اور خرچ روزانی ۱۹۶۵ء

لکھی و محرقی بیخو جھاں

سر مرد رخخت کی تھیں جس تعریف کیجاں کہ یہ ایک عوامی میری آنکھوں میں جلن تھی اور آنکھیں بیٹھنے کے لئے دیکھیں۔ میرے دوست احباب مختلف شرکتوں کا استعمال کی خاطر فراہم ہے۔ میں بھی کافی کمرے استعمال کئیں کیں جید را باید دوستے کیجئے ایک عادی ششی سرمه دریجہ کی عنایت فرمائی جسکا استعمال کے دروازے ہوں۔ جن بھی کم بہتی ہی بیخو گرانٹ ہوں میں مہماں حسین کا ظہی (اندھرا پردیس) کا ظہی — دریکل

۱۹۶۵ء
حوالی ۱۹۶۵ء
مکرمی السلام علیکم

بعد راج شریف کے — ایک بار میں نے

تپ سارہ صدمہ دریجہ منگایا تھا جس سے

کافی فائدہ ہوا۔ اب وہ سارہ

پوگیا ہے لہذا بہت جلد کم سے کم چار

ششیاں تین تین ماشہ کی ایک ساٹھ روانہ

کر کی زحمت کوارہ فرمائیں۔ اور ساتھ ہی

چار سالساں بھی بھیجیں۔ رونق علی جنرل

محض تالکوں ضلع سیتاپور۔

۲۱، حوالی ۱۹۶۵ء

محترم جناب پیخو جھاں السلام علیکم۔

دوسرا درجہ کی تعریف عرصہ سے صن رہا تھا

و غرضی خدا استعمال کئے تھے اور کوئی عزیز کو

بہت فائدہ پہنچا۔ میری آنکھیں بہت ہی کمزور

ہو چکیں۔ خیال تھا کہ خدہ خیر پنا پڑے گا۔

شکر ہے خدا اونک دروس کا بہت ہی فائدہ

نظر آ رہا ہے۔

ایک تولہ والی دو اور ہماشہ والی دو

ششیاں ارسال فرمادیں۔ محمد نبی الدین

عربی مدرسہ حکمہ یہ۔ سمجھ پیر یا بن پورہ

اچل پورہ سی دبرار)

۲۹ جون ۱۹۶۵ء

محترم تسلیم!

ابھی کچھ دنوں قبل پورے محترم بھاگاں نے چار ششی

آپکے یہاں سے منکو لایا تھا اور اسے مختلف لوگوں

نے استعمال کیا اور اس سے کافی فائدہ پایا۔ میں بھی

دریجہ استعمال کرنا چاہتا ہوں اور دوسرے

کو بھی استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا بڑا ہے

تی تولہ کی چار ششی جسکی قیمت پانچ روپے فی ششی

ہے وہی پی سیمنڈر جو زیل پتہ پر ارسال کر دیں۔

اوچار عدد سالائی بھی ساٹھ بھی بھیج دیں۔ جمال محمد

لاب اس سٹنٹ ہیٹ اجنس لاب

ایم۔ آئی۔ ٹی۔ مظفر بخاری

نواب مصطفیٰ علی خاں شیفۃ ان شاعروں
میں میں جھیں تو من، غالب اور حسالی

جیسے مشاہیر نے خوب خوب سراہا ہے۔ اس دیوان میں وہ جھنہ
بھی شامل ہے جو عالم موجود دیوان میں ہمیں ملتا۔ علاوہ ازین
ایک مفصل مقدمہ بھی ہے جو شیفۃ کے حالات، فن اور عجمانی
ما جوں کا عکس ہے۔ قیمت چار روپے۔

جیسا اقبال کا ایک جذباتی دور [بروفسیس محمد عثمان
تصنیف۔ ڈاکٹر اقبال کی شخصیت اور ان کے انگار پر
تفصیلی روشنی۔ اعلیٰ طباعت و کتابت۔ سائٹ روپے۔

پیغم وطن کا آزاد نمبر [مولانا ابوالکلام آزاد کی رسمگا
ان کے نظریات۔ ان کے ادب اور ان کی دیگر حصوصیات
پر نوع بہ نوع مقالے۔ قیمت تین روپے۔

غالب کی یادیں [مرزا غالب کی درچسپ شخصیت
کی جھلکیاں۔ ڈیڑھ روپیہ۔

خلافت بنو امیہ [سلسلہ تاریخ اسلام کے واقعات۔
مورخ کبیر علماء عز الدین ابن الاثیر

جزری کی مشہور زمانہ عربی تالیف کا سلیس اُردو ترجمہ۔
سیدہاشم ندوی کے قلم سے۔ دو جلدیں میں کامل۔

بیس روپے پچاس سی پیسے

تاریخ شیرشاہ سوری [مصنفوں: عباس خاں بروانی
متوجهہ: بنظیر علی خاں ولا۔

ترتیب حواشی:- ڈاکٹر سید عین الحق۔ تاریخ کے شالقین
کے لئے ایک اچھا تحفہ۔ مجلد پانچ روپے۔

مفردات القرآن [امام راغب اسفهانی کی یہ عربی کتاب
دنیا بھر میں تفسیر قرآن کی بنیادی کتاب

سمجھی گئی ہے۔ ہر ترجمہ و تفسیر میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اور قرآن کی ہر لغت میں اہل علم اس کے حوالے دیتے آئے ہیں۔
اُج یہ قدیم خوبی نہیں اُردو ترجیح کے ساتھ پیش خدمت
ہے۔ قیمت مجلد چالیس روپے۔

”جو ہوتے ہیں بولا۔ تم تو شاید خواجہ گل بکاٹی سے
بیعت ہو۔“

”جی ہاں۔ قالو بلی انجھی کا تخلص ہے۔ ان کا دیوان گھٹرے
بڑے شاہ کی درگاہ واسے مرتب کر رہے ہیں۔ میں اس پر
تقدیر لکھوں گا۔“

”تم چہلے اپنی کھوپڑی کا اور ہانگ کراؤ۔ قالو بلی
خواجہ گل بکاٹی صاحب کا ہمیں ان کے ساتے کا تخلص ہے
جود رگاہ دھڑتاں شاہ کا سجادہ ہے۔“

”آپ کو پورا حال علوم نہیں۔ مانے صاحب کا یہ تخلص
حضرت جی ہی نے رکھا تھا اور اس تخلص سے مانے صاحب نے
جنہے بھی شعر کہے ہیں سب حضرت جی کی طرف سے ہیں۔ اپنے
مقدار میں خاکسار اس ذہنی و روحانی تصرف کا مکمل تجزیہ
پیش کرے گا۔“

میر صاحب نے دفتار کلائی کی گھٹری دیکھی پھر اٹھتے ہوئے
فرمایا:-

”تمہارے پاس بیٹھ کر وقت کا سلف اڑا جاتا ہے۔
ٹھیک نہیں ہمیں ایک ضروری کام تھا اور اب مارے
نوجہ رہے ہیں۔“

”اس کی ترکیب بھی شجع نے ہمیں بتا دی ہے۔ گھٹری
کی جانبی کو ذرا سائنس لگھا دیجئے۔ ابھی سارے آٹھ بیج جائیں۔
خدا ہمیں اور تمہارے شجع کو جنم رسمید کرے۔
سلام ایکم۔“

(ملازمندہ صحبت باقی)

اصول تفسیر کتاب [قرآن کی تفسیر کوئی کھیل نہیں۔ اسکے

پچھا اہم ترین اصول و ضوابط ہیں۔ اور انہی اصول و ضوابط کی وجہ سے تیار کرنے کیلئے یہ کتاب
نہایت عرق ریزی سے تالیف کی گئی ہے۔ چھ روپے۔

آدابِ یافت قبور [زیارت قبور پر ایک عمدہ شریاڑ
حضرت سعیل شہید کے فرمودات
چالیس نئے پیسے

تحریک اسلامی کے مراحل و راز مائشیں

آنحضرت ص نے شاید اسی موقع کے لئے فرمایا تھا۔ بُدّاعِ
الاسلام فرمائیا و سیعو غریبیاً (اسلام ایک جنبی کی طرح
اس دنیا میں وارد ہوا اور عنقریب چرا جنی بن جائے گا)۔
آخر اسلام کی اجنبیت اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ دنیا علماء
جو وعظ کی مجلسوں اور رسائل و کتب کے صفحوں میں "اليوم ملکت
لکم دینکم" اور "اخْلُوٰ فِي السَّلَامِ حَافِظَةُ كَاشِبٍ وَ
رُوزُ وَرَدٍ كَرِتَتْ لِهِتَّى هِيَ وَهِيَ جَبْ عَلَى كَيْ دِنْيَا مِنْ حَالَاتٍ كَيْ
چِلْجِيجٌ سَدَ دُوْچَارٍ ہُوتَتِ ہیَنِ تُوانِ كَيْ جَهَنَّمِ مِنْ بَاتِ ہِنْيَنِ آتَى كَيْ
اسلام کا نظریہ سیاسی موجودہ دور کی پارہانی سیاست کو
کس طرح صحیح رخ پر لاسکتا ہے۔ اسلام کا نظریہ معاشری کس طرح
اس دور کے سودی نظام میشت کو روک رکستا ہے اور اسلام کا
نظام معاشرت کس طرح عصر ماہر کی بدراخاقیوں کو دور کر سکتا
ہے جو حالات کے ان سارے سیاسی، معاشری اور معاشرتی
چیزوں کے مقابلے میں ہائے سکنے والے علماء کا طرز عمل میں یاد
گیا ہے کہ خود تو بسم اللہ کے گنبد میں بٹھ ہو کر ٹھیک جائیں اور جو
بندگان خدا حالات کے آگے سینہ پر ہو جائیں ان پر شیخیج
سے طھیلے پڑھ پڑھ کر مارتے ہیں اور شیطان کا جاؤ دوہماں تک
چل گیا ہے کہ لوگ اسی کو زپدہ تقوی کانا کا دینے لگتے ہیں۔ اگر
تقوی یہی ہے تو یہ سقیفہ بی ساغرہ سے سر بلاتک کی تابع آخر
کس کھاتے میں جائے گی جو کیا حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و
علی و معاویہ حسین رضی اللہ عنہم جمعیں سب سب خوبذالہ
غیر معمتنی دنیا دار اور مقادیں تھے؟ اور کیا خود نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات اقدس بدر و احد سے حدیثیہ و حیثیں تک

یوں تو کہتے کہ وہ تمام لوگ جو علماء اسلام کے جاتے ہیں
یہ کہتے ہیں تھکتے کہ اسلام پوری زندگی کا دین ہے۔ مگر واقعیہ
ہے کہ یہی وہ بات ہے جس کا شعور موجودہ زمانہ میں کم سے کم تر
ہوتا جا رہا ہے اور اسلامی اجتماعیت کے شعور سے اس محرومی
میں ہلکے عالم اور جاہل سب بالعلوم برابر کے شریک ہیں۔
الگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس وقت مسلمان ملکتوں
اور مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد کے باوجود اسلام اور مسلمان خاک دنیا
میں مغلوب اور پیس ماندہ ہوتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ نیل کے
صال سے لیکرتا جاگ کا شعر پر طرح کی مادی دولتوں سے مالا مال
ہونے کے باوجود اس وقت اسلامی نام کی کوئی طاقت دنیا
کے پرے پر موجود نہیں، جوکہ سرایہ داری، جمورویت اور
اشتراکیت نام کی کتنی بھی طاقتیں مشرق سے مغرب تک پیدا
چکر رہی ہیں؟ کیا اس لئے کہ مسلمانوں نے مجتہد قوم نمازیں
چھوڑ دی ہیں، روزے ترک کر دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی
سے انکار کر دیا ہے، حج کی فرضیت کے قائل نہیں رہے ہیں؟
ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی بات نہیں۔ چھر کیا سدی سے کہ ایک
طرف قرآن کہتا ہے۔ أَتَهُمُ الْأَعْلَوْنُ إِنْ كُنْتُمْ مُّهْتَاجُونَ
دگر تم صاحب ایمان ہو تو تم ہی غالب رہو گے اور دوسرو
طرف تم دیکھتے ہیں کہ ہمارے حصے میں بھر مغلوبیت کے کوئی دوسری
متاع آئی ہی نہیں اب یا تو قرآن چاہتے یا چھر ہم جھوٹے ہیں
ہمارا دعویٰ ایمان صرف چند سوں تک محدود ہو کرہ گیا ہے
اور اسلامی اصول ہم سے کوئی سوں دور پڑے اس دور کے مسلمانوں
میں اپنی اجنبیت کا مام کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کے درمیان اس درجہ جنگی اور ناتاہل فہم پر کرو رہ گیا ہے کہ اب عالمیوں نے بھی بھی سمجھ لیا ہے کہ اسلام فقط ایک مغلوب و حکوم قوم کا نہ ہے ہے جس کے سارے احکام حضن افراد کے تزکیہ نفس اور اس مقصود کے لئے پسند و نہایت تک محدود ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام نے اجتماعی سماست و معیشت کے لئے کوئی نظر پر رکھتا ہے اور نہ اس نظر پر کوئی بہت سے کار رانے والا کوئی علمی نظام اس نے تجویز کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ قریب ایک صدی سے اسلام کا جنگی نظام عملی دنیا میں بالعلم متعلق ہو کر رہ گیا ہے۔ اس وقت روئے زمین پر کہیں بھی اسلام کا سیاسی و معاشری نظام پڑے طور پر جلوہ گر نہیں۔ دوسری طرف سیاسی و معاشری داروں میں وقت کے غالب نظام مغربی نے کچھ ایسی افرانفسہ ریجیا ہے کہ اب سماست اور معیشت کے نام سے ان الفاظ کا صرف وہی تصور زہنوں میں آتا ہے جو دنیم صداروں کے مغربی طبقے اور نظام اجتماعی نے نکری اور علمی طور پر مقتدر کر رہا ہے۔ اس صورت حال سے دوسری خرابی پیدا ہوئی ہے اولاً یہ کہ فرزندان توحیدیہ سماست و معیشت ہی تو بالعموم تجویز نو عہد قرار دے رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ الگ الگی سے بندہ خدا دین کو پوری انہی کا مکمل نظام سمجھ کر زندگی کے ان دائرہ میں شہادت حق ادا کرنے کے لئے سماست و معیشت کے خارزار کو صاف کرنے لگا ہے تو ہمارے کہیں اس غیری کی ایجادیوں میں کوئی کاشٹا چھما۔ ہمارے زماد عداد اس پر طعن کرنے کے لئے چار گز بھی زبانیں دراز کر دیتے ہیں۔

تحریک اسلامی دوسری تمام تحریکوں کی طرح قدرتی طور پر اپنے چند مرحلے رکھتی ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ ایک دفعہ بھی بنائی آسان سے اُتری اور اپنے آپ زین پر چھاٹی اٹھتی نہ اپنے عالم اسیاب یہ ہر کام اور واقعہ کے لئے ایک اُل قانون قرار مقرر کر رکھا ہے جس کے مطابق ہی درخت کے پونے سے لیکر انسان کے پیچے تک کا نشود نہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی سماج میں اجتماعی تحریکات بھی اپنے ارتقاء کے چند مرحلے رکھتی ہیں۔ ہر در در اور مقام کی حدود

محض ایک سیاست داں فوجی کمانڈر اور ایڈمنیسٹریٹر کی ذات تھی جیکہ اب تھوڑے سے شہر سواری تک سارے مرحلے ایک ہیں کہ مالکیت ترقاضے نہیں تھے؟

اگر اُنہی سوال کا جواب اثبات میں ہے کہونا کہ اس مسئلے میں لفظی کی جگہ اس کے کون زاہد ہے جو اپنے ایمان کی سلامتی کا دعوی کر سکتا ہے تو پھر یہ کیا تماشا ہے کہ ایک صاحب اقامت دین کی عملی تغیرتی کو "تعیر کی غلطی" قرار دینے کے لئے گھر طے ہو جاتے ہیں۔ لغت ہائے جوانہ ہی کے قارروں چند فقیر اُنھے ہیں اور غلاف کعبہ کی ریمارٹ کو یہ کے لئے کمرہ نام سے پکارنا مشروع کر دیتے ہیں۔ چند مفہیمان کو آنحضرت لگاتے ہیں کہ حورت کی الملت قطبی دادبی طور پر ہوا ہے۔ کوئی اپنا ہے غیر متفقیوں کے ساتھ اسلام کی پیش رفت کے لئے بھی متعدد حاذپنا اغلف طے ہے۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ اسلام میں چھوپیت کہاں سے آئی۔ کسی کو یہ غم ہمکے جامہ ہے کہ تحریک اسلامی کے علم بردار نہ اپنے اور وظائف میں غرق کیوں نہیں رہتے۔ کوئی اس نکری میں دبایا ہوا جا رہا ہے کہ کارکنان تحریک اسلامی اپنے کاموں کے لئے تجوہیوں لیتے ہیں۔ کسی کو یہ اندیشہ ہے کہ تحریک اسلامی نے عبادات کی بجائے معاملات کو مقصود بنالیا، اور ایک فرشتہ کو یہی ٹکا بیت ہے کہ تحریک اسلامی کے قائدین جدید سیاست کے حریبوں سے بھی کام لے لیا کر رہتے ہیں؟ اور سب سے بڑی ستم طریقی ہے کہ عالم دین کو تو بھی سیاست کے خارزار میں قدم رکھنا ہی نہیں چاہیے بلکہ دو بڑی بڑی عاتیٰ اور چھوٹی چھوٹی کامیابی کے لئے اسلام کی نام لیوائی کو غائب نہ کر سکتا ہے اسی دلیل سے تحریک اسلامی کی اسلام کی نام لیوائی کو غائب نہ کر سکتا ہے ان کی جانب سے خاطردارات اور خلعتیں کو قبول کر کر کے ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہنا چاہتے۔ مادا یہ نازک مزاج اصحاب اقتدار اسلام کی نام لیوائی سے بھی برگشتہ ہو جائیں!

واضح ہے کہ یہ صورت حال صرف اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس دور میں اسلام کا فلسفہ اجتماعی

کی قیادت، ان دو مرحلوں کے درمیان جنبدسج و ترتیب ہو سکتی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ کھافر اور تحریک اسلامی متأثر پڑ کر اس کے نظم میں داخل ہو جائیں۔ نظم میں داخل کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا جائے کہ وہ تحریک کے نسبت العین کو برقرار کار لائے کے لئے جذبہ بینادی ذہنی و اخلاقی اوصاف کے حوالہ ہیں۔ اس کے بعد ان کی طویل اور مفصل ذہنی ترمیت کا جو درود شروع ہو گا وہ تو اُسی وقت ختم ہو گا جب تحریک اپنی منتظر مقصود پر پہنچ جائے، بلکہ شاید اس کے بعد بھی نہیں کے آخری سال تک جاری رہے اس لئے کہ اس بات کی نمائت تو کبھی بھی نہیں مل سکتی کہ ایک شخص نے کمال درجے کا تھویں اور تیرہ صلیل کر لیا۔ ہے اور یہ خمامہ نہ مل کیتے سکتی ہے جب کہ زندگی ہر لمحہ نئے نئے حلقوں آدمی کے سامنے لاٹی رہتی ہے؟ خرد بخلت خود تو کوئی چیز نہیں، وہ تو مختلف اجتماعی احوال کے درمیان یہ اپنی تحریت کا ارتقا کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے کسی فرد کا شوہر نما حضور کی نعمت نہ کاملاً نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کا اصل شوہر نہ ساتھ اس کے بعد درود شروع ہوتا ہے جب وہ زندگی کے میدانِ عمل میں داخل ہوتا ہے اور سماج اور ریاست کے مختلف اداروں کا رون ہو کر ان دائروں میں شہادت حق ادا کرنے کی پوزیشن میں آتا ہے اور ابتدائی نشوونما کی شکنگی کا متحان بھی جہادی سبیل اللہ کے اسی نازک موقع پر ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جب زندگی ایک ٹھیک ہے اور اسلام پوری زندگی کا دین ہے تو پھر جب تک مریخون انفرادی اخلاق سے بڑھ کر اور ان سے آراءستہ ہو کر اجتماعی معاملات و مسائل میں بصیرت و دیانت کا ثبوت نہیں دیتا۔ زندگی کے فرضیے سے پہلے طور پر تجدہ برآ ہو سکتا ہے میساست و معیشت اور ریاست و حکومت بھی تو انسانی زندگی کے ضروری دائرے ہیں بلکہ اپنے اثرات کے لحاظ سے پوری زندگی پر اس طرح مسلط ہیں کہ ان کی درستگی کے بغیر زندگی کا کوئی دائرہ پورے طور پر درست نہیں ہو سکتا۔ تو ان دائروں سے الگ اور بے نیاز ہو کر ایک سماں کس طرح صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بسر کر سکتا ہے؟ اگر ان دائروں سے بے اعتنائی برقراری کی تو تجوہ

میں ایک تحریک چڑھنے والی مرحلوں سے گذر لیتی ہے تب یہ منتظر مقصود پر ہتھی ہے۔ یہ مرحلے اس لئے ناگزیر ہیں کہ ان کے بغیر تحریک کا رکن کی وہ ضروری آزمائش نہیں ہو سکتی جس کے بعد ہی کسی تحریک سے یہ موقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے زمانے اور سر زمین کے نظائر زندگی کو پورے طور پر جانے کی اہمیت رکھتی ہے۔ ان مرحلوں اور آزمائشوں سے قدرت کے دو اہم مقاصد پر ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو تحریک کی اندر ورنی طاقت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ساہنہ ہی اس کی خامی سان دوڑ ہو جاتی ہیں۔ دوسرا طرف تحریک کے درستگی اور دستشوں کی پوری جانش ہو جاتی ہے تاکہ وقت کا نظائر کا راستہ باقاعدہ ہیں لیکن کے بعد یہ تحریک طبق کے مختلف عناصر کے ساتھ ان کی صحیح صفتیوں کے مطابق معاملہ کر سکے۔

دو حاضرین تحریک اسلامی کے دو طبق مرحلے واضح طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا مرحلہ تو پڑھو وغیرہ کے ذریعہ افسردار کی ذہنی ترمیت اور علمی تنظیم اور عالم لوگوں سے درمیان اپنے نسبت العین کے لئے فضا بنائے کا ہے۔ دوسرا مرحلہ سماج کے اجتماعی معاملات میں زمانہ دستیاق کے مطابق اس طرح دخل دینے کا ہے کہ برفتہ ففتر یہ معاملات سارے کے ساتھ تحریک کیتے جو یہ کر دہ لفڑی کے مطابق مرتب ہو جائیں جس کا لازمی تجویز یہ ہو گا کہ پورا سماج بلکہ پوری ریاست تحریک کے پروگرام اور یا اپنی پر خود تحریک کا رکن کے زیر انتظام کا رہنماء ہو جائے گی۔ یہ دو نوں مرحلہ دیکھنے میں تو الگ الگ مکمل معلوم ہوتے ہیں مگر علمی طور پر یہ ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کسی ایکے بغیر کوئی دوسرے مکمل طور پر بر دستے کار نہیں آ سکتے۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے نقطہ نظر سے انسان کی زندگی الگ خاؤں میں بٹی ہوئی ہے ہی نہیں۔ یہ ایک ناقابل قیم گل ہے جس کے تمام اجزاء ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ ہیں کہ ایک کے بعد دوسرے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ ساتھ پہلتے ہیں۔ صرف موقع کے اعتبار سے تجویز ایک اور بھی دوسرے جزو پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

متذکرہ بالا دو مرحلوں کو ہی لیجئے۔ افراد کی ترمیت اور سماج

طالب، درود طائفت، بیعتِ عقبہ، بدرا اور حمد سے ختم تھے۔ معاہدہ یہود، خیر۔ یہ سائے نقش میں تھی تھے کبھی کے گواہ ہیں۔ صفات معلوم ہوتا ہے کہ بیعتِ ارتقہ سے نکل کر جب تحریک اسلامی کا کاروان فاران کی جو طویں سے میدانِ عمل میں گامزن ہوا تو اس کے سالارِ اصلی انشاد علیہ وسلم نے تحریک اسلامی کی پیش رفت کے لئے جنگِ حجہ اور معاہدہ کسی بھی موقع کو باختہ جانے نہ دیا بلکہ ہمیشہ اپنے گرد دوپیش کے بدلے ہوئے احوال پر نظر رکھی اور وحی اپنی کی صورت میں خداداد بصیرت و عزیزی کے ساتھ سے انتہائی تدبیر، تنظیم اور حرارت کے ساتھ حالات سے نبرد آزمائے۔ حریف قوتوں سے پنج کشی کر کے ان کو نیپر کیا اور اپنی طاقت کو بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا انھرے ہمیں سے پاک ہو گیا اور اسلام کا پیر حرم مرکزِ عرب پر ہمراۓ لگا اور خدا نے کائنات کا نازل گیا ہو انظامِ حیات پر ہے معاشرے کا غالب دین بن گیا اور رسالت کے تمام شعبے اس دین کے احکام کے مطابق کام کرنے لگے۔ اس پرے اجتناد و چہاد میں جانتے کی اہم ترین بات یہ ہے کہ اپنی قوم کو میں اصحاب رسول کی تربیت بھی ہوتی رہی اور اسی تربیت کے لئے خدا کے احکام اور رسولؐ کے اقوال بھی صادر ہوتے ہیں۔ آخر کا وجہ یہ ہے کہ وحی کا سلسہِ فتح مکمل تک اور اس کے بعد بھی جاری رہا، کیونہیں رسولؐ نے امداد و کیا کہ پہلے خدا کی کتاب اور مسلمانوں کا دین مکمل ہو جائے اور اس طرح مسلمانوں کی ذہنی و عملی تربیت بھی مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد وقت کی حریف قوتوں سے پنج کشی کی جائے۔ بلکہ پنج کشی کی بھی کیا ضرورت ایک ایک آدمی خود بخود و پیغام سے مسلمان ہو جائے گا۔ اس کے بعد اسلام اپنے آپ تخت اقتدار پر نکلن ہو جائے گا۔ اس کے بالکل برخلاف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو آگاہی دی کہ دنیا کے تمام انسان تھارداری تمثاؤں کے باوجود اسلام کی قبول نہیں کر سکتے۔ قدرت کا قانون ہی ہے کہ جتنے لوگ اسلام کو اختیار کر چکے ہیں انھی کو ساتھ لیکر باقی لوگوں سے دین خدا کے قلبے کے لئے مقابلہ

صرف یہ ہو گا کہ ایک طرف تو امام اعشارہ اسلامی زندگی کے لئے ناساز گاہ پوکرہ جائے گا اور دوسری طرف ہر ہر مسلمان اپنے نامِ علم و تقویٰ کے باوجود ایک ناقص الایمان نہیں کیا رہے پہنچوڑ رہے گا۔ رہی وہ بات ہو ایک حدیثِ شریعت میں نہ کرو ہے کہ جب کسی سر زمین میں فتنہ پھیل جائے تو ایمان کی سلامتی کے لئے آدمی کسی دیرانتی میں نکل جائے۔ تو اسکا مفہوم کسی مسلمان کے نزدیک اس کے سیاکیا ہو سکتا ہے کہ بعض افراد کو اس گوشنہ گیری کی رخصیت صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب روئے زمین پر اسلامی نظام نافذ ہو اور فتنہ کی صورت دوسلم گروہ ہوں کے درمیان چلپاش سے پیدا ہو گئی ہو اور یہ تیجہ نکالنا دشوار ہو کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ ورنہ اسلام فرزندانِ توحید کو یہ اجازت لیسے ہے ممکن تھا جب حق و ملائی اسلام اور الحاد کے درمیان ہر کو کارزارِ حرم ہو تو تم ایک بھری بیکری سہار پر طرح جاؤ۔ یہ تو صریح مناقبت بلکہ باطل اور الحاد کی پایہ سلط حیات ہے! تو یا سیہٹھری کے تحریک اسلامی کے انفرادی اجتماعی تربیت و قیادت کے دلوں ہی مرحلے ایک دوسرے کے نتیجے ہیں۔ اتنا ڈاٹ تربیت میں یہ فرق ہو سکتا ہے کہ چند افراد مستعد و مُنظم ہو کر اپنے آپ کو بنیادی طور پر تیار کر لیں اس کے بعد وہ ایک سیم پایاری بین کر سماج اور ریاست کے عالم مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ تو ہمیں سکتا کہ پہلے کسی معاشرے کے خاتم انسزادیاں کی خالیہ اکثریت فرداً فرداً ایک نصب العین کو قبول کر کے اس کے دنگ میں رنگ جائے۔ اس کے بعد اجتماعی طور پر اس نصب العین کو بغیر کسی حدا محنت کے ایک مورثی کی طرح اقتدار کے مندرجہ میں نصب کر دیا جائے۔ الگِ حق و باطل کی شکست اتنی آسانی سے فیصل ہو سکتی تی اسلام جیسے دینِ فطر در محنت کو اجتہاد و جہاد اور صبر و ابتلاء کی اتنی تشریبدیات اپنے پیروں کو پہنچ دیتی پڑتیں۔ آنحضرتؐ کے زیر قیادت چلائی ہوئی تحریک اسلامی کے کمی و بدبندی مراحل تاریخِ عالم کے حافظہ میں آج بھی تازہ ہیں۔ شعبابی

عجادات پیرا نشک کر عقائد میں بھی خل خال واقع ہو گیا ہے۔

الحمد للہ یا ملک اللذین آمنوا ان نخشح فتویٰ بصیرت اللہ کو اللہ۔
رکیاں بھی وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ ان کے
دل اللہ کی یاد کے لئے نرم ہو جائیں (۹) جیساں ان میں تو ایسے
حالات میں جن سے ہم دوچار ہیں یاد الہ کا مطلب اس کے
سو اچھے نہیں سمجھتا کہ امت کے تمام طبقہ ہائے فکر علاقہ کعبہ
اور حجورت کی امامت جیسی فقہی موشکافیوں کو کسی فرصلت کیلئے
بالائے طاق رکھ کر حرم کی پابندی کے لئے ایک مجاز پر اکھڑا
وہ ہو جائیں۔ پھر حال تمام طبقہ اکھڑا ہوں یا نہ ہوں وہ اپنی اپنی
پستیوں اور تعلقتوں کا حساب خدا کے محشر کو دے لیں گے۔
تحریک اسلامی کے کارکنوں اور ہمدردوں کو یہ حقیقت اپنی
طرح ذہن نہیں کر لیتا چاہیے کہ اب ان کی تحریک اُس مرحلے میں
انگیزی ہے جس کے لئے وہ اصول برپا کی گئی تھی۔ اگر کچھ لوگ یہ
گمان کرتے ہیں کہ تحریک اس مرحلے سے گزرے بغیر اقامت
دین کی منزل مقصود پر پہنچ سکتی تھی یا ابھی اس مرحلے میں انقل
ہونے کا وقت نہیں آیا تھا یا وہ اس کے لئے تیار نہیں ہو رہے
کھڑکوں کو چاہیے کہ جلد سے جلد ایسے نفس کا ماحاسبہ کرے
شیطانی وسوسوں کے جاں سے نکل جائیں۔ تحریک اسلامی تو
اپنی نظرت ہی کے اعتبار سے ایک اجتماعی ہم ہے اور اس کا
کام ہدایت اجتماعیہ کے تمام سماجی اور سیاسی و معاشی دائرہ
میں اُسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جبکہ وہ وجود میں آتی
ہے۔ اب یہ بالکل دوسری بات ہے کہ کون دائرہ کب کتنے میں
سے تحریک کے سامنے اکٹکتی تو جو کا طالب ہوتا ہے اور موقع
کے اعتبار سے تحریک اس پر کتنی توجہ صرف کریا جاتی ہے۔ جو سیاسی
مرحلہ اس وقت تحریک کے بعض ہمدردوں یا کارکنوں کو جنی سا
لگتا ہے۔ اس گے اندر تو تحریک لپٹنے لڑ پر میں اُسی وقت قدم
رکھ چکی تھی جب اس کا قیام عمل میں آیا تھا اور جو شخص بھی تحریک
سے متاثر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے سامنے یہ بات شرعاً
یہی سے ہوئی چاہیے تھی۔ یا ان یہ بالآخر ضرور ہو سکتی ہے کہ ہم میں
سے بعض پسندی شعور کی قلت یا کردار کی کم زوری کے سبب
استئنخوت مرحلے کے لئے آمادہ نہ ہوں۔

شرط کر دو!
اس تفصیل سے تحقیق ہو جاتا ہے کہ تحریک اسلامی فطرتًا
کچھ ایسی واقع ہوتی ہے کہ اس کا وجد بجا سے خود ایک حلیخ
ہے وقت کی تمام باطل قوتوں کے لئے اور یہ خود ان قوتوں
کو چلخ دینے اور سر کرنے کے لئے ہی وجود میں آتی ہے۔
ستیزہ کا درہ ہے اذل سے تا امر وظیفہ
چراغِ مصطفوی سے شراری بوہی (اقبال)
یہ وجہ ہے کہ امت مسلمہ کی شان ہی یہ بتائی گئی ہے
کہ تم خیر اُمّۃ اُخر جنت اللہ اس تاہرون بالمعروف
و تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مُسْلِمًا وَ إِنْ تَرْكُنْ مُلْكَ هُوَ حَسَنَةٌ
انسانوں کے لئے برا پا کیا گیا ہے تاکہ انھیں نیکی کا حکم دو اور
بدی سے روکو۔
امامت مسلمہ کی یہ قرآنی تعریف صاف بتاتی ہے کہ۔
تحریک اسلامی اپنے نصب العین اور منہماً مقصود کے اعتبار
سے دراصل ایک اجتماعی ہی تحریک ہے یعنی اسلام کا اصل
مقصد روشنے زمین پر ایک اسلامی سوسائٹی اور اسٹیٹ
کا قیام ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصود اُسی وقت پورا ہو سکتا
ہے جب ہر زمینے اور ملک کی سوسائٹی اور اسٹیٹ کے
با اشتراک اور با اختیار اداروں کو تحریک اسلامی کے کارکنوں اپنے
اندر ملے لیں۔ اس کارناٹے کی انجام دہنی کے لئے جس نسخہ
کے لئے دو کارکنوں وہ دہنی ہوں گے جو باختہ الطریق ان اداروں
کے لشیب و فراز سے واقع ہوں گے اور وہ اتفاق ہوئے نیکے
لئے تجربہ چاہیے جو اُسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب آدمی
ان اداروں کے معاملات میں داخل ہے۔ اس کے بعد ہی یہ
ہو گا کہ باطل قوتوں کو ان اداروں سے بے دخل کر دیا جائے
اور ان کا نظام از سرتو حمد کے اصولوں پر استوار ہو گیا جائے۔
اب دیکھئے کہ ہمارے دور میں زندگی کے تمام دائرہ
پر سیاست اور معاشیات کا سلطنت ہے۔ ہمارے شخصی قوتوں
بھی سیاست کی زد پر ہیں اور آپس کے معاملات بھی معاشری
کے زیر اثر ہیں اور شخصی قوتوں اور آپس کے معاملات کے اس
طرح سیاست و معاشیات کے زیر اثر آجائے کہ ہماری

لے یہ کلکف اللہ نفساً إِلَّا وَ مَعْهَا (اللہ کسی شخص کو اتنے ہی کا ذمہ نہ دار بنا لے چکتی اس کی بساطت ہے)

اسی طرح دنیا داری کی ایک صورت وہ ہے آج تک حکمت علیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کی تحقیق کچھ بزرگان دین "ڈبلیو بیسی" کہہ کر کیا کرتے ہیں۔ پتہ ہمیں کس طرح بعض حضرات نے گمان کر دیا ہے کہ اپنی جنت ہونے کے لئے ابلہ ہدایت ناظروری ہے، جب کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ من ادنیٰ حکمة فقد ادنیٰ خیراً لکھی دیں کسی کو حکمت عطا کی گئی اُسے بڑی نیکی عطا کی گئی) اور اُدْعَى ای سبیل سبک بالموعظة والمحمة (لوگوں کو رواہ خدا کی طرف فضیحت اور حکمت کے ساختہ بلا ف) اور پورا قرآن ہمی تذہب، تعمیل اور تفکر کی دعوتوں سے بربرد ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ دنیا کے میدان علیٰ میں جہاں باطل کی جانب چلنے والے ریکے ایکستگار اور عیار حق کی چھات میں لگتے ہوئے ہیں۔ وہاں فراست ایمانی اور تدبیر کے بغیر کیسے مکن ہے کہ خلق خدا کو شیطان کے چہندرن سے محفوظ رکھا جائے

انسان کی فطرت میں بہت سی مکروہیاں ہیں اور دنیا کی دلفریاں ایک سے ایک بطیف و قوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو روز ازیٰ ہی سے نہیں دے رکھی ہے کہ وہ جس چس طرح چاہئے اولاد آدم کو گمراہ کرے۔ شیطان جیسے جا لار دشمن کو چوری ہنگی سے لیکر جامائے زندگی سو بھیں اختیار کرتا ہے۔ شکست دینے کے لئے سادہ لوحی کا تھیصار کافی نہیں بلکہ یہ تھیصار ایسا استھیار دلتے ہی کوڑجی کرنے والا ہے خالق کائنات اپنی تخلیق کے اس راستے واقف ہے۔

و مکروہ اور مکر اللہ و اللہ خیر الہمکرین۔ اس بحث سے صرف یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ اللہ نے ہماری دنیا کو جعل نماز سے بنایا ہے، جس طرح خیر و مترکش کوش مشکش کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہے انسان کی جیلت میں نیک و بد دونوں کی صلاحتیں اور میلانات روک دیتے ہیں، زندگی کو ایک آزمائش قرار دیتے اور آزمائش کے تیجے کے مطابق ہی جزا اوس زمانی ترتیب کی ہے۔ یہ سارے حقائق مرد ہومن سے زبردست بصیرت اور تدبیر کا تھاضا کرتے ہیں، صرف اپنی ذات کی

بات یہ ہے کہ تحریک کا ہر مرحلہ اپنی کچھ ذہنی و عملی آزمائشیں رکھتا ہے۔ افرادی تحریک کے مرحلے کی آزمائشیں تو بہت معمولی اور سادہ قسم کی ہیں جن سے کوئی نابالغ لڑکا بھی عجہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ وہاں درستگی کا تھاضا بیس اپنی اکیلی ذات سے ہے یہ زیادہ سے زیادہ حلقة، اعزام و احباب تک حمود دے ہے۔ لیکن اجتماعی اصلاح کا موضوع اپنی ذات کے ساتھ ساختہ گردو پیش کی ساری کائنات ہے۔ پورا سلاح پوری ریاست اور سارا عالم۔ ظاہر ہے کہ اتنے وسیع دائے میں اتنی تھی پیدا نظام کے اندر جہاں قدم قدم پر بالطل کے دام ہمہ نگہ زمین بچھے ہوئے ہوں۔ فکر و عمل کی سلسلہ مختصر کوئی معمولی بات نہیں۔ ایسی صورت میں صراحتاً سیقیم کے تحمل پر قائم رہنا بھی دشوار ہے اور چنان تو ایک عظیم الشان بجا ہو ہے۔ اس مرحلے کی اسی خطرناکی کے پیش نظر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عام ذہنوں میں پائی جانے والی چند شرید غلط ہمیوں کا ازالہ کر دیا جائے۔

بعض مدعاوں تقویٰ یہ سمجھتے ہیں کہ تحریک اسلامی کوئی فرشتوں کی جماعت ہے جس کے افراد بشری تھاضوں سے محبتا ہیں۔ یہ تصور درصل اسلام ہی کے متعلق ایک علطگان پر مبنی ہے۔ یعنی یہ کہ اسلام بھی کوئی فرشتوں کا دین ہے۔ بات ہمیں میدھی ہی ہے دمکر اس کو پوری طرح سمجھنا اور سمجھ کر عمل کرنا دشوار معلوم ہتا ہے، کہ اسلام در حقیقت گوشت پرست انسان کا دین ہے اور یہ کہ اس دین پر عمل کرنا اسی دنیا کے اندر ہے۔ اس اعتبار سے تحریک اسلامی کے کارکن لا محالہ کچھ نہ کچھ دنیا دا بھی ہونگے۔ اس دنیا داری کے باعث ان کے اندر کچھ نہ کچھ ناقص بھی پائے جائیں گے، مگر ان تک آخیزیوں کے باوجود وہ اس درجے کے مومن ہوں گے جن کے باسے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ خدا کے محبوب ہوں گے اور خدا ان کا محبوب ہو گا۔ اس لئے کہ خدا کے دین کو دنیا میں برپا کرنے اور اس کو شکر میں آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے جس وصفت کی ضرورت ہے وہ صرف آئندہ ہے کہ انسان اپنی ذہنی و عملی قوتوں کے مطابق حتیٰ الامکان اقامرات دین کی راہ میں سمجھی و چہار سے کام۔۔۔

میں شور و خونا ہے کہ لوہہ ڈوبی۔ تو یہ فقط ان اناڑی سک سار ان ساحل کی فریادیں ہیں جو نہیں جانتے کہ اس کشتنی اندھیری، موج کشتنی تند اور گرداب لکھنے پر لناک ہیں۔ ممکن ہے بعض تیرنے والوں کے ہاتھ یا وہ بھی کبھی ادھر ادھر پر گئے ہیں مگر تیرا کوں کا یہ قابلہ اللہ کے فضل و فخر سے پوری چہارت اور اصابت کے ساتھ ساحل مراد کی طرف بڑی تیزرو قماری سے چلا جا رہا ہے، بلکہ حالات کی سختی و چیزیں اور افراد کی عام ناجربہ کاری کے پیش نظر یہ چہارت اور تیزی چیرت انکیز ہے۔ سر اتا تینہ ایزدی کے اور کوئی وقت ایسی نہیں قیام ہیں آتی جس نے اتنی تحریک درست میں انتہے بے سر و سامان اور قلیل التعداد حق کے سپا ہیوں کو باطل کے سامباہ سال کے جمے ہوئے اقتدار اور منشاء اور دسائل اور شکرِ حرث اور کے لئے خطے کا سرخ نشان بنادا ہے!

اس صحیح پر منظر میں دیکھنے تو کارکنان، تحریک کا حسب دسائل اپنے کام کے لئے تجوہ ہیں لیں، بعض موقع پر ایک دوسرے سے مسابقت کرنا، فلاج عالم کے کاموں میں خدمت کے ساتھ ساختہ اس کے سیاسی فرانڈ کو نظر میں رکھنا، غارت کعبہ کو عالم کے مطلب سے جبوہ ہو کر اور ان کے جذبات کو ایک حصہ میں رکھنے کے نمائش وزیارت کے لئے گشت کرنا اور اس گشت کے نتیجہ میں عوامی مقبولیت کا حصل ہو جانا، باطل کو توڑنے کے لئے مختلف نظر یہ رکھنے والوں کے ساتھ اتحاد و تعاون کرنا، جمہوریت کا لغڑہ لگانا، عورت کی امامت کی رخصت سے فائدہ اٹھانا، اجتماعی جلوسوں اور جلسوں میں شرکیں ہوتا۔ یہ ساری باتیں بالکل معقول بلکہ موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کیا سکت کی یہ راہیں بڑی پیشی اور نازک ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس دور میں صراطِ مستقیم اپنی راہیوں کے درمیان کہیں واقع ہوئی ہے۔ اگر آدمی ان راہیوں میں داخل نہ ہو تو صراطِ مستقیم پر بھی قدم نہیں ٹر سکے گا اور نیت درست ہو اور شعور بدیدا ہو تو اپنی طرف ہی تیر بھی لکھر دیں گے پیچ جا بیدار کے قدم را احتیاط کر دیں۔ استوار رہیں گے اور الگ بھی ادھر ادھر جگلنے کی نوبت بھی

اصلاح کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کی فلاج کے لئے اور تندری ظاہر ہے کہ سہی و وقت اور مقام کے احوال کے مطابق نہیں جاتی ہے۔ چنانچہ کسی بھی دور اور ملک میں تحریک کیا سلامی کی کامیابی کے لئے شرط لازم ہے کہ اصولوں پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے اپنی اصولوں کی نتیجہ خیز تتمیل کے لئے موقع و محل کے اعتبار سے تدبیر پری جاتی وسیعے۔ کون ہے وہ عقل مند جس کے نزدیک جنگ اور امن ہزوی اور مضبوطی امتحان اور تنظیم، نصتاً کی۔ اگر کاری اور ناساز کاری ہر حال میں کام کرنے کا ڈھنک ایک ہی پوچھا چاہیے؟ اور کون ہے وہ داشمن جس کے نزدیک یہ بگڑے ہوئے احوال کی درستگی کے لئے تدیع کے علاوہ کوئی دوسرا طریق عمل کا رگہ پوچھتا ہے؟

فاسد ماحول کی اصلاح کے لئے جو لوگ اٹھیں گے وہ نیک نیت اور نیک سیرت ہونے کے باوجود اپنے ماحول کے چند جزوی نقص کا شکار ہو سکتے ہیں اور ان نقصوں کو وہ دور اُسی وقت کر سکیں گے جب نقصوں سے ان کا سابقہ پڑ جائے۔ مثلاً جن ہوتے ہی خلصن اور نیک کردار اچھا ہے اسماں میں جھوٹوں سے شخصی اخلاق کی تربیت تو چال کری ہے مگر اب ان کو سابقہ پڑ جاتا ہے سماںی معاملات اور معماشی مسائل سے۔ ان معاملات و مسائل سے اب تک وہ عملًا مٹکا نہیں سکے ہیں اور آس پاس چاروں طرف ان معاملات و مسائل کی شکل ایسی بگڑی ہوئی ہے کہ ان کی حقیقت کوئی سراغ سطح پر موجود نہیں۔ اب اگر یہ خلصن اور شیک کردار اصحاب ایمان اس پیچیدہ معاملے میں ہاتھ دالتے ہیں تو وہ قسم کے حادثوں کا امکان ہے ایک تو یہ کہ اس اصحاب سے کچھ لغزش ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ساحل سے ناٹا دیکھنے والے اناڑی ان کی ماہرا نہ تیرا کیوں ہی کو سمجھ نہیں ساہنے اور جب کہیں وہ گمراہیوں میں غلط لگائیں تو یہ اناڑی چلتا شروع کر دیں کہ ”لوہہ ڈوبا!

میں صاف لفظوں میں پوچھے اعتماد کے ساتھ اپنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو تحریک اسلامی کے متعلق بعض علمقوں

اسلام کے خلاف صفت آرائیں، فتویٰ لکھائے جاوے ہیں۔
بیانات دینے جاہے ہیں۔ بہتان تراشیاں ہر ہی ہیں مایا شیر
کی جاہے ہیں۔ اور ان ساری دین فرقہ شیعوں کے درمیان
نفس کو یہ اطمینان بھی ہے کہ پاک باطنی اور پرہیزگاری کا دن
ہاتھ سے نہیں چھوٹا!

بڑی مشکل سے ہوتی ہے برائی کی نظر پر۔

ہوس چھپ چھپ کے سیدنے نہیں تالیق تھویری

آخر میں، ایک کاشتے گئی بات تحریکِ اسلامی کے کارکنوں
کو ہمیشہ پس نظر رکھتی چاہیے۔ وہ یہ کہ جس ماخول میں وہ کام کر رہے
ہیں وہ سر سے پاؤں تک بگڑا ہو رہے چنانچہ جو اولادِ انسان
اصحاح اس ماخول کو درست کرنے کے لئے ہیں وہ بھی تو
اپنے تمام خلوصِ شعور اور سرگرمی کے باوجود صفت آخر اسی ماخول
کے پائے ہوئے ہیں اور اسی سے دست و گردیاں ہیں؟ ہمداہی
بات بالکل غلطی ہے کہ ماخول کی خرابیوں کے بعد رکھ اثرات
ان کے اندر رکھی بعض اوقات غیر شعوری طور پر سرایت کر جائیں
اور جب تک پوامعاشرہ اپنے تمام اخلاقی و سیاسی شعبوں کے
ساکھ اصلاح پذیر نہیں ہو جاتا۔ اس طرح کے جزوی نقائص
کا سے گاہے ان لوگوں کے درمیان بھی لا زما پیدا ہوتے
وہیں گے جو اس معاشرے کو راہِ راست پر لانے کیلئے اس کی
تمام گندگیوں سے ابھجھے ہوئے ہیں تو جہاں تک مجاهدہ حق کے
دور ان لغزشوں کا سوال ہے۔ یہ یقین بھائے خود نہ تو اپنے اندر
مالیوں کا باعث ہوئی چاہیئے اور نہ دوسروں کو اس سطعن کا
پہلو نکالتا چاہیئے۔ جو لوگ مجاددان را راہِ حق کی لغزشوں سے
جو بیشتر تھیں ہونے کی بجائے محض مزومہ ہوتی ہیں، خوش
ہوتے اور اپنی پاک بازی کا منظاہرہ فرماتے ہیں انھیں ایک
سوالیزدان ہمیشہ اپنے ذہن کے سامنے رکھنا چاہئے۔ وہ خود
کیا کر رہے ہیں اصلاح معاشرہ کی پُر خطر وادی میں انھوں نے
کتن کر کتنا قدم اٹھائے ہیں، مکتنا نکانوں نے ان کے دامن
پکڑے ہیں۔ کتنی گندگیاں ان کی طرف نکلی ہیں اور ان ساری
آزمائشوں میں ان کے ایمان و عمل نے استقامت کا لیا کچھ ثبوت
دیا ہے۔ — دیغمون قریب دو ماہ قبل الکھا گیا تھا، مگر بعض موافق

آن تو تو اذن بہر حال برقرار رہتے گا۔

یہکن ایک بڑی آزمائش تحریکِ اسلامی کے کارکنوں
کے لئے وہ "بزرگان ملت" ہیں جو اور اہل خلوص ہر مجھ کا
کرنے والوں کے دلوں میں دور دراز کے اندر لیٹے ڈالنے رہتے
ہیں۔ تحریک جب کسی کے مرحلے سے دوچار ہوئی اور اجنبیا
سے کام لیتی ہے تو یہ بزرگ اپنے غزوہ سے کارکنوں کا سینہ
چھلانی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی طعن و طنز کے
تیر نہ شتر لئے ہوئے چلا آ رہا ہے، کوئی فتوے کی شمشیر بر آں چلا
رہا ہے۔ کوئی اداریوں کی باڑ مار رہا ہے۔ اور کوئی
منضا میں وہ مسلمانوں کے تنقیق و تبرہار رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے
کہ تحریکِ اسلامی کے مراحل اور آزمائشوں میں یہ بھی ایک
ضروری مرحلہ اور آزمائش ہے جس سے گز نہ وقت کی ہر
تحریک کا مقدار رہا ہے۔ یہ مراحل اور آزمائشوں اُس سے
وقت بھی پیش آئی تھیں جب تحریک بھلی بار عرب کے افغان سے
اُبھر رہی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اُس زمانے میں تحریک
اسلامی کو اس قسم کی آزمائش میں ڈالنے والے ہبودونصاری
اور منافقین تھے جبکہ اُس زمانے کے بعد یہی فتنہ گریہ مسلمانوں
ہی کے اُس طبقے کے ذمے پڑ گئی جو اپنے آپ کو صوفی، ولی،
شیخ، پیر، عالم اور عامل وغیرہ کہلاتا کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ
مردان کا رکنے والوں میں وسوسے ڈالنے والا خناسِ مشارہ
قدرت کے مہماں جنہوں کے ساتھ سا تھے انسانوں میں بھی ہوتا
ہے اس لئے کہ اگر یہ خناس نہ ہو تو پھر آزمائش نام کی کوئی
چیز بھی نہ رہ جاتے۔ انسان کو راہِ راست سے بھٹکانے کے
لئے سابق معلمِ الملکوت نے ہر دور میں اس فحش کے علماء و مشائخ
کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ یہی وہ اولیاء اللہ تھے جنہوں نے
احمد بن حفیل "مجو کوڑے للوٹے۔ این تیہیہ کو پابند نہیں کیا۔"
ولی اللہ تھے کو حاصل سنواتیں۔ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید
کے خلاف سازشیں کرائیں۔ احمد سہرہنڈی تھے کو زندہ ان میں
ڈکرایا۔ اور ان سائے شیطانی کارناموں کے باوجود
ان "اولیاء" بیسوں صدی کے بہت بڑے عالم دین اور جاہد

جناب کو شر نیازی کے نام

اس مکتوب کا مسودہ جس وقت موصول ہوا یہ کہیں اور نہیں چھپا تھا۔ ہم اس کی اشاعت کا ارادہ ہی کر رہے ہیں تھے کہ یہ لاہور کے ہفت روز "آئین" میں طبع ہوگا۔ افسانہ ناول قلم کی کوئی چیز ہوتی تو ہم مکتوب نگار سے شکایت کرتے کہ بیک وقت انہوں نے ایک سے زائد جملہ اسے کیوں بھیجا لیکن اس کی تو نوجیت ہی دسمبری ہے۔ یہ دس جگہ بھی چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کاتب کی آسانی کے لئے ہم مسودے کے عوض "آئین" ہی سے اسے نقل کرائے ہیں کوئی خاص دلچسپی نہیں اس خط کے موضوع سے بالکل نہیں لیکن بر بنا سے ضرورت اس موضوع کو چھوٹے بغیر بھی چارہ نہیں۔ کوثر نیازی صاحب جماعت سے خروج کے بعد اپنے طور پر کوئی اصلاحی کام کریں تو ہماری دلی دعا ہیں ان کے ساتھ ہیں لیکن اب تک کاشاہدہ تو یہی سے کہ جماعت اسلامی سے نکلنے والے اپنی ہی دنیا میں مگر ہو گئے۔ افرادی حیثیت میں وعظ، تقریر، خطبہ، مضمون، نگاری کچھ تو بھی ضرور تھے ہیں لیکن باطل کے طاغوتی لشکر کا فقط ایک خیرہ اکھڑنے کے لئے بھی مضبوط تنظیمی وقت کی ضرورت ہے چہ جاگہ اسے پیا کیا جاسکے۔ و اللہ عاقبةُ الْمُوْسَر۔

عامر عثمانی

الله اصغر ای

مکری و محترمی!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

جماعتِ اسلامی سے مستغفی ہونے کے بعد آپ کے جو خطوطِ اقصیٰ طهد پر سرکاری اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ میں نے بڑے غور کے ساتھ پڑھے ہیں ان کے بارے میں آپ کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ابتداءً میر اخیال تھا کہ چیز گزارشات میں ایک بخی خط کی صورت میں پیش کروں۔ لیکن بعد میں یہ سوچ کر کہ آپ نے مولانا مودودی کے نام پہلے خط کی تدبیح میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ مخدود مجاز میں جماعت کی شمولیت کے آپ ۱۹۶۲ء سے مخالف پڑھے آرہے ہیں اور آپ ایسی شمولیت کو دو سال پیشتر سے جماعت کے لئے قرار دے رہے ہیں لیکن ان ایام میں امیر جماعت نے آپ کو ایسی تحریریں لکھنے سستھ کر دیا تھا۔ آپ اس مخالفت کے متعلق زیادتی کا تاثر دلانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کے اسی خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخدود مجاز کے ساتھ اشتراک کے جماعتی نقطہ نگاہ سے اختلاف پیدا ہو جانے کے موقع پر آپ کا مقام نظم جماعت میں حضور ایک رکن کا تھا۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ ڈیڑھ ہزار اکان جماعت میں سے حضور ایک رکن کو اخراج جماعت مجازی کے کس ضابطہ و اصول یا کم از کم روایت کی رو سے یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی اجتماعی فیصلہ کے خلاف اپنی انفرادی رائے کو پہلک میں پھیلائے اور اس کے ساتھ ہی وہ جماعت کا رکن رہنے پر بھی مصروف ہے؟ ایک جماعتی فیصلہ پڑھنے پا جانے کے بعد اختلاف کرنے والے رکن کے لئے وہی معقول راستہ باقی رہ جاتے ہیں۔ یادوں اپنی اختلافی رائے کا خاتمہ کر کے اجتماعی فیصلہ کو اپنالے یا پھر جماعت کے علیحدگی اختیار کرے۔ اس کے بر عکس اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ دلبستہ بھی رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے کسی فیصلہ کے خلاف اپنے دل میں لا وابھی کھلا تارہتا ہے تو اسی روشن کو زم سوزم الفاظ میں بھی آخر کس چیز سے تعبر کیا جائیگا اس لحاظ سے فرمودی ۱۹۶۲ء کے شہاب میں مخدود مجاز کے تعلق آپ کی اختلافی رائے کا انہمار پا کر اگر بعض رفقاء نے تشویش کا انہمار کیا تو وہ کچھ بنے جانے تھا۔ اس میں شک نہیں

کے نام اپنے مذکورہ بخی خطوط کو جو تحریر پر میں کے حوالے کرنے نہیں کوئی عارج محسوس نہیں کیا۔ نیز اپنی موجودہ نفسیاتی گیفت کے دوران آپ میری ان گزارشات کا مشکل تمام ہی کوئی اثر قبول کریں گے۔ میں انھیں ایک مکتوب مفتاح کی شکل میں پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ کے علاوہ اخبارات کے وہ قاریؤں کرام بھی ان پر گھومنکر فرماسکیں جو قبل از میں آپ کے خطوط کا سلطان فرمائھے ہیں۔

آپ اس امر سے بخوبی وافق و آگاہ ہیں کہ میں عرصہ دراز سے جماعتِ اسلامی کا حضور متفق جلا آرائیا ہوں اور اپنی گوناں گوں خاصیوں کے باعث اب تک اس کی رکنیت افتیناً کرنے کی جسارت نہیں کر سکا ہوں۔ پھر میری رہائش بھی مرکز جماعتیں لیٹا ہوئے ہیں۔ اب تک صرف دو ایک بھوٹے سے قصبے کے اندر ہے۔ میں نے مولانا مودودی کو دیکھا تو بارہا ہے لیکن ان ذلتی طور پر اب تک صرف دو بار لاؤ ہوں اور مجھے یقین ہے کہ مولانا مودودی میرے نام تک سے بھی واقعہ نہیں ہیں۔ البتہ جماعت اور اس کے رفقاء کے ساتھ ایک جذبہ محبت خدا نے مجھے دولت کر رکھا ہے۔ جسے میں اپنے لئے سرمایہ بیانات اور تو شرعاً آخرت سمجھتا ہوں۔ آپ کے ساتھ اسی جذبہ محبت کی بنا پر ایک تعلق خاطر فا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود عالم واقعی میرا مقام جماعت کی بہت پچھلی صفوں میں ہے۔ لہذا آپ کے اشداد پر جماعت کے کسی فرد اور آدمی کی حیثیت سے میں کلام کرنے کا حق رکھتا ہوں اور نہ ایسا دعویٰ کر سکتا ہوں۔ میں ان سطور کے ذریبو صرف جماعت کے ان ہزار ہا غیر را کن کارکنان کے

احساسات کی نمائندگی کافر نیفہ انجام دو تکاجن کی اکثریت کی سادگی اور خلوص کے آپ اب بھی معرفت ہیں۔

آپ نے مولانا مودودی کے نام جو خطوط لکھے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان پر غور و فکر کے بعد ان کے مطالب کی صورت کیا قرار پاتی ہے؟

ڈیڑھ ہزار میں ایک

مولانا مودودی کے اپنے پہلے خط کی تدبیح میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ مخدود مجاز میں جماعت کی شمولیت کے آپ ۱۹۶۲ء سے مخالف پڑھے آرہے ہیں اور آپ ایسی شمولیت کو دو سال پیشتر سے جماعت کے لئے قرار دے رہے ہیں لیکن ان ایام میں امیر جماعت نے آپ کو ایسی تحریریں لکھنے سستھ کر دیا تھا۔ آپ اس مخالفت کے متعلق زیادتی کا تاثر دلانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کے اسی خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخدود مجاز کے ساتھ اشتراک کے جماعتی نقطہ نگاہ سے اختلاف

پیدا ہو جانے کے موقع پر آپ کا مقام نظم جماعت میں حضور ایک رکن کا تھا۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ ڈیڑھ ہزار اکان جماعت میں سے حضور ایک رکن کو اخراج جماعت مجازی کے کس ضابطہ و اصول یا کم از کم روایت کی رو سے یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی اجتماعی فیصلہ کے خلاف اپنی انفرادی رائے کو پہلک میں پھیلائے اور اس کے ساتھ ہی وہ جماعت کا رکن رہنے پر بھی مصروف ہے؟ ایک جماعتی فیصلہ پڑھنے پا جانے کے بعد اختلاف کرنے والے رکن کے لئے وہی معقول راستے باقی رہ جاتے ہیں۔ یادوں اپنی اختلافی رائے کا خاتمہ کر کے اجتماعی فیصلہ کو اپنالے یا پھر جماعت کے علیحدگی اختیار کرے۔ اس کے بر عکس اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ دلبستہ بھی رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے کسی فیصلہ کے خلاف اپنے دل میں لا وابھی کھلا تارہتا ہے تو اسی روشن کو زم سوزم الفاظ میں بھی آخر کس چیز سے تعبر کیا جائیگا اس لحاظ سے فرمودی ۱۹۶۲ء کے شہاب میں مخدود مجاز کے تعلق آپ کی اختلافی رائے کا انہمار پا کر اگر بعض رفقاء نے تشویش کا انہمار کیا تو وہ کچھ بنے جانے تھا۔ اس میں شک نہیں

اپنے ذاتی سکتبہ کی طرف سے شائع کیا اور اسے مختلف حلقوں میں پھیلایا جو متعدد مضاہین اور ارتقی مخالفات اور شذرات سلسل کئی ماہ تک اس موضوع پر آپ نے اپنے اخبار میں شائع فرمائے اور جتنے بھی دلائل شعبیہ اس سلسلہ میں آپ نے بطور خود فراہم کر کے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک طویل حصہ تک بندگان خدا میں پھیلانے کی کوئی حیثیت "الفاظ کے ایک کھیل" سے زیادہ نہ تھی۔ آپ اس کھیل میں سلسل کئی ماہ مصروف رہے۔ دراصل ایک اس بازی کو کے وقت جو نظر یہ آپ پیش کر رہے تھے۔ اس کی صحت کے آپ خود اپنے ہی دل میں قائل نہ تھے۔

پورے دو سال تک آپ متحده محاذ کے ساتھ جماعت کی شمولیت کے متعلق اپنے دل میں جذبہِ حافظت کی پروپرشن کرتے رہے لیکن اپنے قلم و زبان سے اس کے عکس انہمار خیال فرماتے رہے۔ پھر ایک اسی نوع کا جذبہِ حافظت حل میں رکھنے کے باوجود آپ کئی ماہ تک عورت کی سربراہی کے بارے میں جماعت کے موقف کی حمایت میں اس زور دشوار کے ساتھ مصروف رہے کہ اس میدان میں خود جماعت کو بھی بچھے چھوڑ گئے۔ اس کے باوجود اب آپ ہی نہایت فلق اور شرعی احتیاط کے ساتھ مولانا سوددی اور جماعت اسلامی پر نفاق اور دوغانہ بن کے ازتکاب کافتوںی صادر کر رہے ہیں۔ یا للعجب تم للعجب۔

"قرآن اور حدیث کے ذریعے"

اس معاملہ کی سلیمانی کا اندازہ لگانے کے لئے ذرا اُر تفصیل کے ساتھ اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیجئے۔ آپ کے اسی خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ محررہ فاطمہ جناح کی طرف سے صدارت کے لئے امیدوار بننے سے پہلے ہی یہ رائے رکھتے تھے کہ "شر عاًخورت کسی بھی صورت میں صدرِ مملکت نہیں بنائی جاسکتی" چنانچہ آپ ہی کے الفاظ میں آپ نے "ایم مسجد میں قرآن و حدیث کے دلائل سے اپنے اس عقیدے کی ان ہی دلوں و ضاحر تھی کردی تھی" لیکن بعد میں آپ نے "جماعت کے

کہ اس وقت عالم واقعہ میں جماعت کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ کوئی نظم پا تھا۔ لیکن کارکنان کا ایک خاص طرز فکر تو ہے حال آپ کے ساتھ تھا۔ یہ طرز نکرسی فرود کی غیر صحت مندانہ روشن اور بے اصولی پر اگر کچھ رہ عمل دکھائے تو تعجب کیا ہے!

محض ایک کھیل

اپنے اس خط میں آگے چل کر آپ نے فرمایا ہے کہ صدارتی انتخاب کے دوران جماعت نے بڑی ہونا ک غلطیاں کی ہیں لیکن ان ہونا ک غلطیوں کے متعلق آپ نے ایک طویل طویل اٹھا تو شوشیش پر ہی اکتفا فرمایا ہے اور اس ضمن میں اگرچہ مولا نامودی اور ساری جماعت کو دینی اعتبار سے منافق، اور سیاسی لحاظ سے عقل و تدریس سے عاری تک خطابات دے ڈالے ہیں لیکن ان ہونا ک غلطیوں کی آپ نے متین طور پر نشان دہی نہیں فرمائی جن کی پاہنچ میں آپ نے ان گنہیگاروں پر ہونا ک فتوں والے طعنوں کے تبر چلائے ہیں اپنے خط کے اس مقام پر آپ نے صرف ایک ہی ہونا ک غلطی کا نہ کہ فرمایا ہے اور وہ ہے محررہ فاطمہ جناح کی سربراہی کے معاملہ میں جماعت کی روش۔ گرامی تدریس کو ثر صاحب! میں نے جب اس موضوع پر آپ کے دزیر نظر گرامی نامہ مندرجہ تازہ رشحات علم پڑھے تو واقعیہ ہے کہ میں سنائے ہیں اگلی بار الہ ابکی تو نہ بند پایا دانشورد معلم منکروں اور مشاہیر ادیبوں کو محض الفاظ کی بازی کوئی اور انہمار دیاں کی صفت گری دکھانے کے لئے ہی پیدا کیا ہے؟ کیا ان ناباخان روزگار کے دل اور زبان کے مابین ہمیشہ اسی طرح طویل فاصلے حائل رہتے ہیں؟ کاشی ایسا نہ ہو در نسبیا کی عدم موجودگی میں تیری اس خلق کے لئے صادق اقوال رہبر آضر کیاں سے میسر آئیں گے اور در ویشوں اور سلطانوں کی اس ملی بھلتی سے تیرے یہ سادہ دل بندے آخر کہاں جا کر پناہ حاصل کریں گے۔

آپ کے ارشاد سے تعریج ہوتا ہے کہ عورت کی سربراہی کے متعلق جماعت اسلامی کے موقف کی حمایت میں آپ نے اپنے علم تحقیقت قم سے جو مستقل رسالت ایلیف فرمائے

فراد سیتے جس کی وجہ سے اس کا کوئی فرد جانتے بوجھتے کسی شخصیت کے از تکاب پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اگر جماعت کا کوئی ایک بھی ایسا قاعده یا ضابطہ فی الواقع عالم وجود میں پایا جاتا ہے تو ایک صاحب ایمان اور ذہنی قسم شخص کسی ادنی تامل کے بغیر اسے محفوظ رکھنے پر مجبور ہو گا، نہ کہ اس کی تعییں پر۔ تعجب ہے کہ ایک تعلیم یافتہ اور بالغ عالم دین جماعت اسلامی کے مصیت آموز، قواعد و ضوابط کے باوجود مسلسل سو لئے سترہ سال تک نہ صرف اس جماعت کا رکن بنایا بلکہ اس کے اعلیٰ مناصب کو بھی قبول کرتا رہا اور یوں ایک طویل مدت تک وہ عملان اُن "ایمان سوز" قواعد و ضوابط کے ساتھ سازگاری کرتا رہا۔

ایک اور جگہ آپ نے اپنی اس مجبوری کو جماعت کے جری نظام کا نتیجہ قرار دیا ہے جو جری نظام کی یہ اصطلاح استعمال کر کے آپ نے گویا اس الزام کا اعادہ کیا ہے کہ امیر جماعت مولانا مودودی کی روشن ڈیکٹیٹری اور آمر انہے ہرست کے نظام کا واقعی یہ ایک خاص پہلو ہوتا ہے کہ وہ لپیٹ والیں کو بزرگ اور بالجر اپنی پالیسی کی تائید پر مجبور کرتا ہے، آپ کی مراد اس الزام سے غالباً یہ ہے کہ صدارتی انتخاب میں تحریم فاطح جناح کی حمایت کے اعلان کے فرار بعد جماعت کی ہڑت سے آپ پر دوچار خونخوار قسم کے مسلح ستری تعین کر دیئے گئے تھے جو ہر وقت آپ کے سر بر سلطہ رہتے اور سنیں کی لوگ یا پستول کی نال آپ کی سمت تان کر آپ سے جماعت کی تائید و حمایت میں مضامین بخواہتے رہتے تھے۔ خدا را کچھ تو بتائیے گوئی نظام کی لغوی یا معنوی تفسیر آخڑ کیا ہے؟۔

آپ کے ان ہی خطوط کے مطالعہ اور خود آپ ہی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے ڈیڑھ سال قبل آپ چند رفقاء کے رویہ سے کبیدہ خاطر پوکر اپنے منصب (شیخ صدقہ لاہور) میں مستعفی ہو گئے تھے۔ آپ نے اس وقت اپنا استعفی امیر جماعت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے لکھا تھا: میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں جماعت میں اپنے منصب اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں۔ جماعت کے

فیصلے کے انتظار میں اپنے اس بیان (۶) کو واپس لے لیا گویا قرآن و حدیث کے دلائل کو بھی آپ نے اپنے سیاسی بیان کے پانز ان کے ساتھی محل سے اٹھایا، اس کے بعد جماعت کی مجلس مشاورت نے تحریر کی حمایت کا فیصلہ کیا تو آپ نے ہر بڑے تصرف کے عالم میں سوچا کہ "کاش! میں اس وقت موجود ہوتا اور غلط نظریہ پر اپنی مجلس کو منبہ کر کے کم از کم قرارداد کے الفاظ تبدیل کر دیتا ہے" (گویا ایک شخصیت کی نقطی تغیر و تبدل کے بعد آپ کے لئے قابل قبول ہو جاتی) اس قرارداد کے بعد آپ نے بھی اس فیصلہ کی تحریر و تقریر میں کسی لگاکہ پیش کے بغیر تائید شروع کر دی۔ کچھ عرصہ پہلے آپ نے "قرآن و حدیث کے ساتھ" ہی یہ ثابت کیا تھا کہ "شرعاً عورت کسی بھی صورت میں صدر ملکات نہیں ہیں بلکہ" اب اس کے برعکس آپ قرآن و حدیث سے اس بات کے دلائل پیش کرنے لگے کہ "شریعت کی رو سے عورت صدر ملکات ہو سکتی ہے" بلکہ آپ نے اس میدان میں جماعت کے موقف سے بھی آگے بہت آگے قدم ٹھہرایا۔ جماعت کا کہنا تو یہ تھا کہ موجودہ شخصی حکومت کی علمی ترقیات سے دامن چھڑانے کے لئے عورت کی سربراہی کو بدربعد اضطرار قبول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن آپ کافر ان یہ تھا کہ صرف ہنگامی حالات ہی میں نہیں بلکہ عورت تمام نارمل حالات میں سربراہ ملکت بنائی جاسکتی ہے اور اپنے اس دعویٰ کی تائید میں قرآن و حدیث کے علاوہ آپ نے اکابرین کے فتووں سے بھی دلائل جمع کر کے جماعت کی تائید بلکہ ہنماقی فرائی تھی۔ خدا گلتی کہیے گا کہ یہ صورت حال کیسی دکھائی دیتی ہے۔

جبری نظام کی بے اختیاری

آپ نے اپنے خط میں اس عجیب صورت حال کے لئے یہ عذر بیان فرمایا ہے کہ آپ "صرف جاہنی قواعد و ضوابط کی وجہ سے اس شخصیت پر مجبور ہو گئے تھے۔" بہتر ہوتا کہ اس عذر کی مند کے طور پر آپ یہاں جماعت اسلامی کے دستوں یا اس کے کسی دیگر لا جگہ عمل کے اس قاعده یا ضابطہ کا خواہ بھی حرمت

کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے آپ کی خدا داد مقرر ائمہ صلاحتیوں کے باعث آپ کو بعض حلقوں میں جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس نے آپ کی طبیعت پر ایک خاص اثر ڈالا ہے اور اس اثر کی بنایا آپ کی طبیعت اب عام قسم کے جماعتی قواعد و ضوابط کو بھی اپنے لئے جرت کا بار سمجھنے لگی ہے۔ اس اثر کی موجودگی میں آپ کے لئے ایک پیر و کار کی زندگی بس کرنا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ اب ہر حال آپ کو اپنی قائمہ صلاحتیوں کی آزمائش کے لئے میدان میں اتر پڑنا ضروری نظر آتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش قدرتی ہے اور اس میں کوئی برائی بھی مجھے نظر نہیں آتی۔ بشرطیہ آپ اس پیش کی تکییوں کی خاطر بلا وجہ اس جماعت کے درپے آزار نہ ہو جائیں جو آپ کے اس اوج کا انتداب ذریعہ نبی بلندی پر ہے کہ بعد زینے پر کلہاڑا جلانے کا فعل مستحسن قرار ہمیں دیا جا رکتا

انکشافات

جماعت کے ساتھ اپنے اختلافات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے اولاً اپنے بعض پیشوروں کے اس بیان کا اعادہ فرمایا ہے کہ جماعت نے ابتداء میں اصلاح افراد کے ذریعہ اصلاح حکومت کا تصور پیش کیا تھا، اس تصویر سے اب یہ جماعت دستکش ہو گئی ہے اور وہ گزشتہ آٹھ دس برس سے اصلاح افراد اور اصلاح معاشرہ کے ذریعوں کو نظر انداز کر کے براہ راست اصلاح حکومت کی جدوجہد میں مشغول ہو گئی ہے اور اسی کو اتنا سرت دین کی جدوجہد بھی قرار دے رہی ہے۔

آپ کے نزدیک جماعت کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے ایک مرتبہ پھر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ اپنے بیان کے مطابق سالہ سال سے جماعت کو اپنے مقصد بوجود سے روگردان دیکھ رہے تھے تو آپنے اس حقیقت کو عیاں پانے کے لفڑاً بعد جماعت سے کیوں علیحدگی اخشار نہ کر لی اور سب کچھ جانتے بوجھنے کے ہادی خدا چار ماہ نہیں بلکہ آٹھ دس برس لئی طویل مدت تک آپ اس جماعت سے کیوں والیت رہے؟ نہ صرف والیت رہے بلکہ اس ساری مدت

جلسوں مارے عام سے خطاب نہ کر دیں اور ایک ہموار کن کی جیشیت سے خدمت انجام دیتا رہوں۔۔۔۔۔ بیجراہی نظام کی کون سی قسم ہے؟ جو اپنی جماعت کے ارکان کو اپنے عہدہ و منصب کے متعلق خود ہی کوئی فیصلہ کرنے کی نہ صرف اجادت دیدیتا ہے بلکہ ان فیصلوں کے آثر بھی نہیں آتا آج سے ڈیوبھ سال پہلے آپ اس جبراہی نظام کے رکن ہتھے ہوئے اس کی سونپی ہوئی ایک ذمہداری سے خود ہی ایک فیصلہ کر کے سبکدوش ہو گئے اور بھر خود ہی یہ مزید فیصلہ کر لیا کہ آپ کو الشد تعالیٰ نے تقریر کی جو صلاحیت بخشی ہے اس صلاحیت کو آپ بالفاظ خود "محض رفاقت کی تسلیم کی خاطر" اپنی اس جماعت کے حلبوں میں صرف نہیں کریں گے جسے آپ انشر کے دین کا علمبردار پاتے ہیں۔

اس "جبراہی نظام" نے آج سے ڈیوبھ سال پہلے تو آپ سے یہ پوچھا کہ آپ صرف اسی نظام کے ترمیت یافتہ ہوتے اور اسی نظام سے تمام ترقی کے نہاد حاصل کرنے کے بعد اب صرف اسی نظام کے اجتماعات اور حلبوں میں تقریر کر رہتے ہیں اور اس کے پچھے ایسی انجمنوں، ایسی جماعتوں اور ایسے اداروں کے ہاتھا کوئی نیزہ نہیں پرداز ہوتے ہیں جن کے مقاصد اور جن کے احوال و ظروف خود آپ کی راستے کے مطابق کسی طور میں اعلیٰ و ارفع نہیں ہیں گویا اس "جبراہی نظام" کے امیر نے ویسے اختیارات مکنے کے باوجود آپ کو منانی کی اجازت دیدی۔ لیکن اب ڈیوبھ بعد آپ نے جب عورت کی سر پر ایسی کے مسئلہ میں اپنی اختلافی رائے پرچلت کرنا پچاہا تو بیجراہی نظام آپ کے سر پر سوار ہو گیا اس نے شاید آپ کے اخبار کے منت پر ایک تعریفی چوکی بھیجا دی اور آپ اس جو کچھ ماتحت ایک ایسے تصریح کے دفاع پر جو کر دیئے گئے جسے آپ اپنے دل میں باطل قرار دیے چکے تھے۔ جماعت اسلامی کے عام کارکنان ہی میں سادہ مل والی ہوئے ہیں۔ لیکن خدا ابتدائی کہ آپ کے اس قسم کے واضح طور پر متفاہد خود کی موجودگی میں آضر ایک سادہ سے سادہ ذہن آپ کی باتوں سے کبینکر تاثر ہو سکتا ہے۔

خارج از اسلام کان تھا۔ لیکن مملکت پاکستان کے وجود میں آئے پر حرب اسلامی حکومت کے قیام کا سوال ایک صحتی جاگتی حقیقت بن کر سامنے آگیا تو اس انقلاب انگریز صورت حال سے نسلت کے لئے بھی اپنے سفیدہ اور اپنے لصب العین میں نہیں۔ اپنے طرق کار میں تبدیلی ضروری فراپایی اور اس نے اسلامی نظریہ پر قائم شد اس ملک میں اصلاح معاشرہ کے ساتھ ساتھ براد راست اصلاح حکومت کے درمیانی راستہ کو بھی معین محسوس کیا اور یوں ایک فیصلے پر پہنچکرو آگے بڑھی۔ اسی لئے یہ سادہ سی حقیقت جماعت کے سادہ دل کا کرکناں کی اکثریت کے شروع ہی سے ذمہ دشیں ہو چکی ہے لیکن افسوس کو عین عالی دلخ حضرات کے تحفیں کی جو لانی نہیں اس سے کتنی کترال بکھل جاتی ہے۔

تفصیلات

آگے چل کر آپ نے جماعت کے "تضادات" کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے۔ اس کے مطابق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پہلے جس طرح ۱۹۴۲ کے حالات کی، ۱۹۴۴ کے انقلاب انگریز حالات کے ساتھ ناروا تطبیق کرتے ہوئے جماعت پر اپنے تقدیر سے روگردانی کا الزام دھرا ہے اسی طرح آپ التوہبہ ۱۹۴۵ سے قبل کے زمانہ کے حالات کی آج ۱۹۴۶ کے غیر معمولی حالات کے ساتھ ناطق تطبیق کر کے پھر اپنے لئے ایک نئی الجھن اور اپنے قارئین کے لئے ایک نئے مفاظ کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص اس حقیقت سے آنکھیں بند کرنا چاہے تو کوئی بہر حال اس سے یہ صورت واقعہ نہیں بدل سکتی کہ جس طرح ہماری قوم اگست ۱۹۴۷ میں مملکت پاکستان کے قیام سے ایک زبردست انقلاب سے دوچار ہو گئی تھی۔ اسی طرح التوہبہ ۱۹۴۶ میں ملک میں فوجی حکومت کے قیام سے ایک زبردست تبدیلی سے ہمارا سابق ضرور پیش آگیا ہے اس تبدیلی نے گزشتہ پائی جو جہر میں ملک کے نظام حکومت اور صادرات میں جو تغییر اور دورہ میں اثرات نمایاں کئے ہیں ان سے کسی کو جو ایں انکار نہیں ہو سکتی ایسے غیر معمولی نوعیت کے زمانے کو کسی عام زمانہ پر قیاس کرنا حقائق سے آنکھ پیچ لینے کے متادف ہو گا۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب

کے دوران اپنی ہزاروں تحریروں اور سینکڑوں تقریروں میں کھلبیوں تک کی صورت میں جماعت اسلامی کی اس تبدیل شدہ "اٹھ غلط" پاکیسی کی زور شور کے ساتھ کیوں حمایت کرتے رہے؟ نادانی اور بے خبری کے عالم میں تو آدمی ایک عملی کا برسوں تک مرتکب رہ سکتا ہے لیکن غلطی دادوہ بھی سینکڑیں تو کی غلطی کا احساس اور شور رکھنے کے باو صفت ساہیں سال تک اس کا ارتکاب جاری رکھنا اور پھر آخر میں انہیاں نہ است کے ایک عدد اعلان کے ساتھ دامن جھٹک کر اٹھ کھڑا ہونا لکھا عجیب سائنس ہے۔ زمانے کو اتنا سادہ لوح نہ سمجھے۔ اس قسم کے "اکشن فاتح" کی زور جماعت اسلامی سے زیادہ خود اپ کے بند قباق پر پڑتی ہے۔

ایک ناقابل ترویج حقیقت

جب جہاں تک نفس الزام کا تعلق ہے، میں اکثر اس پر غور و فکر کے وقت جیران ہوا کرتا ہوں کہ یہ الزام ہائی کرنے والے اشخاص اس پیش پا افتادہ حقیقت کو کبوب نظر انداز کر رہے ہیں کہ جماعت اسلامی کو اپنے ابتدائی طریق کا رکی یہ تبدیلی حالات کے ایک زبردست تغیر بملک انقلاب کی بنار پر کرنا پڑتی تھی۔ اس انقلابی تغیر سے میری مراد ہندوستان کی نظریاتی بنیادوں پر تقسیم اور اسلام کی خاطر پاکستان کے نام سے ایک نئی ریاست کا قیام ہے پاکستان کے قیام نے یہاں کی جماعت اسلامی کو یکجا یک حالات کے ایک بالکل تھے رخ کے سامنے لاکھ اکیا کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس مملکت کے قیام کے وقت مغرب زدہ اشخاص کی اکثریت معاشرہ اور حکومت کی سریا ہی پر قابض تھی۔ اس لحاظ سے اس امر کا شدید خدشہ در پیش تھا کہ کہیں یہ مغرب زدہ مضریات کی اجتماعی خواہش کے برعکس اس نژادیہ مملکت میں نظام حکومت اور نظام معاشرت کی خشت اول اسلامی بنیادوں کے بجائے اپنی پسندیدہ اقدار پر نکادے یہ صورت حال تاسیس جماعت کے زمانے یعنی اس صورت حال سے بالکل مختلف تھی جب ہندوستان مسجد تھا اور اس غیر منقسم ملک میں اسلامی حکومت کا فوری قیام

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ اندیشہ ہے جائے۔ ایسی تقسیم اگر شریعت کی قائم کردہ حدود کے اندر رہ کر کی جائے تو اس میں کوئی ظہر نہیں ہے۔ اجتہاد و ہی خطرناک ہوتا ہے جو شریعت کی بیان کردہ حدود اور لوازم سے بے نیاز ہو کر کیا جائے یقینی بیحد نازک کام ہے۔ لیکن اگر یہ کو اس دنیا میں زندہ رہ کر خلاصہ ادا کے دین کے لئے کوئی کام کرنا ہے تو شریعت کے عطا فرمودہ اس زیریں سے استفادہ اور اجتہاد کیوں کرنے اور انداز کی جاسکتا ہے۔ تجدید پسندوں نے قبورہ راست قرآن حکیم کا نام لے کر اپنے لئے پہلے بھی بہت سے دروازے کھوں لئے ہیں اور کھوں بھی رہے ہیں لیکن بفضل خدامت کے اجتماعی ضمیر کو اپنی بے لکام کاوشوں سے وہ آج تک متاثر نہیں کر سکے۔ تب کیا بے تحفظ سافروں کے ناجائز انتفاع کے اندیشہ کی بنا پر خام سے گاڑیوں میں سفر کی سہولت چھین لینا صحیح ہو گا؟

ایمانیات اور قیاسات

تضادات کی اس فہرست کی طالعت کی خاطر آپ نے کچھ درواز کارباٹوں کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے۔ مثلاً میں نہیں سمجھ سکا کہ خواتین (خواہ وہ اپر ایسی کی ہوں) کے کسی اپنے جلسے یا اجتماع سے ہمارے حلقو کی کسی خاتون کا محض خطاب کرنا کیونکہ عمیوب قرار پاتا ہے۔ جلوسوں اور سافروں کو جماعت نے آپ کے بقول کب غیر اسلامی کہا تھا؟ اور جماعت کے جلسہ اپنے عام میں پر جوش عوام کی طرف سے اگر کسی خاص موقع پر امیرحت کے لئے زندہ باد کاغذہ لگا دیا جائے تو یہ کس نص کی رو سے حرام مٹھرتا ہے؟ عدالتوں میں اپنے مقدمات شملے جانے کا سلک کیا، ۱۹۴۶ء سے پہلے کے حالات سے تعلق نہیں رکھتا جب ہم سب علماء کی تتفقہ رائے میں دارالکفر کے باشدے تھے پاکستان کے آئین مملکت میں اتباع اسلام کے واضح ائمہ اکے بعد کی اس سلک کی کوئی ادنیٰ گنجائش بھی باقی رہ جاتی ہے؟ اور پاکستان کی عدالتوں نے اگر اپنے بعض یا دگا روزانہ فیصلوں کی وجہ سے عدل و انصاف کا دفاتر ملک میں بجال کیا ہے

نے جماعت سے اپنے طریق کا تبدیلی کا تقاضا کیا اور ۱۹۵۶ء میں جب حالات کی کوکھ سے ایک نئی کیفیت نے جنم یا تو جماعت کے لئے اب یہ بھی ضروری اور ناگزیر ہو گیا کہ ان غیر معمولی حالات کو کسی طرح نارمل جموروی فضای میں تبدیل کیا جائے تاکہ اقامت دین کا پورا البست آزاد فضای میں کچھ زیادہ آسانی کے ساتھ برگ ڈبار لا سکے۔ اسی بناء پر جماعت نے متحده مجاز میں شرکت کی۔ محترمہ فاطمہ جناح کو بطور امیر و اوصدارت قبول کیا اور اس سے ہوئے اتار چڑھاؤ میں تائیدگان میں صلحیت کے تمام اوصاف سامنے رکھنے کے بجائے فی الحال اسی بنیادی صفت کو بور نظر رکھنا پڑا کہ وہ موجودہ نگین حالات کی تبدیلی کا عزم رکھتے ہوں اور جموروی حکومت کے قیام کے خواہش مند ہوں۔ میرے ناچیز خیال میں اقامت دین کے لئے کام کرنے والی جماعت نے مشکل ترین حالات میں کام کرنے کا بہترین امکانی راستہ نکال کر عملی فرست کا ثبوت دیا ہے۔

الفاظ کے تجویز

محترمہ فاطمہ جناح کی صدارت کی تائید میں مجلس شوریٰ نے جو قرارداد منظور کی تھی۔ اس میں "ابدی" اور "غیر ابدی" کی اصطلاحوں کے استعمال کو بھی آپ نے شریعت کے لئے جنبی قرار دے کر محل اعتراض ٹھہرایا ہے اس سے مجھے وہ حضرات یاد آگئے جو جماعت اسلامی کی طرف سے دین کے لئے "تحریک" اور "نظام" کی اصطلاحیں استعمال کرنے پر انھیں بدعت کا لعنة دیا گئے ہیں۔ آخوندگی حالت میں تغیر احکام کا جو قالون اصحاب شریعت میں صدیوں سے رائج چلا آ رہا ہے ان میں جو متوں کی قسم اور درجہ بندی ہی کا القصور کا فرض نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

الفاظ کے بیچوں میں ابھتے نہیں دانا

غواص کو مطلب ہے کہ سے کے صدقے سے

آپ نے اس اندیشے کا بھی انہمار فرمایا ہے کہ حربتوں کو "ابدی" اور "غیر ابدی" دیجوں میں تقسیم کرنے کی کوشش میں ہم تجدید پسندوں کے لئے دین کی پامالی کا دروازہ کھول دیں گے

تجارتی اداروں کی مانند صنورت مندوں کی ایک بہت بڑی کھیپ سے اپنے لئے تنخواہ دار کارکن بھرتی کرتی ہے یہ کارکن زیادہ تر امیر جماعت کی حیب سے تنخواہ پاتے ہیں چنانچہ موصوف ان سے بخی ملابز میں کی مانند اپنی حسب نشانہ کا لیتھیں آپ نے ایک دینی جماعت کے اپنا ریشہ رضا کاروں کے سعلق یہ تصور دلا کر بڑی زیادتی کی ہے کیا آپ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں ہیں کہ جماعت کے مختلف فلمی ڈاؤٹیشن اور مرکزی تنظیموں میں جو بہرہ و قیمتی کارکن کام کرتے ہیں وہ ایسی گرامی قدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے جماعت کے مطالیہ کی بنابرایا خود اپنے ہی جذبہ ایمان کے تقاضہ پر خود کو ہمیشہ کے لئے جماعت کے اعلیٰ مقاصد کی خاطر وقف کر رکھا ہے اور جماعت کے جس عظیم کام کو ہمیرے حسیے تمن آسان اور آسانش پسند کم ہمت کارکنان بھاری تصریح جان کر محض جوں کر جھوڑ دیتے ہیں۔ اس سنگ گران کو یہ اولو العزم لوگ بڑھ کر دیوانہ وار اٹھایتے ہیں۔ مقامی جماعت اس خدمت کے صد میں انھیں عنوان اگزارے کے لائق ایک معمولی سماواضہ دیتی ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ اپنے اور پسے کنہے کے لئے پُر آسانش اور ہمیں زندگی کی ساری تعقیبی حرام کر کے اصحاب صفائی سنت کے اتباع میں ہم سب کی طرف سے گویا ایک فرض کھایا ادا کرتے ہیں۔

ان تنخواہ دار کارکنوں میں ہم اور آپ سے کہیں زیادہ تعلیم یافتہ اور صاحب صلاحیت افراد پائے باتے ہیں ان کے جذبہ ایمان کو اگر محض تنخواہ کے ذریعوں پر سے تھی ہو کر رہ جانا تھا تو ان کے لئے ہمارے ملک میں قدم پر نہایت ذریں مواقع موجود تھے انھیں آخر ایک ایسی جماعت کے چند دن پر پیٹ پاسنے کی حادثت میں بستلا ہلانے کی کیا صورت تھی جو ہمیشہ پر سراحت ارجمندی کے زیرِ عتاب رہتی ہے اور جیسا مادی مفادات کی لبوٹ کھسروٹ کے بجائے ائمہ دن گرفتار یوں کے دار ٹھوں سے لوگوں کو سابق پیش آتا رہتا ہے اور پھر کس نہ حیرت انگیز بات سے کہ یہ تنخواہ دار کارکن خود بھی آئے دن جماعت کے ساتھ دلبنتی کے جرم میں جیں کی ہو الگا تر رہتے ہیں اور یہ مومن اعزازیت کا کیسہ اس مظاہرہ ہے کہ وہ جو

تو اس کی تحسین میں ہمارا دارالکھرگی کے عالمتوں سے انقباض کا جذبہ کیوں کر سدا را ہو سکتا ہے؟ اسی طرح وکالت کے پیشہ کو ناپسندیدہ سمجھنے کے باوجود اس حقیقت کے اعتراف میں آضر بخل سے کیوں کام لیا جائے کہ موجودہ تکنیں دور میں وکلا حضرات نے لیاں ہیں قانون کی عملداری اور جہالت کے بحال کرنے کے لئے زبردست کام کیا ہے؟

ایک اہدا فوسس کی بات یہ ہے کہ آپ نے "تضادات" کی فہرست مرتب کرتے وقت بلا تکلف قیاسات کو عطا نہ اور نظریات کو ایمانیات کے نام سے پیش کر دیا ہے۔ آپ نے جماعت کی گزشتہ بیس سال تاریخ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر حقیقی نظر اور پیش کئے ہیں، ان کی اکثریت قیاسات و نظریات (یا تلقی طرقی کا) کی قصیں ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمذان کے اندر کوئی تبدیلی واقع ہو جانے کی صورت میں یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ جماعت نے اپنا نصب العین تبدیل کر لیا ہے۔

"تنخواہ دار" کارکن

"تضادات" کی اس فہرست کے بعد آپ نے جماعت کے سیاسی زوال کا باعث اس کے تنخواہ دار کارکنوں کی گردانہ ہے آپ کے تزدیک جماعت سے معاشی والبنتی کے بعد یہ حضرات پورے زور اور جرأت کے ساتھ انہیں اور راستے نہیں کر سکتے۔ آپ نے لکھا ہے کہ جماعت کے در و بست اور قیادت پر ان یہ تنخواہ دار حضرات کا قبضہ ہو رہا ہے اور یہ لوگ سازش اور گروہ بندیوں کا شکار ہو رہا ہے میں۔

آپ کے مکتوب کا یہ حصہ یہ ہے لئے انتہائی رکھہ اور صد کا باعث ہوا مخدعاً ہی جانتے ایک ایسا نقطہ نگاہ رکھنے والا فرد جماعت اسلامی کی تنظیم میں کیونکر رہا پا گیا۔ یہ نقطہ نگاہ ایک حق پسند کے گداز قلب کا نہیں ہو سکتا۔ یہ نقطہ نگاہ مجھے کسی پس ماند ضلع کے بہت بڑے زمیندار یا جاگیر دار کی یاد دلاتا ہے جو اپنے گاؤں کی مسجد کے تنخواہ دار ملا سے کبھی حق گوئی کی توقع نہیں رکھتا۔

آپ کے اندازی میان سے کچھ یہ تصور قائم ہوتا ہے، جیسے جماعت اسلامی اپنی تنظیم اور دعوت کا کام چلانے کے لئے دیگر

کے اوپر شہر میں لیکن (اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم) اپنی عمر سے پڑے کسی شخص کے متعلق اس قسم کی تحقیر آمیز گفتگو کو کیا جذبہ بکر کی نہاش کے علاوہ کسی اور چیز پر محول کیا جاسکتا ہے؟ پروردھری صاحب کے متعلق آپ نے یہ ریمارک دیکھا پئے اس ناسف کا انہما فرمایا ہے کہ "اب نائب امیر کے متعلق ہم ہی نگاہ جاتی ہے تو پروردھری صاحب جسے رفیق پر جاتی ہے" آپ کا یہ تا سف واقعی لیست پر بھی ہوتا اگر کہیں دینی جماعت کے مناصب کے لئے کوئی ایسی شخص بھی موجود ہوتی جس میں ہم بیداری کے لئے اردو زبان یا کسی بھی زبان کا ماہر یا اسی بہنا شرط لازم فرار دیا گیا ہوتا۔ اس ضمن میں قرن لاول کے نھا رکھنے والے چھوڑیئے۔ کیا آپ اسی زمانے میں اپنے ہی ملک کی ایک تحریک افامت دین کے حالات سے واقعیت نہیں ہیں جس کا امیر سید احمد شہید معرف معنوں میں ہرگز ایک عالم دین نے تھا لیکن اس کی مانعیت میں سید اسحیل شہید جسے فاضل اجن اور اس زمانے کے دیجے متعدد جدید علماء بطور کارکن اپنے فرانچس انجام دیتے تھے۔ قلندر دی کے لئے لا اور لا اٹش کی متاع کافی رہتی ہے اور ان کے لئے تقبیہ شہر کی مانند لغت باے ججازی کافی کافی اور دن بنا کچھ ضروری نہیں ہوتا۔

ذمہ داری تک حلق

آپ نے لکھا ہے کہ جماعت میں تتفق اور مکن درجہ بنیوالہ کے باعث ہم جماعت میں ان کارکنوں کو دوست کا حق نہیں ہوتے جو جماعت کے حلقة ستفقین میں شامل ہیں۔ آپ نے اس طرف تنظیم کو بنیادی جمہوریتوں کے نظام سے تشبیہ دی ہے پھر تنظیم جماعت نے اپنی تاسیس کے روز اول یعنی آج سے باسیں مل پہلے سے اختیار کر رکھا ہے۔ آپ اسی طریق تنظیم کی موجودگی میں جماعت کے اندر شامل ہوئے تھے اور پھر اپنی شمولیت کے پندرہ سو لاکھوں کے دوران آپ اس طریق تنظیم کے درست پہنچ کا دم بھرتے رہے۔ اب یکاکی آپ اس طریق تنظیم کو غلط فراہم دیتے گئے ہیں۔ اس کا سبب آسانی سے سمجھیں نہیں آتا۔ دیسے کیا آپ واقعی اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ

آپ کے الفاظ میں معاشری مجرموں کے ماتحت جو ات انہار سے حرم ہو جانے والے یہ کمزور ایمان کا کارکن فرار پاتے ہیں۔ وہ بھی ایک مرتبہ بھی ایسی آزمائش کے موقع پر معاشر کشاں کے لامبے میں جماعت سے دغا نہیں کرتے اور جیسی کی کڑیوں کو وہ بھی رد سرے رفقار کی طرح صبر و رضا کے ساختہ برداشت کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان معاشری طور پر جبکہ کارکنوں میں آخوندگی ہیں جو پسیلے سکر دوسروں کے ہاں جا کر تقریریں کرتے یا وعظ سناتے ہیں جو

کسی آرام کر سی پر بیٹھ کر گاہ بگاہ دین کی تبلیغ کر لینا بہت آسان ہے۔ لیکن دنیا کے راحت و آرام تجھکار اپنی ساری زندگی نیز اپنے اور اپنے اہل دعیاں کے معاشری مستقبل کو دین کی خاطر قربان کر دینا بہت مشکل ہے۔ اس راہ کی مشکلات میں تجوہ دار کارکنوں کے عزم و استقلال اور وقت ایمان کا اندازہ لگانا ہو تو ایسے صرف ایک کارکن مرحوم و خوفزدہ پروردھری علی احمد خان الصادق کی سیرت کا مطالعہ فرمائیے اور پھر اس کا مقابلہ ہمیرے جیسے بلا تجوہ کارکنوں سے کیجئے۔ بحدا دل بھی میصلہ دے گا کہ وہ لوگ اصل ہیں اور ہم ان کی ایک بھونڈی نقش!

خوف خدا کے ذکر سے تو آپ کے یہ دونوں خطوط رنجیں ہیں لیکن کاش اسکی ایک آدھ کارکن سے اپنی ذاتی رخشش کا انتقام لینے کی خاطر جماعت کے ان اعلیٰ درجہ کے خادموں کے تمام گردہ کی اہانت سے پھیل آپ نے اس ذکر کا پرتو اپنے ذہن برکر پر بھی ڈال لیا ہوتا!

قلدر اور فقیہہ

اپنے اس خط میں آپ نے ڈیڑھ سال پیشتر کے ایک خط کا اقتبا سمجھی درج کیا ہے۔ اس اقتبا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عرصہ دراز سے جماعت کی صفت اول کے تصریح اہر فرد سے برگشناختہ خاطر ہو چکے تھے۔ اس خط میں آپ نے ایک لیسے ہی ازدگر ای جو دھری غلام محمد صاحب کے متعلق یہ ریمارک پاس کیا ہے کہ "یہ چار سے علم دین تو بڑی بات ہے، اردو کے چند قدرے بھی صحیح نہیں بول سکتے" آپ تقبیہ اردو زبان

تہام کام اخھیں سوت پر دیتی ہے لیکن جو آگے بڑھنے کے بجائے پچھلی صفحوں میں ہی کام کئے جانے پر صورت ہے ہیں جماعت باہر مجبوری ان کے کم از کم تعاون پر ہی انتہا کرتی ہے۔ اس صورت میں جماعت کا پیر طبقہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے شاہراہیوں ہو گیا۔

متفرق الزمامات

آپ نے جماعت پر یہ اسلام بھی لکھا ہے کہ ”ہم نہ لپٹنے کا رکنوں کو خود ہیں دیا ہے وہ یہ ہے کہ خدمت خلق کا کام سیاسی نتائج حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس۔“ جماعت اسلامی نے اپنی کس ہدایت پر ڈرام یا کتاب کے ذریعہ جماعت کے کارکنان تک بہہ ”ذہن پہنچایا ہے؟ اس کی اپنے نشاندہی نہیں فرمائی۔ ادھر عمل اور حقائق کی دنیا میں جماعت کے شعبہ خدمت خلق نے خلق خدا کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں یہ ہے ذہن کا کوئی ثابت بھی دکھالی نہیں دیتا۔ لیکن یہ کیا طرف شاشہ ہے کہ حج آپ ان تمام الزمامات کی وجہا کر کے ڈھرنے چلے جلد ہے ہیں جو قبیل ازیں مختلف اوقات میں جماعت کے سکنند معاذرین جماعت پر عائد کر چکے ہیں۔“

آپ نے جماعت کے کارکنان پر معاملات میں عدم اختیال اور باہمی عدا و توں کا اسلام بھی لکھا ہے۔ انشدی جانے آپ کا یہ اسلام بھی کس حد تک درست ہے۔ تاہم آخر ہم بھی اسی دنیا کے دونوں کی خلوقت ہیں۔ ہمارے آس پاس جماحول پھیلا ہوئے اس کی زہرناکی سے اگر جماعت کے کچھ کارکن بھی متاثر ہوئے ہیں تو اس سے کفر صریح توازن نہیں آ جاتا۔ اس صورت حال کی حقیقت پسندی کے جذبے کے ساتھ ہیں اصلاح کرنا چاہیئے۔

نہ کہ اس پر ایک دوسرے کا نہ نہ فوچنے کی فکر کرنا چاہیئے۔ عشر اور زکر کا کوئی تسلیم کیا جاتا۔ اس نے عکس جماعت اسلامی لیکن ان کا یہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس نے خود اس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

لیکن دینی جماعت میں دوٹ دینے کا عمل ایک حق ”نہیں بلکہ ایک عظیم ذمہ داری قرار پاتا ہے جو اصحاب اس ذمہ داری کو انجام کرنے خود ہی تیار نہ ہوں، ان کی اس محرومی کا علاج کوئی دوسرا کیونکر کر سکتا ہے۔ میں اس ضمن میں خود اپنی ہی مثال پیش کرتا ہوں۔ میں جماعت کل ۱۹۷۲ء سے تعمیق چلا آ رہا ہوں اس ودر ان میں بارہ جماعت کے ارباب حل و عقد کی طرف سے مجھے رکنیت کی دعوت دی گئی۔ لیکن میں نے ہمیشہ اپنی کوتاہیوں اور ذمہ داری کے خوف سے اس سے گزر کیا۔ میرا یہ گزیر صبح ہے یا غلط تاہم ان حالات میں اگر میں نظم جماعت میں دوٹ دینے کے حق سے محروم ہوں تو اس جماعت کا کیا دوٹ ہے؟ ہبھی حال میں یہی دیگر ہزاروں اشخاص کا ہے جو جماعت کی دعوت کو عرصہ دراز سے قبول کر چکے ہیں اور اس کی خدمت بھی مسلسل بجا لاتے ہیں لیکن اپنی گزروں کی بناء پر رکنیت قبول نہیں کرتے اور اس طرح نظم جماعت میں حصہ کے ”حق“ سے رضا کار اس طور پر دستکش رہتے ہیں۔ میکے علم میں آج تک کسی ایک بھی ایسے ہمدرد یا تشقیت کی مثال نہیں آئی جو جماعت کی دعوت سے متاثر ہوتے اور اس کے لئے مسلسل کام کرنے کے بعد رکنیت کی درخواست صدق دل سے لیکر آیا ہو اور اسے قبول نہ کیا گیا ہو۔ بہتر ہوتا کہ آپ از رہا فواز بیش بھی ہمدردانہ جماعت کی اس تعداد سے بھی آگاہ فرمادیتے جو رکنیت کے خواہش مند اور اہل ہونے کے باوجود رکن نہیں بنائے گئے صرف اسی صورت سیں یہ اسلام قابلِ لحاظ چھوٹکا تھا اور جماعت اپنے ہزار ہا کا کتنی کو دوٹ دینے کا حق نہیں دینا چاہتی۔

اس طریقہ تنظیم کر بینا دی جمہوریت کے نظام سے تشبیہ دینا بھی ناقابل ہم ہے۔ بنیادی جمہوریت کے نظام میں جو لوگ دوٹ کے حق سے محروم ہیں وہ خود مسلسل اس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

لیکن ان کا یہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس نے عکس جماعت اسلامی کے ہاں جو لوگ دوٹ کے ”حق“ سے محروم ہیں ان سے خود جماعت آئے دن یہ مطالبہ کرنی رہتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور جماعت کی رکنیت اختیار کر کے دوٹ دینے کی ذمہ داری بھی قبول کریں۔ جو حضرات اس دعوت کو قبول کر لیتے ہیں۔ جماعت ذمہ داری کے

جماعت پر ابتلاء کا جب بھی کوئی دور آیا، وہ اس کی اپنی ملکیتیوں کی بنیاد پر آیا اور اس کی ایک بڑی ملکیتی پر تھی کہ اس نے ارباب اقتدار کو اپنا صحریف بنالیا۔ برادر گرامی! آپ نے جماعتِ اسلامی کی دعوت اور اس کے سارے لٹریچر کے مطابق کو ذہن کے کون سے خانہ فراہم شدیں ڈال دیا ہے۔ ہے کیا آپ کو کوئی یہ یاد نہیں رہا کہ جماعت نے اپنی تاسیس کے روز اول ہی کو اس خدا شد کا انہمار کروایا تھا کہ جو لوگ ہمارے ساتھ میں ہونا چاہتے ہیں وہ یہ سمجھ کر آئیں کہ وہ شہزادگہ الفت میں قدم رکھ رہے ہیں۔ آپ ماشائی اشتہار تاریخ کے بھی عالم ہیں خدا رابت ایسے کہ ہماری ملت کا کوئی فرد یا اگر وہ جب بھی اقامۃ دین کا دعویٰ سیکر اٹھا ہے اسے وقت کے اقتدار نے کلبنا حریف نہیں سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے دین کی تخلیق کے ساتھ ہی اس دین کی اقامۃ اور خدا ملت کا دام بھرنے والوں کے نئے آزماں اُش اور ابتلاء مقدار کر رکھی ہے۔ تقدیر الہی اور سینت الہیہ آخڑ جماعتِ اسلامی کے حق میں کیسے پہل جاتی اور سچ تو یہ ہے کہ آزماں اُش اور ابتلاء ہی اہل نظر کے زدیک ایک جماعت کے بر سر حق ہونے کی پیچان قرار پاتی ہے۔ جو شخص اسیست الہیہ کا تسلیم نہ ہو یا اسے اپنے حق میں تسلیم کرنے کی خواہ بھل رکھتا ہے اس کے نئے جماعتِ اسلامی میں شان ہونا کیا ضروری ہے کہ وہ اقامۃ دین کا دعویٰ کرے اور جماعتِ اسلامی میں شامل ہو کر ارباب اقتدار بلکہ دنیا بھر سے بڑائی کا حصہ مول لے اسے شفعتی یعنی تسلیم کے لئے اور بے شمار جماعتوں کا گوشہ عافیت میسر آجائے گا۔

اجتماعی خودکشی یا انفرادی استغفاری

آپ کے اس گرامی نامہ کے جواب میں ایم جماعت کے لئے دو ہمارے تھے۔

● ایک یہ کہ وہ خود بھی آپ کی مانند تضاد تکری اور پریشان خیالی کا شکار ہو گر اپنی وقت فیصلہ کو کش کر دیتے۔ ڈیڑھ میز ارکان جماعت کی عملی حکمرانی وحدت کو نظر انداز کر کے ایک فرد کی پریشان خیالی کو سامنے رکھ کر جماعت کو توڑ دیتے۔

کھوں رہے ہیں! پھر جماعت میں آضد و سرے متعدد اہل علم بھی ماشار انشہ موجود ہیں۔ ان سب کی اجتماعی رائے پر آپ کی انفرادی رائے کو کہوں جاوی کیا جا سکتا ہے؟۔

سیئے نئے آپ کی ایک اور روشن بھی ناقابل فہم ہے۔ آپ نے اپنے اس خط میں جا بجا دین اور سیاست کا ذکر الگ الگ

شعبوں کے طور پر کیا ہے مثلاً:

● ”اگر ہم دین کے لئے کوئی کام نہیں کر سکتے تو ہمارے نئے ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے کام کرنے کا دوسرا میدان باقی تھا۔“

● ”تیسری صورت یہ تھی کہ ہم سیاست اور اصلاح و ترقیہ دولوں اہم کاموں سے دشکش ہو کر رفاه عامہ کا منصوبہ بتاتے۔“

اور پچھر عشر اور زکوٰۃ کے سلسلہ میں بھی آپ نے سیاسی اور انتہائی محنت کی الگ خصیص فرمائی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ طرزِ فکر آپ نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ یہ طرزِ فکر پہر وال ایک لیے شفعت کا تو نہیں ہو سکتا جو پندرہ سو لے سال تک جماعتِ اسلامی کا نہ صرف رکن بلکہ اس کا بسلیخ اور داعی بھی رہا ہو۔ یہ جماعت تو اٹھی ہی اس داعیکے ساتھ تھی کہ اسلام میں سیاست اور سذھرہب الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی وحدت کے دو پہلو ہیں یہاں خدا کی مرضی کے مطابق سیاست میں حصہ لینا بھی عبادت ہے۔ اور مسجد میں نماز ادا کرنا بھی عبادت ہے۔

ایک اوچیب بات آپ نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ۔ ”ہم عبادات میں سخت تسلیم کا مشکلہ ہیں اور شاد فرمائی ہے کہ لٹریچر کا غیر شعوری اثر ہے جس میں عبادات کو معقصوں کے جائے ذریعہ اور دسیلہ قرار دیا گیا ہے۔“

کیا آپ اب عبادات کو ضرف نماز روزہ نگہ مدد دد سمجھنے لگے ہیں اور اشہر کی سب سے بڑی عبادت یعنی اس کے دین کو اس دنیا پر فلم کرتا آپ کے زدیک حاضر سیاست قرار پایا ہے جس کے سمجھی میں نہیں آتا کہ آپ اپنے انکار کی گاڑی کو ریووس گیر رکھ کر آخسر اسے کہاں بکٹ اپنے لے جانا چاہتے ہیں یہ اسی نوع کی حیران کن بات آپ نے یہ پیش فرمائی ہے کہ

طرز عمل پر ہے۔ لیکن آپ نے ”دوسرا محرکات“ کے الفاظ پڑھتے ہی جوش اشتھان بین اس فقرہ کی اصل نوعیت کو نظر انداز فرمادیا اور پھر ایک ہی ساسن میں مولانا مودودی پر ان تمام الزامات کی وجہاڑ کردی جو قبل ازین فی الواقع دوسرا محرکات کے تحت جماعت سے علیحدہ ہو جانے والے حضرات کی طرف سے مولانا پرسائنس کے جا پئے ہیں۔

آپ نے یہی تحریر فرمایا ہے کہ مولانا مودودی نے جماعت سے اختلاف یا علیحدگی اختیار کرنے والوں پر ہمیشہ ”دوسرا محرکات“ کا الزم لگایا ہے۔ مولانا مودودی سے آپ نے جو کچھ منسوب کیا ہے۔ میں اس کے بارے میں بحث کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ تاہم یہ درست ہے کہ جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے والے حضرات میں جہاں بے حد خاص اور تمی لوگ تھے وہاں سب کے سب حضرات ایسے نہیں تھے۔ ان میں ایسے حضرات بھی ہیں جنہوں نے مستغفی ہو جانے کے بعد مارش لاء کے عین ابتدائی ایام میں منتقامہ جذبہ کے تحت جماعت کے خلاف مجبوری کی۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے خلاف کتبہ کی تیاری کا کام مولانا مودودی کے سپرد کئے جانے پر نہایت لہیت کے ساتھ مولانا کی ایک بھی تیس سال پرانی تحریر کو حص میں انہوں نے اس وقت کے انتظامات کے بارے میں حکومت سعودیہ پر تقدیم کی تھی، سعودی حکومت کے ساتھ پیش کیا۔ تاکہ وہ مولانا سے بدگمان ہو جائے۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے محض جماعت اسلامی کی مخالفت میں عامگیر اسلامی توبت کے بجائے محدود و ضریبی قویت کو مہر لہستہ ہوئے اس کے حق میں مخالفات تحریر فرمائے ہی کارگزاریاں جن حضرات نے سراجِ ام دی ہیں۔ ان کی جماعت سے علیحدگی کو دوسرا محرکات کے بھائے محض خلوص لہیت اور تقویٰ پر محول کرنے کو ایک شدید خوش نبی کے سوا آخر اور کیا کہا جا سکتا ہے!

”کاریمعیت“ کی درازی

اپنے اس دوسرا خط میں آپ نے اس امر کی مزید وضاحت کی ہے کہ جماعت کو ہولناک غلطیوں میں گرفتار پانے کے باوجود ”آپ مدت مدیتک“ جماعت سے کیوں دا بستہ ہے؟

اوہ بھی وہ مشورہ ہے جو آپ نے اپنے خط کے اخیر میں دیا ہے اس مشورے پر عمل کرنے کے ساتھ ہی مولانا مودودی پر یہ بھی لازم آتا تھا کہ وہ جماعت کے تمام گزشتہ طریقہ کو دریا ہر دکڑیتے کبونکیا شریش پر جھی آج آپ کے لئے پریشان جیاں اور پر اگندگی طرح کا باعث ہو رہا ہے۔

* دوسرا راستہ تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں گزارش کتے کہ جماعت کے طشدہ مقاصد اور اس کے ارکان کی اجتماعی رائے کے بریکس احساسات رکھتے ہوئے آپ جماعت کا ساتھ دیئے جانے میں غلطی کر رہے ہیں۔ اپنے نظریات کے خلاف مسلسل عمل کئے جانے کا یکھل آپ بند کر دیجئے اور جماعت سے مستغفی ہو جائیں۔

امیر جماعت نے ”بھی راستہ اختیار کیا“ اور آپ کی طرز سے نقاقِ دو فلپین اور آمریت کی شرعی گایاں سنتے کے باوجود انہوں نے حسبِ عادت آپ کو وہی مشورہ دیا جس میں انہیں آپ کے کئے اور جماعت کے لئے بہتری نظر آئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اس کے جواب میں رسم اپنا استغفی نکلم کر بھیج دیتے اور اس کے بعد حسب پسند شغل اختیار فرمائیتے۔ لیکن بر افراد ختنہ ہو کر آپ نے ان پر ایک نئے رخ سے دوسرا حملہ کر دیا۔

اپنے اس دوسرے حملے میں آپ نے اپنی بر افراد ختنگی پر حرب باتی انکار اور توضیح کا جو نقاب ڈالا ہے وہ لا حاصل نظر آتا ہے۔ توارکو آپ خواہ محل کے خلاف سے نکال کر جلا ہیں اس کی صفات میں کوئی فرق دائم نہیں ہوتا۔

کیا دوسرا محرکات سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

یہ بات جیران کن ہے کہ مولانا مودودی کے جس فقرہ سے آپ شتعل ہوئے ہیں۔ وہ صفتِ اتنا تھا کہ اگر آپ کے موجودہ احساسات کے محرکات للہر لی للہر کے علاوہ کچھ دوسرا بھی ہوئے۔ تب بھی میں آپ کے طرزِ عمل پر سبر کردن لگا۔ ”اس فقرہ میں لفظ ”اگر“ کی قید اس امر کی واضح علامت مخفی کی یہ کسی پیدا شدہ بدگما نی کا انہمار نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار آپ کے آئندہ

کوئی ایسا شخص کبھی بول نہیں لے سکتا جو حق پسندانہ طرز مسل
رکھنے کا دعویٰ کرتا ہو۔

اور یہ امریت

آپ نے ایک الزام یہ بھی عائد کیا ہے کہ آپ نے تینے
سابق خطبیں اور کان جماعت کا اجتماع بلانے کی تجویز بھی پیش کی
تھی یہیں مولانا مودودی نے اس مکتوب کچھ اواب میں جو اعلیٰ
اختیار کیا، وہ حد درجہ افسوسناک اور ان کے آمرانہ مراوح کا
لکھا ہوا ثبوت ہے۔ ذرا لٹھنڈے دل سے غور فرمائیے، ایک
جماعت کا اگر کوئی صرف ایک کن دوسرے ڈیڑھ ہزار اور کان
اجماع بلانے کی تجویز امیر جماعت کی وجہ پر ایسا نہیں کرتا
ایک رکن کے دستخط کے سامنے آئی ہوئی اس تجویز پر نہیں کرتا
تو اسے دنیا کے کبھی جموروی دستور یا طریقہ کی رو سے آمریت کا
مظہر قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا جماعت اسلامی کے اپنے دستوں
میں امیر جماعت پر ایسی کوئی پابندی عائد کی گئی ہے۔ معاف
کیجئے آمریت کی شان تو کچھ آپ ہی کے اس طرز عمل میں پائی جاتی
ہے کہ جماعت کے دستور کے ضوابط کا الحاظ رکھنے بغیر اور انھیں
حکمت میں لائے بغیر آپ محض اپنی الفزادی رائے کے ذریعہ
امیر جماعت کو ایک کارروائی پر مجبور کر رہے تھے۔

اس سے پہلے جو حضرات جماعت سے علیحدہ ہو چکے ہیں ان
میں سے بھی بعض نے اپنی ملحدگی کے وقت مولانا مودودی پر اپنی
کالازام لکھایا تھا۔ میں نے جب بھی اس الزام پر غور کیا میں یہ
بات سمجھنے سے قاصر رہتا ہوں کہ ایسا شخص جو جماعت کی تنظیم
سے ایک حصہ برابر کا فائدہ حاصل نہ کر رہا ہو، بلکہ اشادہ جماعت
کو اپنی عمر بھر کی کمائی اپنی تصنیفات کی شکل میں دے چکا ہو جس سے
جماعت کو ہزاروں روپے کی بیافت ہو رہی ہو۔ جو ملک کی
اہم جماعت کو ہزاروں روپے کی بیافت ہو رہی ہو۔ اس سے
معنوں میں کوئی سیاسی یا کوئی دیکھنیا درکھتا ہے۔ کسی دینی اختلاف
کے ہوتے ہوئے ایک ذیشور آدمی ایک بخوبی کے لئے بھی سیاسی کا
ساتھ نہیں دے سکتا۔ آخوندگی کو کیا معلوم ہے کہ کب سوت کا بلا دعا
اگر اسے اپنے رب کے حضور لے جائے کہا۔ لہذا اسی مصیحت
میں اپنے ابتلاء کے عوصد کو دنیا دی وجہ سے طوالت فہمے کا خطہ

اس کی ایک وجہ تو آپ نے یہ بیان کی ہے کہ آپ اس کے لئے
نفسیاتی لحاظ سے سہت نہیں رکھتے تھے اور جب کبھی علیحدگی کے
تعلق سوچتے تھے تو آپ کو اپنی "روح قیض ہوتی ہوئی محسوس
ہوتی تھی۔" دوسری وجہ تھی کہ آپ جماعت کے
ابتلاء کے دور میں ایسا نہیں کر سکتے تھے اور تیسرا وجہ یہ لکھی ہے
کہ آپ امیر جماعت کے روایت سے مایوس نہیں ہوئے تھے لیکن
ان وجہ پر غور فکر کیا جائے تو ان میں سے کوئی بھی وجہ ایسی
نظر نہیں آتی جو ایک اہل ایمان کو کامیابی پر مجبور کئے جانے
کے لئے کافی قرار دی جاسکے۔ ایک صاحب فہم پر فراست شخص جو
عریق داں بھی ہو، اور وہ کا "اعلیٰ ادیب بھی ہو۔" علم دین سے "بہرہ
دا فریبی" رکھتا ہو۔ نیز بقول خود دین کی خاطر دنپا بھر سے لڑائی
مول یعنی اور اپنے اعزازہ افراط بے کٹ جانے کا داعیہ
بھی رکھتا ہو۔ وہ اس بات کو آخر سال ہا سال کیسے برداشت
کرتا رہا کہ وہ جس دینی جماعت سے والبستے۔ وہ حصہ اطستھیم
سے سہت ہے۔ اس جماعت سے وابستگی کے علاوہ وہ اس
کے "انفال شنید" کی تائید و مجازیت میں بھی دید و دلستہ مشتمل
رہا۔ اس کی روایت پر تو انقاصل کی کیفیت خود کو اتنی طویل مدت
تک مصیحت میں بنتا رہا ہے کہ احساس سے طاری ہونا چاہیے
تھی نہ لکھی مصیحت پر وہ "جماعت سے تعفی ہو جانے کے خیال
سے بھسے ایک گمراہ جماعت کے ابتلاء سے زیادہ تو اسے خود
اپنی ابتلاء کے لئے سچا نہیں کرنا چاہیے تھی اور
آخری بات یہ کہ امیر جماعت کا پیدا کردہ نظام اسے "مصیحت"
پر مجبور کرنا تھا اسے آخر ایسے امیر جماعت سے خیر کی کوئی توقع
رکھنے کی کسی ضرورت تھی۔

ان تمام باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت اور
امیر جماعت کے ساتھ آپ کا اختلاف دینی نہیں بلکہ مرد جس
معنوں میں کوئی سیاسی یا کوئی دیکھنیا درکھتا ہے۔ کسی دینی اختلاف
کے ہوتے ہوئے ایک ذیشور آدمی ایک بخوبی کے لئے بھی سیاسی کا
ساتھ نہیں دے سکتا۔ آخوندگی کو کیا معلوم ہے کہ کب سوت کا بلا دعا
اگر اسے اپنے رب کے حضور لے جائے کہا۔ لہذا اسی مصیحت
میں اپنے ابتلاء کے عوصد کو دنیا دی وجہ سے طوالت فہمے کا خطہ

نکا ہوں سے بالکل ادھر ہو جاتی ہے کہ مولانا مودودی عجھت کے امیر ہونے کے سوا اس جماعت کے موسم اور باری نبھی میں اس ساری اجھن کو صرف سے شروع کر کے اس کے موجود تھام تک اٹھانے والی ذات ان ہی کی ہے۔ یہ وہی تھے جنھوں نے اس پر اپنے میں صدیوں بعد دین کے جامع و مانع عقائد کو جدید عقلی دلائل سے لیس کر کے پیش کیا اور اس کی بہتر گستاخیت کو اجاگر کیا۔ پھر یہ وہی تھے جنھوں نے دینی حق کی اقتدار کے لئے خلی جبوجہد کی خاطر ایک فکری اور انقلابی جماعت کا تصور پیش کیا ان کی اس انقلابی دعوت نے سزاروں لاکھوں ذمہنوں کی کا یا پلٹ دی۔ ان کے تصور و دین کی بنیادیں دست کیں اور ان کے لئے عمل کی راہ واضح کر دی جماعت سے دلتے رہے ان میں اس وقت میری مانند ہزار ہاؤگ ایسے ہیں جو مولانا مودودی کی دعوت سے روشناس ہونے سے قبل فکر و عمل کے لحاظ سے سخت تر و لیدہ زندگی پر کر رہے تھے لیکن اس دعوت نے ان کی زندگی کو ایک واضح و نسبت العین کا عرفان دلا کر فکر و عمل کے ایک نئے سلسلے میں حال دیا۔ اس سے پیشہ ری دنیا کو یا ہمارے لئے تاریکیوں میں لپٹا ہوا ایک شہر تھی جس کی اندھیری ٹکڑیوں میں ہم ہے جانے یو جھے سرگردان درپریشان چڑا کرتے تھے۔ مولانا مودودی تو فیض ایزدی کی کشش کے کرگئے بڑھے اور پھر انہوں نے ہمارا ہاتھ تھام کر لیں اس شہر کو کچھ دبازار اور شیب و فراز سے آگاہ فرمادی۔ انھوں نے ہمیں بتایا کہ اس شہر کی سپر پیچ گلیاں خرابی و ذلت کے سکن کی طرف جاتی ہیں اور اسلام کے نظام حیات کی یہ سیدھی شاہراہ امن و عافیت کے گھوارے تک پہنچاتی ہے۔ مولانا مودودی کا یہ احسان ہم ہزار ہاؤگ اپنے دل سے مرتبہ دہنک نہیں بھلا کتے اور پھر اس کے بعد سلسی کئی سال کی قربانی ایثار اور بے نفسی اور بے غرضی نے اس مروخہ اداکا جو احترام جماعت کے ہزار ہاں ایشناں کے دل میں پیدا کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ جذبہ میونیٹ مل کر ہمارے دلوں میں مولانا کے لئے محبت کے ایک بے بیکار احساس کو جنم دے چکا ہے اس محبت اس یہے کہ اس محبت کا قدرتی شہر اعتماد ہے چنانچہ

کرانے کا گاہ بگاہ رہا ہو پھر جس نے اپنی اور غیروں سب کی زیادتیوں کے جواب میں لیں صریچی کو اپنی دھماں بنا رکھا ہو۔ سخت سے سخت آزمائش حتیٰ کہ چھانسی کی سزا ملنے پر بھی وہ انش کے سوا کسی بندے سے انداد کا طالب نہ ہوا ہو۔ ایک ایسے شخص کے ذمہ میں آخر آمریک کے جرائم کس راستے سے داخل ہو سکتے ہیں؟

۱۔ تاریخ کا مطالعہ تو یہ بتاتا ہے کہ ایک دلکشی پر جذبہ دو ذمہنوں سے اپنی دلکشی پر جذبہ کا تحفہ لوگوں کے ذمہنوں پر کھایا کرتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ لوگوں کی عقل و دلنش پر جذبہ بات کا عنصر غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جذبہ کے اس غلبے سے اپنی اطاعت کا سامان پیدا کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ لوگوں کا اپنی قوت د جبردت کا خوف دلا کر اخپیں اپنی بندہ بناتا ہے۔ جس اس تک قوت و جبردت کا تعلق ہے، کوئی شخص بعاقابی ہوش و حواس مولانا مودودی کے ہاں اس ذریعہ کی ذرہ برابر موجود گی کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ وہ اگر اعقل و دلنش پر جذبہ کے تسلط کا ذریعہ سوجہ شخص کو کبھی مولانا مودودی کی ایک آدھہ کتاب بھی پڑھنے کا اتفاق ہو رہے ہے اسے اس حقیقت کے اعتراض میں تمہاری تابی نہ ہو گا کہ مولانا مودودی کی طرز تحریر اور اسلوب بیان کا انتباہی وصف ہی یہ ٹھہرتا ہے کہ وہ ایک بے پناہ قوت استدلال کے ذریعے اپنے پڑھنے والے کی عقل و دلنش پر مہیز لگاتے ہیں اور اس کے جذبہ بات کو سخر کرنے کے بجائے وہ اس کی حکم اور اس کے عقل و شعور کو بیدا کر کے آگے بڑھتے ہیں۔ پھر انھیں پوچھ سیدلائے فیض کی طرف سے ایک غیر معمولی صاف ذہن و دلیت کیا گیا ہے جسے برسوں کی ریاضت نے اور بھی برآن بنا دیا ہے اس لئے وہ پیش آمدہ مسائل پر ادنی سے خور کے بعد بڑے ثبوت کے ساتھ اپنی رائے کا انہصار کر دتی ہے۔ ان کے انہصار اسے میں دلوقت کا یعنی ضریب سطح ہیں حضرات کو کچھ کھلنے سالکتا ہے۔

اصل اجھن کیا ہے؟

بیس سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی زبردست مشکل اس کے علاوہ اور بھی ہے وہ مشکل یہ ہے کہ آپ حضرات مولانا مودودی کو صرف "امیر جماعت" ہی سمجھ کر رہے جاتے ہیں اور یہ حقیقت ایسی

ڈکٹیٹر پکارنے لگتے ہیں۔ افسوس! کہ ایسے حضرات کے اندوں اور خم کا ہمارے پاس کوئی برا وابھیں ہے۔ ان کا علم و فضل ہمارے سر آنکھوں پر، ان کا تقویٰ، ان کا ترکیہ نفس، ان کا جذبہ خدمتِ دین۔ سب کچھ ہمیں دل و جان سے تسلیم ہے، لیکن وہ براہ کرم ہم سے یقین نہ رکھیں کہ ہم محض ان کی طبیعت کے ایک تقاضے کی نیکی کی خاطر ان کی شخصیت کے جگنوں پر مرشیں گے اور ایک ایسے وجود سے اپنی نگاہیں پہاڑیں گے جو ہر قسم کی جانش پر کہ کی بخشی سے گز کر اب صفحہ ہستی پر کشیدن کی طرح دیک رہا ہے اور ایک عالم کو اپنی تابناکی سے منور کر رہا ہے۔

—
تجھ سا کوئی یہاں نظر آتا تو دیکھتے
گلزار میں ہمار سی آفی ہوئی تو ہے:

آخریں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرات اسی دنیا کے عمل کے بنیادی حقائق کو نظر انداز کر کے جماعت سے اپنے علیحدہ ہوئے تو ایک کارنامہ "قرار دینے کے لئے اپنا قلم و قلم کر دیتے ہیں، میکر انزویک وہ اس مقصودت کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دیتے جس کی خاطر ان کی تعلیق کی گئی ہے اور جس کا شور مواصل کرنے کے بعد وہ اس جماعت میں شال ہوئے تھے اور پھر ایسے علیحدہ ہوتے والے حضرات میں سے وہ حضرات تو حقيقةت میں اس مقصودتیز کے ساتھ انتہا درجہ کی زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں جو پندرہ پندرہ سو لے سو لے سال کا طویل عرصہ اس دینی جماعت میں پوری تہی اور سری کے ساتھ گزارنے کے بعد اپنے علیحدگی کے ساتھ ہی اس جماعت پر نظر و تعریض کی بارش شروع کر دیتے ہیں اور جماعت کے تمام تدبیم و جدید معاندین کے لگائے ہوتے ان الزامات کا اعادہ شروع کر دیتے ہیں جن کی تردید و خود بُرے شدید کے ساتھ سال ہا سال ٹک کرتے رہے ہیں۔

بھی اب جبکہ آپ نے جماعتِ اسلامی سے علیحدہ ہو جانے کے بعد اپنے لئے موڑالذ کرا شخصیں کاظم علی ہی پسند فرمایا ہے قبہ دعا کی جا سکتی ہے کہ اشتراکی اپ پر جلد

ایک طرف اس اعتماد کے سبب اور دوسری طرف مکمل استدلال کے سبب سوچ چمار کی کسوٹی پر کھلینے کے بعد مولانا کی رائے کو ہمیت اور تو قیمت دی جاتی رہی ہے۔ اس لحاظ سے حقیقت بالکل واضح ہے کہ مولانا مودودی ہمارے ڈکٹیٹر نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے محبوب ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور جیسا کہ ایسی ابھی لکھ جکھا ہوں، اس پس منتظر ہیں آپ حضرات کی مشکل بڑی شدید ہے۔ آپ حضرات کی مشکل ایک مومن کی زندگی بھر کا کام ہے۔

آفتا ب اور ہجران

اس دنیا میں گوناگون نسبیاتی ساخت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک قسم ایسے حضرات کی بھی ہے جو بالعموم چالے جائے کی خواہش کے اسی سرہستی ہیں اور آدمی کبھی کہری نگاہ سے ان کی ذہنی کیفیت کا جائزہ لے تو ان کی شخصیت زبان حال سے گویا یہ پکارتی سنائی دیتی ہے کہ "ہم کو پوچھیں چاہو ہمیں پیسا رکرو" ایسے حضرات غیر شعوری طور پر کیشہ دوسروں کو اپنا مطبع بنانے کے مشتاق رہتے ہیں اور شاشا ذہنی خود کی کمی کے مطیع بنتے ہیں۔ اگر کبھی ایسا موقع آجھی جائے تو وہ دوسرے کی اطاعت کو صرف کسی ذہنی تحفظ کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ پھر اس تحفظ کو جب کبھی بھیں پہنچ جاتی ہے تو ان کی اس الگائی کافی الفور خانہ ہو جاتا ہے۔

میری ناچیڑلے میں جماعتِ اسلامی سے علیحدہ ہو کر مولانا مودودی پر آصرت کا یا لازام لگانے والوں کی پیشتر تعداد اسی نوع کی نسبیاتی ساخت رکھنے والے حضرات پر مشتمل ہے جب وہ آقا ب کے ساتھ اپنا دیا جاہل کر ایک دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کی عبیث توقع میں بدلنا ہو جاتے ہیں یا ایک رخ روشن کے مقابل اپنی شیخ جلا کر پر والوں کی آمد کا ناکام انتظار کرنے لگتے ہیں تو ان کی جہل ایسٹ بیگن بیگب مکمل ہملا قی ہے۔ وہ کبھی رحم کھا کر جماعت کے ارکان کو سادہ دل ہوتے ہملاں فیتے ہیں، کبھی بھنجن جلا کر ان پر اندھی تقلید کے ازٹکاب کا ندوی صادر فرماتے ہیں اور کبھی مغلوب الخصم ہو کر مولانا مودودی کو ڈکٹیٹر

اس کی قیادت واضح فرمادے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال جماعتِ اسلامی کے ناجیہ خادمان دین کو اپنی رہنمائی اور اپنی نصرت نیز اپنے فضیل حضرت سے نمازے ان کی خطاؤں سے در گزر فرمائے اور اس ناک میں اس کے دین حق کی جنمایت تحریر خدمت یہ جماعت برخیام دے رہی ہے۔ اس میں اپنی تائید سے اس کو توفیق مزید سے بہرہ یاب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعتِ اسلامی کو ہمیشہ جادہِ حق اور برداشت پر قائم رکھے اور اس کے وجود کو تاریخِ سلامت رکھے کہمیب تاریخوں کے بظوون میں ٹھہرا تا ہوا یہ نجاح اُتنا رہ لاکھوں مالکوں میں ایمید کی کریں بھیڑ پر ہے ساتھ ہی امیر جیسے ہزاروں بدلاصیب عصیاں شواروں کے لئے رحمتِ حق کا بہانہ بن رہا ہے۔ س بننا قبول منا اذک انت السمعیع العلیم۔

خلاص لار صحراوی
۲۰ مارچ ۱۹۶۷ء

اشاعت خاص اگست

ایک سریائی فکر و نظر • ایک گھنستہ نظر و نشر • ایک جملہ زارِ خیال و احساس •

سکاندھتے ایوان میسر تدبیر پسند ارباب فن کی ایک لاندوں محقق

مقالات۔ افسانے۔ واقعی کہانیاں۔ شخصیتیں۔ اстроوی۔ مکاتیب۔ تطبیق اور غریب میں

«سیرا مطالعہ» کے خاص موضوع پر دانش دہانہ قلم کی خود نوشت ذہنی و استائیں!

طلیہ کے لئے خصوصی اہمیت کا مول

حسین سرودق کی رنگوں میں • کتابت و تباعث نظر افزوز • صفحات ۲۰۰ سے زائد صفحات • قیمت ۷/-

ستارہ — ادب میں نہت پاستان کی روح کا ترجمان

صلحاء۔ نیم صدیقی

مسجد مسیح نامک

یہ ملاد اپنکٹر

ایک خبر:-

”میرٹ مغلیع کے تجنیب اپنکٹر آن اسکول زنسے اپنے ایک اعلانیہ کے ذریعہ اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی طالبات پرچلت لباس پہننے پر پابندی لگادی ہے۔ اعلانیہ میں کہا گیا ہے کہ جو طالبات اس حکم کی خلاف دروزی کریں گا ان کو بلا ڈس اور بلا امتیاز سزا دی جائیگی شلوار کاپا ۱۲، ۱۳، ۱۴ پنچ سے کم نہیں ہونا چاہئے اور بلا ڈس اور نیص دلوں جائز تین انچ میلی ہونی چاہئے آستینیں کہیں ہوں سے نیچے تک ہوں چاہئیں۔“

حریت کی بات ہے کہ یہ راگ دنگ اور شفاقت و پلچر کے رنگیں دور میں کس قسم کی دقیاقوں سی اپنکٹر صاحب اسکولوں کالجوں کی دنیا میں گھس آئے ہیں۔ حریت بالائے حریت یہ ہے کہ اس قسم کا نمونو یا نہ اور خرقوم پرستا نہ حکم شری چھا گلا جیسے قوم پر اور ترقی پسند و ذریعہ کے عہدہ ذریں میں جاری کیا جا رہا ہے۔ کہاں ہے حکومت کی سی آئی ڈی جو دور کر حضور شری چھا گلا کی خدمت میں جائے اور عرض کرے کہ سرکار ناپائیے اس ملاد اپنکٹر کی گردان۔ یہ تنگ نظر اور فرقہ پرست اسکول کا تج کی ترقی پسند اور روشن خیال اپنکیوں کو قومی دھارے سے ہٹا کر نہ ہب و اخلاق کی تاریک وادیوں میں ٹھوکریں ھلانا چاہتا ہے۔ آنچاہ تو اسقاط حمل کے قانونی جواز کا درس دے رہے ہیں اور آپکے محکمہ کا ایک ادنیٰ کارکن اس جگہ میں ہے کہ مزے سے حمل ہی فرا

نہ باشے۔ حمل قدرانہ پایا تو اسقاط بھلاکس بیز کا ہو گا اور اسقطا نہ ہو ایضا ہر ہے کہ حضور پیر نور ان تمام ایک دعاوں سے محروم رہ جائیں گے جن کی توقع جو اسقاط کا قانون بننے کے بعد کمزوری حاصلوں اور ان کے سرپرستوں کی طرف سے پہنچتی ہے۔ خدا ہی جانے یہ حکم نامہ شری چھا گلا کی ضد میں جاری کیا گیا ہے یا اپنکٹر صاحب پر کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔ دورہ تین توکیا کہتے ہے کہ جس زمانے میں ٹیڈی لباس بڑی تیزی سے قومی لباس بتا جا رہا ہے اور فقط جو ان ہی نہیں پوڑھیاں بھی اسے زیب تن کر کے خوشی سے پھوپھو نہیں سارہی ہیں اپنکٹر صاحب شہنشہ اور جواز کا جغا فیض سمجھانے چلے ہیں۔ بعد نہیں کہ ضلع میرٹ کی طالبات کسی اچھے سے وکیل سے شورہ کو کے اس حکم کے خلاف کوڑت میں رشت داخل کر گزروں اور اس سے پہلے کہ اس رشت کا فیصلہ پر شری چھا گلا کا محکمہ اپنکٹر صاحب کا تباہ رہی فرمادے۔

ولیے نفیات کی دوربین لگا کر بیکھے تو خدا لگتی بات یہ ہے کہ لکھ کے کسی ایک ضلع میں اس طرح کے رجعت پسندانہ حکم کی تعیین ہو ہی جائے تو اس سے نتائج وہ نہیں نکلیں گے جو اپنکٹر صاحب سوچے ہیں۔ شاعروں کے پیرو مرشد فاتح چھا نے کہا تھا:-

یائے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں ناے
مرتکتی سے مری طبع تو ہوتی ہے روان اور
پُست بلکہ حسیدہ لباس جس ذہنیت کا کفر شہر ہے اسے بنائے
اور نشوونا دینے میں سب سے بڑا ہاٹھ تو میں اس تعلیم کا ہے جو

نہیں ہوتی، لیکن یہی لڑکی طڈی لباس میں گزرے تو بہترے بھی جوں میں چوٹیاں ریکھتے گئیں اور جنہی جذبات پر ساتی مینڈر کوں کی طرح سراہ بھارا ہمار کر گردن سے ایڑھی تک کے آرٹسٹ خطوط کا جائزہ لیتے گئیں گے۔ یہ نفع کام سودا ہے نقشان کا نہیں۔ کوئی بھی بتائے کہ ایک خرچا ذہب کو جائز تو بہمنا براحتی کیا ہے کمال کیوں نہیں۔ اور مردہ دونوں میں حالت جگنا قابل اعتراض کیوں ہے لائق انعام کیوں نہیں۔

فدوی عزت اب بشری چھا گلاستے گزارش کر لیجا کہ جس طرح انھوں نے مسلم یا نیور ملٹی ایلکٹریٹ کے سلسلے میں نادر شاہ ڈرائی کے انداز میں اصلاحی اقدام کیا ہے اور قوم پرستانہ اولی العزمی کا ایک نیا ریکارڈ فاقہم فرمادیا ہے اسی طرح وہ اُن تمام لوگوں کی بھی فرواؤ گوشالی کرن جن کے فرسودہ خیالات قوم کی روز افزون نمرقی اور یک تجھی کی راہ میں مذہب و اخلاق کے روڑے اٹکانے کی قوم دشمن اور فرقہ پرستانہ سرگرمیوں میں صروف ہیں۔

خود اپنے چاری

۱۶ جولائی ۱۹۷۵ء کے روزنا الجیتہ کے صفحہ اول کی سب سے پہلی شاہ شری :-

"جماعت میں انتشار اور تحریکی کارروائیاں کسی طرح برداشت نہیں کی جائیں گی۔"

طنطہ، تحکم اور ہلکتی کے زہر میں بھی ہوئی یہ آواز سمجھے اپ کس کی ہے؟ — کیونکہ پارٹی کے سخت گیر باس کی — جی نہیں۔ بشری چھا گلا جیسے سی کچ کلاہ کی — جی نہیں — وزیر داخلہ یا وزیر اعظم کی — ان کی بھی نہیں۔

پھر کون ہے جو اس آمرازہ شان سے غارہ ہے۔ آپ یا تلقین مذکور یہ جمعیتہ علمائے ہند کے ناظم عمومی صاحب کی آواز ہے۔ انھوں نے پریس (۹) کو ایک بیان جاری کیا ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے:-

"ادھر کچھ عرصے سے جمعیتے مخلص اور فدائی اپنے خطوط اسار اور طاقتلوں میں پھر تحریک پسندوں کی

اسکول کا بھروسہ دی جا رہی ہے اور اس تعلیم نے جما جوں بتایا ہے وہ بھی اسی ذہنیت کو پالتا پوتا ہے پھر اس سے کیا منتخبہ ہٹا کر اندر تو لا اکھو لاتے رہو اور دہانے پر پتی میں سل رکھ کر یہ موقع کرو کہ اب یہ لا اور اندر رہی اندر ادبٹ کر باع دہار میں تبدیل ہو جائے گا۔

شاید اسی لئے محتمم وزیر تعلیم شری چھا گلا سقطاٹ کو قانونی جواز دینے کے حق میں ہیں۔ فروعی خود اس کی تائید کرتا ہے۔ ناچیز کامہاد سادہ سا استدلال یہ ہے کہ آج زمانہ ہے:-

دنیا کے مرے سے یہ دنیا تھماری ہے

کا

آج ہماری جنسی قومیت کا بہترین نظریہ تراویح ہے۔ پیار کیا کوئی مچھری نہیں کی پیار کیا تو ڈر نہیں۔ آج ہمارا سماج و سچ القلبی اور آزاد خیالی کے اُس تابناک دور میں داخل ہو رہا ہے جہاں کوئی بھی من جلا میں سڑک پر کسی دیوبنی سے کہہ سکتا ہے کہ:-

بول رادھا بول سنگم ہٹا کر نہیں!

آج ہماری لڑکیاں ناج گاؤں کے طفیل اور نظام تعلیم کے صدقہ، شرم و حیا اور عفت و عصمت کے فریب میسا رون کو توڑ کر جرأت و ندانہ کے اس مقام بلند پر جائیجی ہیں جہاں انھیں بجا طور پر حق پہنچتا ہے کہ اپنے جسموں کے ایک ایک امبار کو، ایک ایک خدا کو، اگر آزاد رعنائی کو، تناؤ اور تناسب کو اتنا نمائیں کریں۔ اتنا نمائیں کریں کہ اندھا جھی آنکھیں بھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہ جائے اور آنکھوں لے توئے مال کی عمر میں بھی جذباتی جو دکار نہ ہونے یائیں۔ سچ یہ ہے کہ طڈی لباس پہننے والی لڑکیوں کو دیکھ کر نگاہ بڑھتی ہے۔ بدین میں چستی آتی ہے۔ خیالات میں جوانی پر اہوتی ہے۔ بھی اوس نہیں جو قوموں کو اگے بڑھانے جانتے ہیں۔ فرض کیجئے ایک مدرسک اڑکی چھپی فیشن کے طھیلے دھانے لباس میں سڑک پر سے گزرتی ہے تو کسی بھی دیکھنے والے کے اعتماد میں تناؤ اور دل میں پل پیڑا

دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ غیر ائمی، غیر اخلاقی اور غیر تعمیری کارروائیوں کے صارے بیکار و خود ناظم صاحب کے حوالیوں نے توڑے ہیں۔

”فالص مکواں۔“ مولوی ارادت بھر کا لٹھ آپ تحریب پسندوں کی حیات کر کے قوم و ملت سے غداری کر رہے ہیں۔

”یہی بات مسٹر چاگلا بھی کہتے ہیں ڈیر ارادت!“ مرا جانے سکر اکر کیا ”ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سب لوگ فرقہ رست ہیں جو مسلم یونیورسٹی کے سینے میں آتا ہے ہمیں آورڈنیس کے خجروں کو خجھ کرنے کی جرأت کر رہے ہیں۔“ کہیے آپ کو سیم ہے ایسی فرقہ رستی۔

”مسٹر چاگلا بے دلیل بات کرتے ہیں۔“ مولوی ارادت نے بھت اکر کیا:-

”اور آج بھاب کو سنیا ہا دلیل بات کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ کی قابلِ اعتماد شخصیت کو ثالث مان لیجئے خاکسار خواجہ سراج علی سے لیکر دستاویزی ثبوت اسکے آگے رکھ دے گا۔“ پھر تپہ پیچہ کا کہ تحریب پسند بد اخلاق، جعل ساز اور مفاری رست کون ہے۔“

”بھی کیا بحث مشروع کر دی آپ لوگوں نے۔ آگے پڑھیز را۔“ مولانا تقدیری علی نے کہا۔

”آگے اثر بھی غصہ ہے، مولانا۔“ دودھ کے دانت پڑھنے سے پہلے ہی جو لوگ کڑیں جوان ہونے کی خوشی میں بتلا کر دیتے گئے ہیوں ان کے شتر غزرے۔۔۔“ ”لبیں۔۔۔ یہ بات میں طنز رہنے دو۔“

”مولوی ارادت نے ٹوکا۔“

”ظہر کرنے والے پر لعنت۔۔۔ بنادہ تو بہت سادہ انداز میں حقائق بیان کر رہا ہے۔“

”یاں تم آتے تو پڑھو۔“ مولانا تقدیر بھجن لائیں ”آگے فرمایا گلہ ہے کہ۔۔۔ جو لوگ تحریکے مذکوب ہو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت میں ایسے تحریب پسندوں کے لئے کوئی جلوہ ہمیں پہنچنے۔۔۔“

”یہ روش پر سخت تجویش کا انہار کر رہے ہیں جو حصہ لوگ جماعت کے اہنالطہ اور جمیوری انتخاب میں شکست پا کر غیر ائمی ذریعی اور غیر اخلاقی کارروائیاں کر کے جماعت میں استشار و افسوس آئیں پیدا کرنے کی تمام کوشش کر رہے ہیں۔“

مرزا فراست علی نے پر سطہ پڑھکر زور کا تھقہ کیا ”ہمیں آپ ہنس رہے ہیں۔“ مولوی ارادت علی ”ہم اسندھ بنا کر بولے۔“ اس میں سنسنے کی کیا بات ہے؟“ ”معلوم ہوتا ہے صاحبزادے نے حال ہی میں روشن یا چین کے حال احوال پر کوئی کتاب دیکھ لی ہے۔ لہجہ اور آنکھیں کیونٹ پارٹی کے فرمٹ سکریٹری جیسا ہے۔“ ”یہ کیا غوریت ہے؟“ مولانا تقدیری علی نے احتجاج کیا۔

”برانہ ماننے۔ تیوری ہی نہیں الفاظ بھی اسلامی انداز کے ہیں۔“ روس اور چین کے خداوند جب کسی نیا ارض ہوتے ہیں تو اس پر تحریب پسندی اور پورٹر واٹیت کے ترشیت تر شاۓ الزم ضرور لکاتے ہیں۔“ مرا جانی نے حق کا کش لیکر مولوی ارادت علی کے شانے پر پڑے پیارے چھپکی دی پھر کہنے لگے۔

”اچھا یہ تو بتائیے۔ اس میان میں جمعتہ کے انتخاب کو باہنالطہ اور جمیوری باور کرانے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں صاحب زادے۔“

”زبان سنبھالئے مرزا صاحب“ مولوی ارادت برآمد گئے ”آپ پار پار صاحبزادہ کیوں کہتے ہیں۔ نظم خومی یا مولانا رفیقی کہتے ہوئے کیا جان نکلتی ہے۔“

”آپ فرمائیں تو یہی حضرت حاجی زربدة الائچی بھی کہہ سکتا ہوں۔“ گریجو لوی صاحب۔۔۔ مصنوعی موجھیں لکھ کر کہیں پچے جوان ہوتے ہیں۔ خیر ناظم خومی ہی سبی۔ سوال یہ ہے کہ اگر انتخاب باضابطہ اور جمیوری ہی تھا تو اس پر خصوصی زور دینے کی کیا ضرورت لا جو ہوتی ناظم صاحب تک تو۔۔۔ وہ فریق تباہی کو فریضی اور غیر اخلاقی کارروائیوں کا جنم قرار دے رہے ہیں حالانکہ خواجہ سراج علی کے پاس

بگو لہ تظر آ رہا ہے۔“

”اُس بگو لہ نہیں مولانا۔ یوں کہتے وہ اُس بھرپڑی سے کی طرح غارہ ہے جس کے دانت کسی تکروٹ کے گوشت پرست میں پیوست ہونے کے لئے بنتا ہوں۔“ یہ مزاجی کے الفاظ تھے۔

”واہ وہ کیا بکواس کی ہے۔“ مولوی ارادت نے ہاتھ پھاک کر اور دانت پچھا کر کہا۔ وہ مارے جو شے موٹھے سے صفت اٹھ بھی گئے تھے۔

”خل سے کام لیجئے ارادت صاحب۔“ مولانا قدری نے تھنھ پھلا کر کہا۔ آپ کو معلوم ہے میں بھی عجت اسلامی کے طرفداروں میں نہیں ہوں۔ دس سال جمعیت کے ساتھ کام کیا ہے اور حضرت مولانا حسین احمد مدینیؒ کی جو تیار بھی میدھی کی ہیں۔ اللہ اللہ کیا بزرگ تھے۔ مگر اپنا ضمیر اور اپنی عقل و بصیرت بچ نہیں کھانی ہم نے۔ خدا کو بھی حساب دینا ہے۔“

”تو کجا جماعت اسلامی والوں کی یہ روشن درست ہے کہ وہ سلم پر نیو روپی آرڈیننس کے خلاف جمعیۃ علماء کی داخل کردہ رٹ کی مخالفت کر رہی ہے۔“ مولوی ارادت آنکھیں نکال کر بولے۔

”پوشاں کی باتیں کیجئے جاب۔“ مزاجی نے دخل دیا۔

”سرے سے بھی غلط ہے کہ جمعیۃ علماء نے کوئی رٹ داخل کی ہے۔ یہ تو چنان فراہد کا ذاتی فعل ہے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ خود جمعیت کے ولنگ صدر۔ یعنی سب سے ذمہ دار رہتا نے رٹ کی اطلاع پا کر حیرانی کا نہار کیا تھا کہ فتحہ تو اس کا کیون معلم ہی نہیں۔ جس اقدام کی جماعت کے سب سے بڑے مدداء کو خبر تک نہ دی کئی پوکیا وہ اس جماعت کا اقدام کر لائے۔“

”بالکل کہلاتے گا۔ جیفون کے تواعد میں اس کی بجا انش رکھی گئی ہے۔“

”تو اعد تو آپ جو چاہئے بنالیں۔ اصل چیز ہے الصاف،“ نظم و ضبط اور اصول پسندی۔ اُس جماعت کی بے اصولی اور تفسیر پسندی کا کوئی طھکانا نہیں جس کے پھر افراد صدر جماعت سے بالا بالا ہی ایک بڑا قدم اٹھا بھیں۔ پھر یہ بھی غلط ہے کہ جماعت اسلامی اس کی مخالفت کر رہی ہے۔ اخبار دعوت

”بالکل صحیح نہ رہا۔“ مولوی ارادت جھٹ سے بھے تحریک پسندوں کی گو شماں کی بغیر کوئی جماعت استحکام صالنہ نہیں کر سکتی۔ ناظم عموحی زندہ ہا۔“

”بھی پر اتوس لیتے دو۔“ مولانا تقدير نے اگتا کہا۔ ”ہاں آگے کیا فرمایا ہے؟“

”آگے تی تھیں سے باہر آگئی ہے۔“ مزاجی مکار ”پھر پر تمیزی۔“ مولوی ارادت کے ہجھ میں شط بھیک لے ہے تھے۔

”اے میاں پڑھو بھی۔۔۔“ ”فرایا گا ہے کہ۔“ جماعت اسلامی کے اردو انگریزی ترجیزوں کے رویہ پر سخت تھب اور سخت انسوں ہے کہ وہ باوجدا تھادی اور اصلی اخلاق کی علمبرداری کے بد بالگ ذہن دعووں کے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تحریک پسندوں کی وصولیہ فراہمی کر رہے ہیں۔“

”بے شک بے شک“ مولوی ارادت چھکے۔ ”اپ سمجھے آپ۔“ یہ تھاٹیپ کا بند ”مزاجی نے مولانا قدری کی طرف دیکھا۔

”کیوں نہ ہو۔“ مولوی ارادت جلدی سے پول پڑے ”مودودیوں کی جماعت بیلی ملت فروش ہے۔ وہ ہیر پھر کر کے ہیرو بیٹھنکی نکریں ہے۔“

”ہیر وئں کہتے ارادت بھائی۔“ جماعت تو مونٹ ہے نا۔ ”مزاجی نے مولوی ارادت کے شلنے پر طبور اہمار خلیص باخود رکھا۔ انھیوں نے جھیک دیا ہے ڈنک لگ گیا۔ ”ہم اتنی بے شکھی پسند نہیں کرتے مزاجی۔“ ان کا ہجر و رٹ جانے کا تھا۔ ”آپ بھی ہم نے سنا ہے مودودی ہو گئے ہیں۔“

”کیا ہیوڈی گی ہے ارادت صاحب۔“ مولانا قدری نے چیں بھیں پوچھ کہا ”مودودیت کی یہاں کیا بحث ہے۔ ہم برادر اخبار دعوت اور اجتماعی دیکھ رہے ہیں۔ ہم تو اس کے سوا کچھ دھکائی نہیں دیکھ دعوت سراپا صلح ہے۔ نرم لفڑ اور بیکردار ہے۔ تھل اور میں ہے جب کہ جمیعتہ الکرم آگ

نے فرنگ کے انداز میں موہنگوں پر تاؤ دیا۔
 ”تم لوگ خود کو برھاتتے ہو اور کہتے ہو گا جو کا حل و کام
 رہے ہیں۔ تھمارا حریف فقط سر کہ چکھتا ہے تو سورج مجاہتے
 ہو کر یہ سڑا میرا کچھ طحہ کھارہ رہا ہے۔“ مرزا جی اب اونٹ لگئے
 تھے سفلے پین کی حد ہے کہ معاملہ مجلس مشاورت کا تھا جماعت
 اسلامی کا نہیں تھا۔ اس مجلس میں جس طرح جماعت اسلامی شامل
 ہے اسی طرح جماعتی بھی اور دوسری مسلم جماعتیں شامل ہیں مگر
 اخبار اجمعیت کے ذریعوں نے پہلے ہی قدم پر جماعت اسلامی
 کو تباہہ بنانے کر جو اسی جذبات کو غلط رُخ دیتا چاہا۔ تیور اور لوب
 ہیجرا ایسا کہ جھوٹکتے ہوئے کہتے بھی مشرائیں۔ ۸ رجلاں کا
 اجمعیت اٹھا کر دیکھتے۔ پہلے ہی صفحہ پر شاہ سرخی نظر آئے گی کہ۔
 ”جماعت اسلامی اس کے رہنماؤں اور اس کے ترجمان
 کی شرمناک سمازش کا پردہ فاش۔“ اس کے ذیل میں ازید
 پائیج سرخیاں ہیں۔ قیاس کن زلطانی میں بہادر مارا۔ یہ خیر
 سے حضرت مولانا وحید الدین صاحب قاسمی ناظم جماعت العلماء
 ہند کے میان کا مقدمہ س عنوان تھا۔ چھوٹی ہی اس کے جمیعہ
 کے اطفال مکتب بھی حضرت اور مولانا تھے کم نہیں ہوتے۔
 میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جماعت اسلامی کو ملزم کر دیا
 والے صاحبزادے کیا اتنا بھی اور اک نہیں کہ سکتے کہ تفتیق
 پسند، تحریک کار، ذنوب اور سوت، جالح اور فتنہ پر دار وہ لوگ
 ہیں جو ایک شاستر لگزارش کے جواب میں یہ بھیاروں کی زبان
 اور درندوں کے تیور اختیار کرتے ہیں۔ یا وہ لوگ ہیں جو اپنی
 مخلصا نہ لگزارش کا جواب اتنا مکروہ اور اشتغال انگریز پاک جنگی
 سے باہر نہیں ہوتے بلکہ ٹھیک وہی روشن اختیار کرتے ہیں جسے
 اللہ تعالیٰ نے سورہ الفرقان میں پسندیدہ بندوں کی روشن قرار
 دیا ہے۔ وَ عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَهْشُونَ عَلَى الْأَذْقَنِ
 هُوَذَا وَإِذَا أَخْاطَبْهُمْ أَجْمَعًا جَاهَلُوْنَ قَالُوا اسْلَمُهَا۔
 ”بس چوچی بندی رکھتے مرزا جی۔ ہمیں علم میں اپنے
 لئے قرآن پڑھا ہے۔“ مولوی ارادت نے کھیتے ہوئے انداز
 میں کہا۔ ”خود جاہل ہو کر آپ جمیعہ مملکتے ہند کے اہل علم کو
 جاہلوں کہہ رہے ہیں۔ بڑے آئے قرآن کے نفس۔“

کے فائی موجود ہیں۔ اٹھا کر دیکھتے۔ صرف اتنا ملے گا کہ رٹ کی
 اطلاء پر اس نے بڑے نرم دوستانہ اور خاٹستہ بیچے میں رٹ داخل
 کرنے والوں سے درخواست کی کہ اس رٹ کو واپس لے بیچے۔ یہ
 کام اس مجلس مشاورت کے کرنے کا ہے جس میں دوسری مسلم جماعتوں
 کے ملادہ خود جمیعہ بھی مشریک ہے۔ اسے نظر انداز کر کے چکے ہی
 چیکے چند من چلوں کا رٹ داخل کر دینا ملکی اتحاد اور بیش نظر کا زار
 کے حق میں نقصان دہ ہو گا۔ اس درخواست کے علاوہ اس نے
 چند سوالات ناظم عمومی صاحب سے تحریر لئے۔ یہ سارے سوالات
 آپ نے رجلاں کے دعوت میں لما خطر فراستے ہوں گے۔ اور
 یہ موددانہ مخلصا نہ اور صلح پسندانہ فقرہ بھی آپ کی نظر سے گذرا
 ہو گا کہ ”اس دکھی لمت کے افراد اپنے بھروسے ہوئے دل اور
 دیباں بائی ہوئی آنکھوں سے آپ سے یہ سوال کرتے ہیں۔“ پھر
 یہ بھی ملحوظ رکھیے کہ ناظم صاحب کو اخنوں نے پورے احترام کے
 ساتھ ”مولانا اسعدیاں“ لکھا تھا۔ حالانکہ جس دھڑکے
 نے رٹ داخل کی ہے اس کے ایک فرد نے ابھی ایک کتاب
 مولانا مودودی کے خلاف چھایی ہے جس کے ماضی پر اسے یہ
 تک گواہ نہ ہوا کہ مودودی کے ساتھ لفظ ”مولوی“ ہی لگادے۔
 ”بس مودودی صاحب“ لکھ کر حق مشرافت ادا کر دیا ہے۔“

”ہم کہتے ہیں رٹ کسی نے بھی داخل کی۔ جماعت اسلامی
 و اس کی مختلف یکوں کو رہے ہیں۔“ مولوی ارادت نے
 کسی ضدی بیچے کے انداز میں کہا۔

”پھر وہی وندھی بات۔ کیا ادب اور شاستری کے ساتھ
 درخواست کرنے کو بھی خالق اکابر نے یقون کا کام ہو سکتا ہے
 — حق یہ ہے کہ محسن تفویق پسندی اور گودہ بندی کی ذہنیت کے
 تحت چند لوگوں کا اپنے طور پر رٹ داخل کر دینا اتنا شر پسند رہا
 اور ارڈل اقدام ہے جسے مستقبل کا میورخ جاہ پسندی اور غرض پرستی
 کے بعد تین میلوں سے تعمیر کرے گا۔ لیکن چلیے اس کے حسن و فیض پر
 ہم سمجھتے ہیں کہ دیکھنا تو یہ ہے کہ دعوت کے انتہائی نرم اور
 دوستانہ رویتی کے مقابل اجمعیت کا لیا کردار رہا۔۔۔۔۔“

”بہت اچھا رہا۔ اس نے ڈٹ کر جماعت اسلامی کی
 ہر زہرہ سرائی کا مقابلہ کیا اور ہر را کے روکھ دیا۔“ مولوی ارادت

"میں آپ حضرات کی گہر افتابیوں میں گم ہو گیا تھا
— خصوصی تھوک دیجئے۔ ابھی جلتے آئے گی تو ہم سب شری
چھا گلا کا جام صحبت نوش کریں گے۔"

"بالکل بکریں گے۔" مرا زاجی نے زور دار تائید کی
"نصرت جام صحبت نوش کریں گے بلکہ مل کر فخرہ بھی
لگائیں گے کہ شری چھا گلا زندہ باد۔ جمہوریت پائندہ باد۔
سیکولر ازم تابندہ باد۔"

دنیا میں سب جوڑے جوڑے

۸ ارجمندی کے الجمیعہ (سنٹرے ایڈشن) میں شائع
شدہ اعلان کا ایک فقرہ:-

"جمعیت علماء ہندی مجلس عالم کا غیر معمولی اجلاس
آج جمیعہ علماء کے جدید اور شاندار فرماحاطہ
مسجد عبدالنبی میں شروع ہو رہا ہے۔"

اس فقرے کو سنتے ہی مہر صفات علی کے حلتوں کی تہہ سے
استغفار اللہ کا نعروہ اُبھرا۔ پھر وہ کرمی کے ہاتھ پر گلونسہ رسید
کرتے ہوئے بدلے:-

"حمد ہرگز بھی پھروری میں کی۔ یہ سی سخیدہ جماعت کا
اعلان ہے یا اسلام پیش کا اشتہار۔"

میں حیران رہ گیا۔ "کیا ہر امیر صاحب؟"
لیکا تھماری ٹھوپڑی میں جس بھرا ہے۔ وہ چھلکا کر
بولے۔

"خدا خیر کرے۔ یقین کیجئے میں تو کچھ نہیں سمجھا۔"

"اے بھونڈناٹھ۔ تم فرض کرو ایک کو مٹی بناتے
ہو اور وہاں کوئی تقریب کرتے ہو تو کیا اس کا اعلان ان لفظوں
میں کرو گے کہ آج میری جدید اور شاندار کو مٹی میں...?"

"اوہ۔" میری ٹھوپڑی کی ٹلمتوں میں بھلی سی کونڈی
بات انھوں نے باریک شکایت کی۔ مجھے یاد آیا ابھی چند

ہی روز تو ہوتے نواب فخر الزبان نے بیٹے کی شادی کا دعوت
نامہ جیسا کام۔ اس میں انھوں نے تحریر کیا تھا کہ معززہ بمان
ٹھیک پائیج بچے غریب خانے پر قدم رنجھ فرمائیں۔ حالانکہ

"میں نے قرآن کی آیت سنائی ہے جناب نظرے بحث
کو غدر بودھت کیجئے۔" میں پوچھتا ہوں کیا مشراحت نفس
اور صلح پسندی کا اس سے بڑھ کر بھی ثبوت کوئی ہو گا کہ،
دعوت منہ الجمیعہ کی انتہائی مشتعل کن روشن کے باوجود
مکمل سکوت اختیار کیا تاکہ ایک نازک ترین وقت میں
برادرانِ اسلام کی امدادی باری کی جو بحث و نیزاع میں ضائع نہ ہو۔"
"بہت دیکھئے ہیں ایسے ماربٹے مشریف" مولوی ارادت
نے دانت پیسے۔ "یہ کیوں نہیں کہتے کہ الجمیعہ کی حقیقت
نگاریوں کا دعوت کے پاس جواب ہی کچھ نہ تھا۔"

"مولوی ارادت صاحب۔ آپ لوگ الحقویوں کی جذب
کی جذب میں بستے ہیں۔"

"یہ بھی ختم تکرو" مولانا قدیرت علی نیڑا ہو چکے تھے
ایک نظیفہ اور سیلچھے۔" مرا زاجی نے فرمایا "الجمیعہ
میں ان دونوں چند شذیکے بھی زہر میں بکھے آتے ہیں۔" مگر
یہ غم ان فارقلیط کے نہیں تھے۔ اس بھارے کو الجمیعہ
دایوں نے چند روز کے لئے بیماری کی چھٹی دیدی تھی لیکن
وہ اپنے ضمیر کو ان کی نکلی جاہ پرستی اور عدل و شہقی کا عالم
نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ ایسے حقیقت سیوڑے سیوڑے نہیں
لکھ سکتا تھا۔"

"معنت میں اس پر چو آئندہ آپ سے بات کرے۔"
مولوی ارادت چنانکہ ٹھوپڑے ہو گئے۔

میں اس پرے عرصے میں کسی بے ذبان گائے کی طرح
اسنے موٹھے سے چکا ہوا تھا۔ اس سترق اتنا خالہ کامی
حقہ نہیں تھی اور ناچیز برابر حقے کے کش پر کش اڑا رہا تھا
مولوی ارادت صاحب کو ناراض ہو کر آمادہ فرار پایا تو
دل بیتاب ہو گیا۔

"حضرت ابھی سے کہاں بھاگے جلتے ہیں۔ چائے
بن آئے والی سے۔"

"میاں کبھی آئے گی بھی۔" مولوی ارادت جا
ھاتے ٹھیک گئے۔ اتنی دیر سے ٹھیک بھیں ہو رہی ہیں
ٹھیک پائیج سوکھ گیا۔"

”بے کار صورت!“ میں غریباً۔

”نہیں تو کیا — اسکوں کے بچے مجھی بتا سکتے ہیں کہ ورنگ صدر کام کے صدر کو سمجھتے ہیں۔“

”یہ تو میں بھی جانتا ہوں — مگر ضروری نہیں کہ صدروں کی جوڑی بنانے والوں نے مفہوم مختلف کو مجھی میخونٹ رکھا ہے۔“ میں نے منطقی پوٹ لیا۔

”تر رکھا ہو گا۔“ بے کار صدر اچھا نہیں لگتا تو غالی خوبی صدر کہہ لو۔ شیر قالین کی اصطلاح کو تم نے ضرور سنی ہو گی۔“

”بالکل سنی ہے مگر آج تک کسی شیر کو قالین پر ٹھلتے نہیں دیکھا۔“

”چانٹا لکھاؤ گے۔ جمعیت کے دائیں بازو نے مو للنا فخر الدین جیسے شیخ فانی کو صدر بھردا بنا کر ایک سنی اصطلاح تخلیق کی ہے۔“ قالینی صدر۔“

”مگر آپ کا اس میں کیا بگڑتا ہے۔“ میں بھچلا کر کہا۔

”میر اتو اس صورت میں بھی کچھ نہیں بگڑتا اگر جمعیت والے کسی ہماری کو صدر بنا لیں۔ افریقی کا ایک قبیلہ ہے پھر پھر لکھتا۔ وہ اپنا سردار ہمیشہ کسی حنوٹ شدہ لاش کو بناتا ہے۔“

”تو اس میں چار سو میں کیا ہوتی؟“

”چار سو میں کا اعلان اس پہلو سے نہیں۔ میں اعلان کے الفاظ کو چار سو میں قرار دیتا ہوں۔“

”میں آپ کے خیال میں مولانا فخر الدین سید نہیں۔ شیخ الحدیث نہیں۔“

”عقل بیچ کھائی ہے تم نے پھر سے پڑھو۔“
میں نے پھر سے پڑھا۔

”اب بتاؤ۔ کیا یہ بھارت اس کے سوا بھی کچھ ظاہر کرتی ہے کہ جمعیتہ کا صرف ایک ہی صدر ہے اور وہ ہیں مولانا فخر الدین۔“
میری کھوٹی کے افق پر پھر بھلی کوئی — بے شک عبارت یہی بتا رہی تھی۔

”بھول چوک انسان سے لگی ہوتی ہے میر صاحب۔
— ہو سکتا ہے اعلان لکھنے والے کے ذہن سے نکل ہی گیا ہو کہ

جن عالیشان عمارت کو انھیوں نے غریب خانہ لکھا تھا وہ اسی سال تین لاکھ کی لاگت سے تکمیل کر لئی تھی تھی۔ بالکل جدید طبیز آئ۔
اکدم شاندار۔“

”آپ کا مطلب تو میں سمجھ گیا ہوں“ میں نے اعزاز کیا۔ لیکن میر صاحب ایسا تو انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی پیزیر بہت پا پڑ بیلے کے بعد نفیس بہتی ہے تو آدمی فطرت خذیلہ سے مغلوب ہوئی جاتا ہے۔ سُن لے ہے جمعیتہ کا نیا دفتر واقعی شاندار ہے۔“

”ہو گا۔ آپ کی بیوی بھی تو سنا ہے بہت حسین ہے۔“

”جی.....“ میں نے چونگا بیکر انھیں ٹھوڑا۔
”میں پوچھتا ہوں کیا آپ کے بھی کسی عزیز کو یہ لکھا ہے کہ میں فلان تاسیخ کو اپنی حسین و مر جیں بیوی سمیت کہہ رہا ہوں — خدا جانے یہ جمعیتہ والوں نے کیسے لکھے چھپا ہے رکھے ہیں۔“

”میری بیوی کے متعلق آنے کس سے سنا۔“
”عقل کے دشمن — میں تمثیلاً کہہ رہا ہوں۔ تھاری نہ سہی کسی کی بھی بیوی حسین تھی ہو سکتی ہے مگر وہ خواہ لوگوں کو سنا پا پھرے تو اسے لوٹا دیں کہیں گے — چلو آگے پڑھو۔“

میں نے اطمینان کا اسنس لیا۔ پھر گلا صاف کر کے آگے پڑھنا شروع کیا۔

”حضرت شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد صدر جمعیتہ العلامہ رہنگار دیوبند سے دہلی تشریف لے آئے ہیں۔“

”دیکھو۔ دیکھو یہ چار سو میں۔“ میر صاحب بتا بانہ بولے۔

”اب کا ہوا۔“
”خود بھی کچھ سمجھا کرو۔ کیا یہ کوئی رکن ہے کہ جمعیتہ علامہ رہنگار دو صدروں میں۔ ایک ورنگ صدر مولانا فخر الدین محقق الرحمن۔ ایک بیکار صدر مولانا سید فخر الدین۔“

ایک صدر آدمی ہے۔ ”

”جب دونوں میں تاریخی ہو تو اپنے مطلب کے سوا ہر بات ذہن سے نکلی ہی جاتی ہے۔ لکنی عترت کا مقام ہے کہ حالات کے ایک نازک ترین موڑ پر بھی جمعیت کا ایک حلقة بدترین شرم کی گردہ بندی مفاد پرستی اور کینہ توڑی سے دست بردار ہوئے کو تیار نہیں۔ مشرارت کی انتہا دیکھو کہ اصل صدر یعنی ورنگ صدر رکاوٹ گویا کوئی وجود ہی نہیں اور جنہوں پر جمپڑے ہمارے ہیں اُس صدر کو جس کی صدارت بیساکھیوں کے بغیر دو قدم بھی نہیں کھسک سکتے۔“

” عمر سیدہ ہونا کوئی جرم تو نہیں ہے۔“ میں اعتراض کیا۔

”سوال یہ ہے جن بزرگوار کا کوئی سیاسی ماضی نہ ہو۔ کوئی تاریخ نہ ہو۔ کوئی اجتماعی کیریڈ نہ ہو۔ نہیں صدارت سے نشیحی کر دینا سوائے سختے پن کے کیا کہلاتے گا۔“

”دو صدروں کا مشتملہ بہت دونوں تک میری بھی سمجھیں نہیں آیا تھا۔“ میں نے کہا ”مگر ہولا ناقطب الدین نے اس الحجہ کو ڈور کر دیا۔“

”کیا؟“ میر صاحب نے کاٹ کھانے کے انداز میں مجھے گھوروا۔

”جی ہاں۔ پار سال وہ اعکاف میں بیٹھتے۔ اُنکی اپنی ۲۵ روزِ رمضان کو ہمارے گھر آئیں اور ملائیں کہ کل سے ھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ سحری کے بغیر ہی روزہ پل رہا ہے۔ صرف ہولا ناکے لئے کسی نہ کسی طرح چند پرائٹ اور ایک پیالہ دوہ ملیچی کا انتظام ہو گیا تھا باقی سب ھروں اولوں نے چائے سے سحری کی تھی۔“ یہ بات ملائی نے مجھے بھی بتائی اور صرار کیا کہ اعکاف میں ہی ہولا ناکوئی نکتہ سمجھاؤں کے بال بچوں کی روی کا انتظام کئے بغیر اعکاف میں جائیٹھا اسلام کی تعلیم تو نہیں ہے۔“ ”کوئی نسخہ ہولا ناقطب الدین کی بات کر رہے ہیں۔“ وہ تو نہیں جو عرسوں کے خلاف زور شور سے وعظ کرتے ہیں مگر خود پر سال سرہند شریف کے عرسیں ضرور جاتے ہیں۔“

”جی ہاں وہی۔“ میں اعکاف میں پہنچا تو تلاوت

قرآن کر رہے تھے۔ دفتار کہنے لگے کہ بہرخورد امام بھی حضرت کے اسرار و خواص پر بھی غور کر لیا کر وہ سننا ہو گا تم نے کچھ بیان جمعیت علماء ہند پر اخراج کرتے ہیں کہ اس نے دو صدروں گھوں بنائے۔ لود بیکو قرآن سنتے واضح الفاظ میں کہتا ہے۔ یہ کہ کر انھوں نے قرآن کے ورق لئے اور سورہ ذاریات گھوں کر بیہ آیت پڑھی۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَلَقْنَا شَرْوَجِينَ لَعَلَّكُمْ شَذَّ كُوْدُونَ۔ پھر اس کا مطلب بیان فرمایا کہ ہم نے ہر چیز کے جو طے بنائے تاکہ تم فہیم کر پڑ سکو۔ یہ مطلب بیان کرتے ہوئے ان کے چہرے پر جڑا نظر تھا۔ کہنے لگے کہ جمعیت علماء ہند اپنے اصول قرآن سے اخذ کرنے کی عادی ہے۔ وہ حق کے متعلق میں یاد رکھ لام کی پروانیں کرتی اسی لئے یہ جانتے ہوئے بھی کہ صدارت کو جڑی بیں قسم کر دینا مگر مہنسی کا سبب بنے گا اس نے قرآنی تعلیم کو مقدم رکھا۔ کیا یہ آیت صاف طور پر تعلیم نہیں دیتی کہ ایمان والوں کو ہر ممکن طریقے پر جڑے بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔“

”معاذ اللہ۔“ میر صاحب نے پر شور ہجے میں نعروہ مارا۔

”اگر تھارا بیان سچ ہے تو قیامت بن قریب ہی معلوم ہوتا ہے۔“

”جھوپر لقین نہ آئے تو آپ خواجه روازید سے پوچھ سکتے ہیں۔“

”کچھ نہیں بھی ہولا ناقطب الدین نے اسی آیت کے حوالے سے تھمن کیا تھا۔ کم سے کم میں تو تھمن ہو گیا۔ یہ الگ بات تھی کہ بعض اور ذاتی انجینیں کھڑی ہو گئی ہوں۔“

”اچھا۔“ وہ بات بھی ہولناک سے ہوئی۔ بال بچوں کے رزق والی؟“

”جی ہاں ہوئی تھی۔“ مگری دھوکی رہ گئی۔ ہولا ناکوئی اکرم جلال آیا تھا۔ وہ مشتعل ہو کر کہنے لگے کہ تم مودودی ہو گئے ہو۔ تم عبادت کی تو ہم کہتے ہو۔ تھارا اطراف نکل شیطانی ہے۔

”میں نے بہت کہا کہ حضرت میر فرشتہ بھی مودودیت کے پاس نہیں پہنچتے۔“ میں تو حضرت شاہ قالوی سے مرید ہوں ہوں جنکی تعلیم کا پہلا سبق ہی یہ ہے کہ مودودی مگر اس کی کوئی کتاب بھی نہ پڑھی جائے۔“ (باتی صفحہ ۳۳۳ پر)

مبریتیہ اور عربی کی فہرست کتابوں کے تراجم و شرح معمولی قیتوں میں قسط وار لیجئے

تفاسیر و شروحات

ناظرین تجھی کی سہولت کے بیش نظر اب ہم نے درج ذیل تفاسیر و شروحات کی قسطیں سلسلہ مبریتیہ کا انتظام کر لیا ہے۔ لہذا جو حضرات مبریتیہ کے چیزیں حال تنہ ناجاہیں کر سکتے ہیں۔

شروع ممبیری - ۱ فیس ممبیری ایک روپیہ جو قبل از وقت آئی ضروری ہے۔ بھورت دیگر پہلی دی پی میں یہ روپیہ بڑھادیا جائے گا **۲** نئی قسطیں ہر دو ماہ بعد تیار ہوتی ہیں اور تیاری پر بذریعہ دی یہی روپا نہ کر دیتے ہیں **۳** ممبران سے تحصیل ڈاک جو ہر قسط پر تقریباً ایک روپیہ لگتا ہے، نہیں لیا جائے گا، بلکہ قسط کی اصل قیمت سے ہی وی پی ہو گا **۴** فیس ممبیری والا روپیہ ایک ہی دی پی واپس آئنے کی صورت میں ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ کوئی دی پی واپس نہ ہوتا اخراج قسطیں وضع کر دیا جاتا ہے۔

۵ پاکستانی حضرات:- دس پانچ روپے علی الحساب یا ہر قسط کے لئے ہر راہ پوری رقم مکتبہ ہشمایہ ۲۸۷ میڈنا بازاں پیر المحتی بخش کالیون کو بذریعہ منی آرڈر بھیجنے والے مسٹر نیشنل پریس پرہیاں بھیجتے ہوئے آرڈر کی تفصیل تحریکریں۔ اطلاع ملنے پر ہیاں سے مطبوع بذریعہ بھیٹری انھیں بھیج دی جاتیں گی۔

تفسیر حقانی اور دو مع عربی۔ گل ۷۲ قسطیں میں مکمل ہو گئی۔ فی قسط ۲ روپے (مکمل سٹ کے بیک وقت خریدنے پر رعایتی قیمت ساٹھ روپے ہو گی) (ممبران کے لئے تحصیل ڈاک بھی معاف)

تفسیر بیان القرآن۔ یہ تفسیر ۳۲ قسطیں میں مکمل ہو گئی ہے۔ فی قسط ۲ روپے۔ مکمل سٹ ۶ روپے کا۔

ممبران کو بیک وقت مکمل سٹ خریدنے پر ۵۵ روپے میں دیں گے اور تحصیل (بھی) فری ہو گا۔

درس قرآن اور دو مع عربی۔ ترجیح کے ساتھ ہی آسان ترین تفسیر۔ عام فہم لیکن مستند۔ ابھی سات قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط ۲ روپے۔ ہر دوسرے ماہ نئی قسط تیار ہو رہی ہے۔

نووار الباری اور شرح بخاری اخاذ المحدثین علام افروشاہ کاشمیری کے درس بخاری کا شہرہ جازو امداد تک ہے۔ ان کی بہ مثل تقریروں کے معارف و نکات اس شرح میں دیکھتے۔ ان کے شاگرد رشید مولانا حمازہ صاحب نہایت محنت اور قابلیت سے اس قسمی ذخیرے کو مددوں کر رہے ہیں۔ اعلیٰ۔ مدلل و مفصل اور فکر ایگریز۔ ہر دوسرے ہفتے ایک جلد چھپ رہی ہے۔ صرف مقدمہ ہی دو جلدوں میں ہے۔ جلد اول سارے تین روپے۔ جلد دوم سارے تھے چار روپے۔ اس کے بعد اصل کتاب کی تین جلدیں چھپی ہیں۔ ہر جلد ساٹھ تین روپے۔ مقدمہ سیکٹ کو یا پانچ جلدیں تیار ہو جکیں۔

الیخاں البخاری اور دو مع عربی، یہ بھی بخاری کی شرح ہے اپنا خاص انداز لئے ہوئے۔ اسے مولانا فخر الدین صاحب مرتب فرمائے ہیں۔ اب تک آٹھ قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ سہر قسط کی قیمت ۲ روپے ہے۔

معارف المشکوۃ (اوردو مع عربی) مشکوۃ شریف کی عذہ شرح جو مولانا عبد الحق محدث دہلوی ہم کی شرح مشکوۃ "مظاہر حق" کا نیا پیرا ہے۔ ابھی تک ۳۳ قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت ۲ روپے۔

- مظاہر حق حبید (اردو و مع عربی) مشکوٰۃ مشرف کی مشہور شرح جسے مولانا عبداللہ جاوید صاحب اضافات کے ساتھ پڑھتے تھے ہیں۔ ابھی تک سولہ قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے ہے۔
- مقاوی مالکی (درود و مع عربی) یہ مقاوی قطعاً نایاب ہو گا۔ اب اسے ہر لحاظ سے معیاری بنا کر پیش کیا جائے ہے۔ ابھی تک تین قسطیں آچکی ہیں۔ چوتھی آخر مارچ ۱۹۷۴ تک آنے کی امید ہے۔ ہر قسط کی قیمت ہے سو اڑڑ روپے۔
- نوز الدین رایہ - فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کا تمثیلہ اور شرح۔ ہزار ہامسائل کا بہترین مجموعہ۔ ابھی تک سات قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے۔
- تفسیر ابن حجر ایش (اردو و مع عربی) ابو جعفر محمد بن جعفر رضی کی مشہور تفسیر جو پہلی بار اردو میں آرہی ہے۔ ابھی چار قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط درود روپے۔
- تفسیر مدارک (اردو و مع عربی) عبد اللہ بن احمد کی مشہور تفسیر۔ پہلی بار اردو زبان میں۔ اب تک چار قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط درود روپے۔
- فوٹ :- ملحوظ ہے کہ آپ خلائق میں کم برداشت چاہیں گے اتنے ہی روپے فیں محبری کے ادا کرنے ہوں گے۔ ایک روپیہ نقطہ ایک ہی سلسلہ کی فیں محبری کے لئے کافی ہوتا ہے۔

تعلیمی و فضایلی کتب

رقم	عنوان	طبعی و فضایلی کتب	اعلاقی ہمایں
- ۶۲	ہماری کتاب (قابل نصاہب) حصہ دوم	- ۲۰	اول
- ۸۰	" " " " سوم	- ۲۰	" " دوم
- ۸۰	() چہارم	- ۲۰	" " سوم
۱	" " " " پنجم	- ۲۰	" " چہارم
۱۲	" " " " ششم	- ۴۰	رہنمائی عربی (مولوی ہلال عثمانی)
- ۶۰	ہماری دنیا () اول	- ۶۰	آسان ریاضی (قابل نصاہب) حصہ اول
- ۸۰	" " " " دوم	- ۴۰	" " " " حصہ دوم
۱۵	" " " " سوم	- ۸۰	" " " " حصہ سوم
- ۲۵	اردو فارسی طکشیری پاکٹ سائز مجلد	۱ ۳۰	" " " " حصہ چارم
- ۱۹	اردو کی پہلی (اجمن حمایت اسلام) ٹکنیز	۱ ۲۰	" " " " حصہ پنجم
- ۲۷	" دوسرا () اول	- ۳۰	عام معلومات
- ۴۲	" تیسرا () حصہ دوم	- ۳۰	" " " " حصہ دوم
۱۲۵	" چوتھی () " " " " حصہ سوم	- ۸۰	" " " " حصہ سوم
- ۱۲	اردو زبان کا قاعدہ (سلیل والا)	۱ ۳۰	" " " " حصہ چارم
- ۱۹	" کلکٹیو () " " " " حصہ پنجم	۱ ۳۰	" " " " حصہ پنجم
- ۳۲	" دوسرا () قاعدہ	- ۳۰	ہماری کتاب () اول
- ۴۲	" تیسرا () " " " " حصہ پنجم	- ۳۰	" " " " حصہ پنجم

تعیینی و نصبابی کتب

لیٹری		تعلیمی و نصبابی کتب	
-	۷۵	اُردو زبان کی چھاٹام (اسٹیلیل والا)	
۱	-	" پنج (" ") فاعلہ	
۲	۶۰	ہماری پوچھی (ہندی زبان میں قابل نصاب سرت)	
-	۳۰	" " (" ") اول	
-	۶۵	" (" ") دوم	
۱	-	" (" ") سوم	
۱	۱۲	مالا بده منہ اُردو (درس کی مشہور کتاب)	
۳	-	گلستان مترجم (ہر چاڑی سے معیاری)	
۲	۷۵	مع فرنگ (" ")	
۳	-	پستان مترجم (" ")	
۲	۷۵	مع فرنگ (" ")	
-	۵۰	بین نام عطار فارسی (" ")	
-	۵۰	باقورۃ اللادب (درس کی مشہور کتاب)	
-	۵۰	فرنگ بکھرۃ اللادب (" ")	
-	۴۰	اسلامی خطوط نویسی (بتدی حضرات اور بچوں کیلئے)	
۲	-	الدراسۃ الحمیدہ شیخ القراءۃ الشیعیدہ۔ اُردو مع عربی اول	
۳	-	" " " " " دوم	
۱	۲۰	" " " " " سوم	
۲	۵۰	آثارِ السنن اُردو مع عربی حصہ اول	
۲	۵۰	" " " " " دوم	
-	۵۰	اُنہوہا ستر (ہندی سے اُردو سیکھنے کیلئے)	
-	۷۵	چار منگ پر انگریزی (انگلش یانگنے کیلئے)	
-	۳۰	شایئن اُردو۔ اُردو سیکھنے کیلئے (قابل نصاب) اول	
-	۴۰	" " " (" ") دوم	
۱	۱۲	" " " (" ") سوم	
۱	۳۰	" " " (" ") چھاٹام	
۱	۳۰	رحمتِ اسلام " " (" ") تابعہ	

مکتبہ تجلی - (لوپنڈ (یونی)

حافظ امام الدین رام نگری کی کتابیں

مکتبہ سچلی - (لوینڈ (بی، پی)		الاسلامی خطوط نوپی (مبتدی حصہ اور بھوپ کیلئے)
۱	-	الدراستہ الجیدہ شرح القراءۃ الرشیدہ۔ اردو مع عربی اول
۲	-	" " " " " " دوم
۳	-	" " " " " " سوم
۴	-	آثار السنن اردو مع عربی حصہ اول
۵	-	" " " " " " دوم
۶	-	اندھما ستر (ہندی سے اردو سیکھ کیلئے)
۷	-	چار منگ پر انگریزی (انگلش سیکھ کیلئے)
۸	-	شایین اردو۔ اردو سیکھ کیلئے (قابلِ نفاحات) اول
۹	-	" " " " " " دوم
۱۰	-	" " " " " " سوم
۱۱	-	" " " " " " چہارم
۱۲	-	" " " " " " قاعده
۱۳	-	رمضان اسلام " " " " " " قاعده
۱۴	-	حضرت عثمان ز النورین فہرست (میریاں رسول)
۱۵	-	حضرت الیوب الفهاری فہرست (میریاں رسول)
۱۶	-	حضرت بلاں فہرست (موزین اسلام)
۱۷	-	ہندی اندود فتری مراحلات (ہندی سیکھ کیلئے)
۱۸	-	اردو و ماضر (ہندی سے اردو سیکھ کیلئے)

حضرت محمد اللہ علیہ السلام کی سیرت لائے

ردیمہ	ردیمہ	ردیمہ	ردیمہ
۶ - صاحبیات (درس آئینہ واقعات و حالات)	- زاد العاد (امام حافظ ابن قیم)	- سیرت محمدیہ (رسید احمد)	- رحمۃ العالمین مجلد ۱ قاضی سلیمان منصور پوری
۱۲ - تاریخ الخلفاء (علم مجدد الدین سیوطی)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- محسن انسانیت راز نیم صدقیقی پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	- محسن انسانیت راز نیم صدقیقی پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
۲ ۵۰ خلفاتے راشدین (مولانا عبد الشکوری)	- سیرت محدث (رسید احمد)	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
۶ - دس بڑے مسلمان (صحابہ کرم) مجلد	- سیرت محدث (رسید احمد)	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
۲ ۲۵ حکایات صحابہ (مولانا ذکریا) =	- سیرت محدث (رسید احمد)	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
۱ ۵۰ کرامات صحابہ (مولانا حافظی) =	- سیرت محدث (رسید احمد)	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
- ۵ صاحبہ کرم کی جان بازی غیر مجلد	- سیرت محدث (رسید احمد)	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن	= " (" پاکستانی اعلیٰ ایڈشن
۵ - حضر ابو بکر (حسین بن علی مصری)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- حیات مسروط کائنات مکمل (ملاوی احمدی)	- حیات مسروط کائنات مکمل (ملاوی احمدی)
۶ ۷۵ حضر ابو بکر صدیق و عمر فاروق عظیم (ڈاکٹر طرطہ حسین)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- خصائص نبوی و شمائی ترمذی تحریم اور درود مولانا ذکریا	- خصائص نبوی و شمائی ترمذی تحریم اور درود مولانا ذکریا
۱۰ - = عمر فاروق اعظم (حسین بن علی مصری)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- اصح اکابر (مولانا ابو البرکات دانا پوری)	- اصح اکابر (مولانا ابو البرکات دانا پوری)
۱۲ - حضر عثمان عزیز و حضرت علی (ڈاکٹر طرطہ حسین)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- رسول اکرم کی سیاسی زندگی (ڈاکٹر حیدر اللہ)	- رسول اکرم کی سیاسی زندگی (ڈاکٹر حیدر اللہ)
۶ - الفاروق (علامہ مشبیل غفاری)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- معمولات نبوی (یوری زندگی کے معمولات)	- معمولات نبوی (یوری زندگی کے معمولات)
- ۸۰ حضر عثمان ذی النورین (مولانا امام الدین)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- بزم پیغمبر (مولانا مقبول سیوطی راوی)	- بزم پیغمبر (مولانا مقبول سیوطی راوی)
- ۵۰ = صدیق عظیم (مولانا عبد الشکوری)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- ہمارے پیغمبر (مولوی محمد میان)	- ہمارے پیغمبر (مولوی محمد میان)
- ۹۰ = فاروق عظیم (= =)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- رسول عربی (مولانا فرید الوحدی)	- رسول عربی (مولانا فرید الوحدی)
- ۳۵ = عثمان عزیز (= =)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- رسول خدا کے اخلاق	- رسول خدا کے اخلاق
- ۳۵ = علی مرضی (= =)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- پیغمبر انسانیت (مولانا یعقوب الرحمن)	- پیغمبر انسانیت (مولانا یعقوب الرحمن)
- ۷۵ سید الشہداء حضرت حمزہ	- سیرت محدث (رسید احمد)	- ذکر الرسول (مولانا حافظی)	- ذکر الرسول (مولانا حافظی)
۲ ۲۵ حضر ابوذر غفاری (عاشق رسول)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- سیرت رسول (شاہ ولی اللہ)	- سیرت رسول (شاہ ولی اللہ)
۲ ۵۰ حلال سیف اللہ (ایک عظیم جرنیل)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- مجموعہ سیرت رسول (حضرت علی رضا تفصیلی حالات عالم)	- مجموعہ سیرت رسول (حضرت علی رضا تفصیلی حالات عالم)
- ۷۲ بلاغ (مذون اسلام)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- زبان ہیں۔ بچیاں اور غرباں بھی فائدہ اٹھائیں	- زبان ہیں۔ بچیاں اور غرباں بھی فائدہ اٹھائیں
- ۷۰ ایوب انصاری (میزبان رسول)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- اسلئے کتاب ۲۵ حصوں میں بانٹ دی گئی ہے۔	- اسلئے کتاب ۲۵ حصوں میں بانٹ دی گئی ہے۔
۱ - امیر عادی کی سیاسی زندگی علیہ	- سیرت محدث (رسید احمد)	- فتحہ ۲۰ نئے پیسے (سب حصے بجا مٹکنے پر لوٹیں)	- فتحہ ۲۰ نئے پیسے (سب حصے بجا مٹکنے پر لوٹیں)
۱ ۵۰ معادیہ ابن ابی سفیان	- سیرت محدث (رسید احمد)	- حضرت خدیجہ الكبرى ایفہ	- حضرت خدیجہ الكبرى ایفہ
۲ ۵۰ عمر بن العاص (فاتح مصر)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- حضرت عائشہ صدقہ	- حضرت عائشہ صدقہ
۱ ۲۵ عمر بن عبد العزیز	- سیرت محدث (رسید احمد)	- تاجدار مدینہ کی شہزادیاں	- تاجدار مدینہ کی شہزادیاں
۱۲ - عرب بن العاص (چکان)	- سیرت محدث (رسید احمد)	- مکتبہ بھلی - دیوبند (یوپی)	- مکتبہ بھلی - دیوبند (یوپی)

صحابہ کرم کے حالات و میسر

حضرت خدیجہ الكبرى ایفہ
حضرت عائشہ صدقہ
تاجدار مدینہ کی شہزادیاں

مکیو ترم کے صلی خدو خان

چند ادبی کتابیں اور لغات وغیرہ

ردیم	نوبت	عنوان	ردیم	نوبت	عنوان
۷	۵۰	عملی تنقید رکیم الدین احمد	۱	-	آج کا چین (چین کے چشم دید حالات)
۳	۷۵	ذکر و مطالعہ (ظلماء ذمی نطف)	۱	-	پھر کے دیوتا (چھ منڈ آب بیٹیاں)
۲	۵۰	مقدمہ شعر و شاعری (الاطاف حسین حاکی)	۱	-	میوزم کی بھلی کتاب (تین سو الوں کے جواب)
۳	۲۵	اُردو زبان اور عورت (دیدہ یتیم)	۱	-	سوٹھ نظام کی جھگنجیاں
۳	۵۰	سرروش ہستی (شاد عظیم آبادی)	۱	-	لینین (لینین کی سوائخ اور حالات)
۳	-	زین آبادی (نیم اختریاً بڑی کامپیوٹر دراہم)	۱	-	اور یانگی ہتھاڑا (ایک درس آموزناول)
۲	-	بنکرو نظر (سید علی حیدر نیٹر)	۱	-	جمہوریت ہی کیوں؟ (ایک ہم سوال اور اسکا دفعہ جواب)
۱	۵۰	حضر و نظر (۔۔۔۔۔)	۱	۲۵	ظلمت نیرور (ایک عبرت آموزناول)
۱	۵۰	مقالات اینی (مولانا تقی اینی)	۳	-	آنادی کی طرف (ایک پیچی اور عبرت انکار پیتی)
۳	۸۲	سچی باتیں (مولانا عبدالمadjid ریاضی)	۱	۲۵	عثمان بطور (چین کے مسلمانوں کی ام ائمیز تاریخ)
۲	-	جانے بچانے اور وہ جھیں کوئی نہیں جانتا	-	سرگزشت امام (ایک مسلم امام کی آپ پیتی)	
۳	-	ہوتی ہے سحرپردا (بدنام رفیعی)	-	چین کے مسلمان (تاریخ و اتفاقات)	
۳	۵۰	جمہوریت اور مغربی تحریکیں	-	-	غیر جابرداری کاظمیہ
۲	۷۵	تصویریات (ادبی مضمونین کا انتخاب)	-	-	ہمارے دور کا انقلاب
۱	۵۰	جنات کی دنیا (رازموالنا مقبول سیپوری روسی)	-	-	اقتصادی سامراج
۱	۵۰	الان (ایک سبق آموز کتابی)	-	-	اقتصادی تعاون
۵	۵۰	سعیدہ کشیدہ کاری مجلد بلا سٹک کور	-	-	موجودہ سماج میں طبقاتی نظام
۲	۵۰	ر قیامت غایت علی (رفت کاغذ پر)	-	-	آنادی کی نئی و معین
۱	-	المجدد اردو عربی ڈکشنری مجلد	-	-	عالیٰ سیاست میں جمہوریت
۳۰	-	بیان اللسان	"	-	
۱۰	-	القاموس الجدید مجلد (کیا ب)			
۷	-	پروز اللغات عکسی خورد سائز مجلد			
۶	-	تنزکرو تائیث (مونٹ وندکر کی پیچان)			
۴۵	-	سچی آب بیٹیاں (فرخ اصفہانی)			
۲	۵۰	سچی آب بیٹیاں (ایک عبرت ائمہ کتاب)			
۲	۵۰	بی ہمسانی (طزو مذاہ کا عمدہ جموجع)			

مکتبہ سخی - دیوبند (دیوبندی)



ہمیشہ استعمال کیجیے

تعلیمی و نصبابی کتب

ردیف	نام	جلد	نام	جلد
-	رحمتِ اسلام۔ اردو و سینھنے کیلئے (قابل نصاب، اول)	-	اُردو زبان کی پچارم (التعلیل والا)	-
-	" " "	-	چشم (" ") قاعده	-
-	" " "	-	ہماری پوچھی (ہندی زبان میں قابل نصاب سڑک)	-
-	" " "	-	اول	" " "
-	اصحول فارسی۔ فارسی سیاست کیلئے (") اول	-	دوم	" " "
-	" " "	-	دو	" " "
-	معین فارسی	-	سوم	" " "
-	" " "	-	چھارم	" " "
-	دروس فارسی	-	مکمل	" " "
-	" " "	-	یادہ منہ اردو (درس کی مشہور کتاب)	-
-	نصائح فارسی	-	پختستان مترجم (ہر لحاظ سے معیاری)	-
-	" " "	-	مع فرنگ (")	-
-	تعلیم الاسلام ٹکسی گلیز کاغذ پر اول	-	پستان مترجم (")	-
-	" " "	-	مع فرنگ (")	-
-	" " "	-	پنڈنام عطار فارسی (")	-
-	" " "	-	پاکورہ الادب (درس کی مشہور کتاب)	-
-	" " "	-	فرنگیکارہ اللہ (")	-
-	اصلی خطوط نویسی (بلندی حصہ اور بچوں کیلئے)	-		
-	الدراسۃ الحجیدۃ شرح الفرقۃ الرشیدۃ۔ اُردو مع عربی اول	-		
-	" " "	-		
-	آثار السنن اُردو مع عربی حصہ اول	-		
-	" " "	-		
-	اُنہو ماستر (ہندی سے اردو سینھنے کیلئے)	-		
-	چار منگ پر انگریز (انگلش سینھنے کیلئے)	-		
-	شاہین اُردو۔ اُردو سینھنے کیلئے (قابل نصاب، اول)	-		
-	" " "	-		
-	مسلمان شوہر و بیوی	-		
-	خاصمان خدا کی نماز	-		
-	معلم نماز	-		
-	حضرت عثمان ذ النورین	-		
-	حضرت ایوب القہاری (بیرونیان رسول)	-		
-	حضرت بلاں	-		
-	مہندی اُردو و فرنگی مراحلات (مہندی سینھنے کیلئے)	-		
-	اردو ماستر (ہندی سے اردو سینھنے کیلئے)	-		

ملکیتی سچلی - دلویں دیوبندی

دین و اخلاق

تذکرہ نفس (مولانا امین احسن اصلاحی)

اسلامی افکار کی راہ

اسلامی زندگی مکمل مجلہ (حضرالله خاں عویز)

اسلامی زندگی (مولانا احتشام الحسن)

تھوڑی دیر اہل حق کی ساتھ ہر دو حصہ

رفیق سفر (مفتی محمد شفیع صاحب)

قریضہ اقامت دین

رہبر حجاج (مولانا عبدیل الرحمن)

میری نماز نماز کے جملہ مسائل

روزہ کی فضیلت

نساز کی فضیلت

قرآن کی فضیلت

قرآن اور احادیث

نساز اور احادیث

جنت اور در رخ (شیخ عبدالقادر جیلانی)

نarrow العیب اور دو د (" ")

امطالعہ اسلامیات (اسلام پر ایک سیچ)

اسلام ایک نظریں

عورت اسلامی معماشرے میں

اساسیں دین کی تعمیر

کائنات میں انسان کا مقام (مولانا تقی امینی)

مقالات اپنی دنقالات یا کنزہ کا مجموعہ

مقالات شیخ الہند (تحقیق کا خزانہ)

تھاریر امام غزالی (مجلہ امتحان)

تصویر علم و عقل کی روشنی میں (مولانا محمود دی اور رکوی)

مسئلہ سود (مفتی محمد شفیع صاحب)

سود مکمل (مولانا محمود دی)

مسئلہ ختم بوت علم و عقل کی روشنی میں

اسلام تواریخ سے نہیں پھیلا

سیرہ	عنوان	سیرہ	عنوان
-	احسن الصلوٰۃ نماز کے مسائل آسان انداز میں (۳۷)	-	
-	بیماری تعلیم رکیا ہے اور کیا ہمیں چاہئے؟ (۷۵)	-	
-	قصیحہ نامہ (مولانا بدر عالم میر ٹھی ہباجر ملی)	-	
۱	کلمات اکابر بر عترت آموز کلمات کا مجموعہ	۲	-
۱	حقاند اسلام فاسی (مولانا محمد طاہر روزم)	۲	۵۰
۲	طریقہ میلاد تشریف (مولانا تھانوی)	۲	۵۰
-	فزادی میلاد تشریف (مولانا شیدا احمد ٹھانوی)	۱	۳۷
۱	رکھات تراویح (مولانا عبد الرحمن عظی)	۲	۲۲
۱	حسن یقین (مولوی ابوالحسن بارہ بنکی) مجلہ	۱	۲۰
۲	انسانیت کے تقاضے (مولوی ہلال عثمانی)	-	
۱۰	عققتاً (مسائل تصوف برتاؤہ ایمیل شہیدیکا ملکا)	۱	۷۵
۶	تبیغی نصیب مکمل مجلہ ریگین	-	
۲۵	مرنے کے بعد کیا ہو گا؟	۵۰	
۱۱	آئینہ ایمان	۱	۲۵
۱۵۰	آئینہ قرآن	-	۶۰
۱۵۰	آئینہ رسول	۱	۲۵
۱۵۰	آئینہ نماز	۲	۵۰
۱۵۰	آئینہ آخرت	۲	۵۰
۲۵	صراط مستقیم (حضرت اسماعیل شہیدی)	۲	۵۰
۲۵	کلمات ابدادیہ (حاجی ابداد اللہ ہباجر ملی)	۲	-
-	طہارت کے مسائل	۳	۵۰
۲۷۵	کلمات (آیات قرآنی کی وضاحت)	-	۵۰
۵	فردوس کی راہ	۱	۵۰
۲	تعمیر حیات	۱	-
۱	فناں علم و علماء (اماں اجنبیم)	۲	۵۰
-	مصبیت کے بعد راحت (مفتی شفیع)	-	۵۰
-	موت کا منتظر (" ")	۱	۲۵
-	بمار ادفافی منصوبہ (سید حامد علی)	۴	-
-	چج کیا ہے؟ (" ")	۲	۲۵
-	وہوں کا عروج و نوال (" ")	-	۲۵

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان
-	الیصال ثواب (مسائل اور طریقہ)	۵	انتحاب مکتبات امام ربانی اردو مجلہ
-	چالیس بیعتیں (دعا کی حقیقت اور فلسفہ)	۶	فلسفہ دعاء
-	فتاویٰ اعلیٰ حضرت بریلوی	۷	زبدۃ manusک مکمل (مولانا شیدا حنگوہی)
-	وہابی کی پہچان	۸	معراج المؤمنین (ایک پائیزہ تصنیف)
-	تقریر یحییٰ در بدعت میں تفاریز اور طریقہ تقریر	۹	اصلاح معاشرہ میں نماز کا مقام
۱	اسلامی عقیدے (پیدائش سے موت تک)	۱۰	قالوں و راشت (روایت کے جواہر مسائل)
۲	حفہ الشاعر عشیری (رد شیعیت میں)	۱۱	ہماسے عاملی مسائل (مولوی تقی صاحب)
۳	آیات بنیات - مکمل ہر دو سے (رد شیعیت میں)	۱۲	اذکار سنونہ (امام ابن قیم)
۴	کتاب التجید (رد بدعت میں)	۱۳	الحمدۃ فی خلوقات اللہ (امام غزالی)
۵	ہدایت الشعور (مولانا ارشید احمد نوہی)	۱۴	مسلمان کے شب و روز (اسعد گیلانی)
۶	محمدی یا کٹ بک (قاریانیت کے رویں)	۱۵	مکاتیب امام غزالی
۷	چیستان مرزا ()	۱۶	مکاتیب بیہلیمان ندوی
۸	تفویۃ الایمان (داڑشاہ سلطیں شہید) ()	۱۷	مکتبات خواجہ معصوم
۹	الحق الصریح اردو ()	۱۸	کتاب الصلوۃ (مولیٰ راشد حسن عثمانی)
۱۰	صحیح معلومات تعطیلات اور بیعتوں کی شاندیہ	۱۹	کتاب الصوم ()
۱۱	سکھمت اور توحید (مولوی حافظ علی) غیر مجلہ	۲۰	کتاب الطهارت ()
۱۲	ہندو مت اور توحید ()	۲۱	طریقہ طلاق (اور آداب معاشرت)
۱۳	شرک کے اثرات انسانی زندگی پر ()	۲۲	مشترک و بدعت کے رویں
۱۴	بدهمت اور شرک ()	۲۳	بدعت کیسے ہے؟ (ایک عظیم کتاب)
۱۵	توحید اور عین نامہ عقین ()	۲۴	رد بدعت (مجد الدافت ثانی)
۱۶	خدا پرستی محدثین کی نظریں ()	۲۵	وجہ و سماع (از امام ابن تیمیہ)
۱۷	خدا کا انکار کیوں؟ ()	۲۶	بلاغ المیین (شاہ ولی اللہ)
۱۸	کیا خدا کی معرفہ نہیں؟ ()	۲۷	تعزیہ علمائے اسلام کی نظریں (شاہ ولی اللہ)
۱۹	خداء ہے؟ ()	۲۸	خدمائی مسلمین (ترجمہ مسائل اربعین)
۲۰	لمحمدین کے شہادت ()	۲۹	فاتحہ کا صحیح طریقہ (ہر لمحاظ سے معیاری)
۲۱	تفویۃ الایمان (نیا ایڈیشن مجلد مع کور	۳۰	زیارت قبور (قبرستان کے آداب)
۲۲	غیر مجلہ	۳۱	مشترک اور بدعت (مولوی کھل الرحمن)
۲۳	ملنے کا پتہ	۳۲	شادی کی رسیں ()
۲۴	مکتبہ تجلی - (یوبت ریاضی)	۳۳	۳۳

کے وسائل نمایاں کرنے والی کتابیں

نظام اور درجہ۔ غائب کے اس شعر کی جتنی جگہ تغیر سکتی ہے اقلاب کی ضرورت ہے۔ ایک مالا دیکھتے ہے
لکھتے رہے جنوں کی حکایات خوچکان
هر جنہاں میں باہم ہمارے قلم بھروسے
ترجیں جیسے عابدی اور محرومیتی۔ لفڑائی گواہیں۔
قیمت پانچ روپیے۔

اقتصادی سامراج

سامراج دشمن اس در کام را جسے یہیں مار لے
بھی غلتیں ہل کر سامنے آتا ہے۔ اس کی کارہ ترین
ٹسلک ہے اقتصادی سامراج۔ پس اسراج اپنے پاؤں کی
دری پھیلاتا ہے۔ اس کتاب میں صلح پڑھیتے ہیں جوست و پیسے۔

اقتصادی تعاون

ایمیر اور طاقتوں ملکوں کا فرض ہے کہ وہ کمزور اور
پس اندازہ ملکوں کی مدد کریں یعنی پس اندازہ ملکوں کی آزادی
اور خود مختاری کو نصانع پہنچائے بغیر مکن ہے، ایک انتہائی
حلومات افراد بحث قیمت ۲۵ روپیے۔

موجودہ سماج میں طبقاتی نظام

طبیتی نظام اور اس سپردیا ہونے والی نابری
لطفی اور سیاستدان ایک مدت سے جبار کر رہے
ہیں۔ اس کتاب میں طبقاتی نظام کی رشتہ سے خاص
ملی اندازیں بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۰ روپیے۔

غیر جانبداری البوڑا ایک یاسی نظریہ

غیر جانبداری کے سلسلہ پر ایک ملکی اور اسلامی
بحث۔ کیا عالمی سیاست کے موجودہ درجہ میں کوئی لکھ
واقعی غیر جانبداری ملکا ہے، ایک انتہائی
سینید اور خیال افراد بحث۔ قیمت ۱۰ روپیے۔

- ہر کتاب پہچنے کے کامنزہ پر
شائع ہو رہا ہے۔
- خوب صورت مایوس
● ہر کتاب پہچنے کی اگری
پر میتاب ہو سکتا ہے۔

کاف متنی

محرومیتی کا بخوبہ کلام۔ بقول یاد بخوبی
یہ بخوبہ صاحب ارض کے اور ادب میں بڑا اچھا اضادہ
ہے اور محرومیتی کی کوئی بیکاری تغیر کی مشین گونی کا اضافہ
قیمت دو روپیے۔

بہم و بہمیت کی کیوں؟

ایک منثور جو اس سوال کا مل جواب دیتا
ہے کہ سیاسی نظام کی جیشیت سے کیوزم کے
تحالیے میں بہمیت ای کو کوئی اختیار کی جانا پایا ہے
مترجم جمیر، فتح خان۔ قیمت ایس روپیے۔

خطہ سام

کیوں نہ چین کے علماء آباد سے چینی عوام
کے فرار کی کافی تصوروں کی زبانی۔ ایک معتقد
کتاب پر جو ماڈلیٹ کے خدو خال پوری تفہیل سے
بیش کر دیتا ہے۔ قیمت ۱۰ روپیے۔

نئی دنیا کی جھلکیاں

بصیرت افروز کتابوں کا ایک گلستانہ
مندرجہ میں کل پچھے شایع ہو گئی ہے۔

ہمارے دور کا اقلاب

موجودہ دنکے اقلابی تھانے کیا ہیں اور یہیں

کیوزم اور کسان

دری مسائل پر ایجادی نظریے سچے بھار
کافوں کے سخن کی نشوونے سے حقیقی ارادے کیا ہیں؟ اور
کیوزم جاگیرداروں کا ملک اور اسے یہی خود کافوں کا؟ اور
بندوستان کی زندگانی کا سچے راستہ کون سا ہے؟ اور
کیوزم اہم مسائل کا سچے حل تجویز ہے۔ مصنعت رام سر دب
ت در در پر ۱۰ روپیے۔

آزادی کی کسی وحدتیں۔

آزادی کے تصور نہیں بلکہ محرومیت کے پہنچے
بچے جاتا ہیں مر جائیں گے کیونکہ اور ایسا جس کے
میں پاں ہوں گیں، ان سب کا عملیات افراد بیان
مترجم گوپا میں۔ اس صفاتیت افراد بیان
قیمت دو روپیے۔

کیوزم ام کی ہمیلی میاں

دو سو سال اور ادن کے جواب۔ کیوزم کے سخن
سوال عام طور پر پچھے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں ان کے
ہوس اور دادا جس جواب عام فہم انداز میں دیے گئے ہیں
مترجم جلیس ناپری۔ اس صفاتیت ایک روپیے

سو و سوٹ روں کی حقیقت

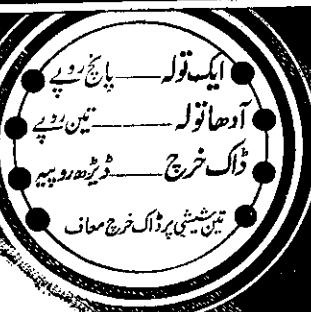
سو و سوٹ روں ہاہسے زمانے کی ایک ٹھوں حقیقت
میں کسی بچانے میں لوگ عملاً غلط پڑھنے کا شکار کر کے
ہو کا کہا جاتے ہیں۔ اس کتاب میں پرچیشیتے سے بہت
اہل حقائق کو سامنے لا یا گیا ہے۔ کتاب دو حصوں میں
ہے۔ جو مویں قیمت دو روپیے۔

تجدد یہ جنوں

ٹاؤ کے شری ادب میں تاریخی اضافہ۔ روں اور
مرقی یورپ کے پاضمیر شاہزادوں کی ہماری بھروسہ نگران کا

اس پتے سے منکر ہے۔ مکتبہ تجلی۔ دیوبند شیعہ سہاران پور۔ ۱۰ روپیے۔

DURR.E.NAJAF DARULFAIZ RAHMANI DEOBAND



اخجن کی فولادی آنکھے خائج ہوئے والی قیزبرقی روشنی میں تین کو
اندھیری راتوں میں بے ہمکف سفر کے قابل تھاتی ہے۔ اسی طرح آپ کی
روشنی اور محبت مدنامگین نہ اڑات کے ہر حصہ میں پس کی سہنائی کرتی ہے۔

قدیم اعلیٰ بشار
کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ مرض
کو جڑ سے اکھیز کر صحست کی
نبیاریں ضبط کرتے تھے۔
دُرِّ بخفیتی ایک قدم
ہی شنخ سے تیار کیا جاتا ہے جو
میانی کے جو ہر کو فطری اعتدال
پر فنا کرنے میں اپنی نظر پر ہے
مرض اور صحستِ دوفون
حالتوں میں بکسان مغیثہ
آخر گمراہ تکادم اپنے کیلے پیمانہ
ڈاک ڈیتھ بخفیت ستمان کرتے ہیں۔

دارالفیض رحمانی۔ دیوبند۔ د

